پاک وہند میں زبان زدِ عوام وخواص

غیر معتبر روایات

کا

فنی جائزہ

4

مفتی طارق امیر خان صاحب

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظ

حضرت مولانا نور البشر صاحب

استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی



مکتبہ عمر فاروق

پاک و ہند میں زبان زدِ عوام و خواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

حصہ چہارم

تحقیق

مفتی طارق امیر خان صاحب

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقاریظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

استاذ حدیث حضرت مولانا نور البشر صاحب مدظلہ

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ
تالیف .... مفتی طارق امیر خان صاحب
اشاعت اول .... مارچ 2021ء
تعداد 1100
طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی
ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
021-34604566 Cell: 0334-3432345
ای میل .... maktabaumarfarooq@gmail.com

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جاسکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی
اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی
ادارۃ الانور، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور
مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
وحیدی کتب خانہ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور
مکتبہ غزنوی، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ فاروق اعظم، پشاور
مکتبہ بیت العلم، پشاور

فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر
مقدمہ	۱۲

فہرست روایات

	قصہ میں یہ بھی ہے کہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ اپنے نکاح کا سامان خریدنے بازار گئے، جہاں جہاد فی سبیل اللہ کی آواز لگی تو یہ نکاح کا سامان لینے کے بجائے سامانِ جہاد خرید کر جہاد میں شریک ہوئے اور وہاں شہید ہوگئے، اس قصہ کے آخر میں ہے کہ ان کی شہادت کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا اس سے چہرا پھیرنا اس وجہ سے تھا کہ میں نے حور عین بیویوں کو دیکھا جو کھلی پنڈلیوں اور آشکارہ پازیب کے ساتھ تیزی سے اس کی جانب آرہی تھیں، چنانچہ میں نے حیاء کی وجہ سے ان سے چہرا پھیر لیا“۔	
روایت⑧	عبد اللہ بن قلابہ کا شداد کی عجیب و غریب جنت دیکھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کے احوال سنانا، پھر کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کا اُن کی تصدیق کرنا۔	۱۶۲
روایت⑨	شداد کی جنت کا تفصیلی حال۔	۱۷۳
روایت⑩	”أول من يصلي علي الرب عزوجل...“. ”آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے رب تعالیٰ میری نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔۔۔“۔ (اردو زبان میں اس کا اسی طرح ترجمہ کیا جاتا ہے، خود راقم الحروف اس سے بری ہے)۔	۲۰۱
روایت⑪	غار ثور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ کا ڈسنا	۲۱۰
روایت⑫	”لكل شيء عَرُوْس و عَرُوْس القرآن الرحمن“. ہر شئ کی دلہن ہوتی ہے، قرآن کی دلہن الرحمن (سورت) ہے۔	۲۲۳
روایت⑬	ایک کفن چور کا مردہ عورت سے زنا کرنا، پھر توبہ کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں آنا۔	۲۳۲
روایت⑭	مسنون دعا: ”اللّٰهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه، وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه“. اے اللہ! ہمیں حق کا حق ہونا	۲۴۵

روایت③	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر جنت میں داخل ہونا۔	۳۵۶
روایت④	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”مجھے موت کا اتنا بھروسہ بھی نہیں ہے کہ ایک طرف سلام پھیروں، تو دوسری طرف بھی پھیر سکوں گا یا نہیں“۔	۳۵۷
روایت⑤	ایک شخص کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آج یہ اللہ تعالی کا مہمان ہے، وہ ساری رات پریشان رہا، اللہ تعالی نے فرمایا: میں نے اس کی اس تکلیف کے بدلے اس کے ستر (۷۰) سال کے گناہ معاف کر دیئے۔	۳۵۸
روایت⑥	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے ذبح کے بعد دوبارہ زندہ ہونا۔	۳۵۹
روایت⑦	پانی دیکھ کر پینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔	۳۶۵
روایت⑧	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ابو جہل کے ہاتھوں میں کنکریوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دینا۔	۳۶۸
روایت⑨	روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم، صبر اور سمجھ کا ملنا۔	۳۷۱
روایت⑩	”موت العالِم موت العالَم“. عالِم کی موت عالَم کی موت ہے۔	۳۷۲
روایت⑪	ابلیس کو ایسی دعا کا یاد ہونا جس سے اللہ تعالی تمام گناہ معاف کر دیں گے۔	۳۷۳
روایت⑫	”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ امام کے بالکل پیچھے والے کے لئے سو نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور دائیں جانب والے کے لئے پچھتّر (۷۵) نمازوں کا، اور بائیں جانب والے کے لئے پچاس (۵۰) نمازوں کا، اور باقی تمام صف والوں کے لئے پچیس (۲۵) نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے“۔	۳۷۴

روایت⑬	کھانا کھانے کے بعد میٹھا کھانا سنت ہے۔	۳۷۶
روایت⑭	علم نجوم کی ماہر قوم کے ایک بچہ کا حساب کر کے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ کہنا کہ جبرائیل یا تو آپ ہیں یا میں ہوں۔	۳۷۸
روایت⑮	ساری مخلوق کے نافرمان بن جانے کی صورت میں اللہ تعالی کے ایک جانور کا ان سب کو نگل جانا۔	۳۸۰
روایت⑯	"خطبۃ الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابلیس تمھیں بت پرستی میں مشغول نہیں کرے گا، البتہ تمہیں ہزار معبودوں کی عبادت میں لگا دے گا، ایک آدمی اونٹ کی عبادت کرے گا، دوسرا آدمی عورت کی پوجا کرے گا۔۔۔۔ ایک شخص دوسرے سے پوچھے گا آپ کا کیا حال ہے؟ تو وہ کہے گا کہ اگر میری تجارت نہ ہوتی تو میرا کوئی حال نہ ہوتا۔۔۔"۔	۳۸۲
روایت⑰	حضرت آدم علیہ السلام کا، حضرت حواء علیہا السلام کے مہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔	۳۸۵
روایت⑱	حبیب بن مالک کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شق قمر کا معجزہ طلب کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس کی بیٹی سطیحہ کا ٹھیک ہونا۔	۳۸۸
روایت⑲	ہر فرض نماز کے بعد: "اللّٰهم أنت ربي لا إله إلا أنت عليك توكلت.... ". پڑھنے پر جنت الفردوس میں جگہ کا ملنا، اور ہر روز اللہ تعالی کا ستر مرتبہ نظر رحمت سے دیکھنا، اور ستر حاجتوں کا پورا ہونا۔	۳۹۵
روایت⑳	بسم اللہ پڑھ کے جو دعا مانگی جائے وہ رد نہیں کی جاتی۔	۳۹۶
روایت㉑	"جو شخص روزانہ ۲۰۰ مرتبہ سورۂ اخلاص باوضوء پڑھے گا تو جب وہ مرے گا تو اس کے جنازے میں ایک لاکھ دس ہزار فرشتے شمولیت کریں گے"۔	۳۹۸

روایت (۲۲)	”آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب میری امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ پانچ چیزوں کو محبوب رکھیں گے اور پانچ چیزوں کو بھلادیں گے۔۔۔“۔	۴۰۰
روایت (۲۳)	ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ چوتھا کلمہ پڑھنے سے ہر رکعت پر ایک سال کی عبادت کا ثواب۔	۴۰۲
روایت (۲۴)	”من لم يتورع في تعلمه ابتلاه الله بأحد ثلاثة أشياء ...“. جو شخص علم سیکھنے کے زمانے میں پرہیز گاری اختیار نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے تین اشیاء میں سے کسی ایک مصیبت میں گرفتار کر دیتے ہیں۔	۴۰۳
روایت (۲۵)	روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر ہزار رکعات نفل کا ثواب۔	۴۰۵
روایت (۲۶)	”أخي يوسف أصبح، وأنا أملح“. آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: میرے بھائی یوسف زیادہ صباحت والے ہیں، اور میں زیادہ ملاحت والا ہوں۔	۴۰۶
روایت (۲۷)	روزانہ دو سو مرتبہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر تین سو رزق کے دروازوں کا کھلنا۔	۴۰۹
روایت (۲۸)	آپ ﷺ کا جنت کی سیر کرنا، اور جنت کی چار نہروں کو دیکھنا جو کہ ”بسم الله الرحمن الرحيم“ سے اس طرح نکل رہی ہیں کہ بسم اللہ کی ”میم“ سے پانی کی نہر، اور لفظِ اللہ کی ”ھ“ سے دودھ کی نہر، اور الرحمن کی ”میم“ سے شراب کی نہر، اور الرحیم کی ”میم“ سے شہد کی نہر نکل رہی ہے۔	۴۱۰
روایت (۲۹)	خاوند کی تابعدار بیوی کے لئے پرندوں کا ہواؤں میں، مچھلیوں کا پانی میں، فرشتوں اور شمس و قمر کا آسمان میں استغفار کرنا، اور خاوند کی نافرمان بیوی پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کا لعنت کرنا۔	۴۱۴

روایت(۳۰)	روزانہ نمازِ فجر کے بعد دس مرتبہ درودِ ابراہیمی پڑھنے پر بندہ کی روح کا نبیوں اور صدیقین کی طرح نکلنا، پل صراط سے گزرنے میں آسانی، اور فرشتہ کا سجدہ میں سر رکھ کر اس کو جنت میں داخل کروانا۔	۴۱۶
روایت(۳۱)	روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر تین سو رحمت کے دروازوں کا کھلنا۔	۴۱۷
روایت(۳۲)	عید کے دن تین سو مرتبہ "سبحان الله وبحمده" پڑھ کر مسلمان مُردوں کو بخشنے پر ان کی قبروں میں ایک ہزار نور کا داخل ہونا۔	۴۱۸
روایت(۳۳)	"قلبك لي فلا تدخل فيه حب غيري، ولسانك لي فلا تذكر به أحدا غيري، وبدنك لي فلا تشغله بخدمة غيري، وإن أردت شيئا فلا تطلبه إلا مني". اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرا دل میرے لئے ہے تو میرے غیر کی محبت اس میں داخل نہ کر، اور تیری زبان میرے لئے ہے تو اس سے میرے کسی غیر کو یاد نہ کر، اور تیرا بدن میرے لئے ہے تو اُسے میرے غیر کی خدمت میں مشغول نہ کر، اور جب تجھے کوئی چیز چاہیے ہو تو مجھ ہی سے مانگ۔	۴۲۰
روایت(۳۴)	"من لم يملك عينه فليس القلب عنده". جس شخص کی آنکھ اس کے قبضے میں نہیں ہے، اس کا دل بھی اس کے قابو میں نہیں ہے۔	۴۲۲
روایت(۳۵)	"إن الشاب المؤمن لو يقسم على الله تعالى لأبره". اگر مومن نوجوان اللہ تعالی پر کسی بات کی قسم کھالے تو اللہ تعالی اس کی قسم کو ضرور پورا فرماتے ہیں۔	۴۲۳
روایت(۳۶)	روزانہ نمازِ ظہر کے بعد ۱۰۰ مرتبہ: "أللّهم صل على محمد وعلى آله وبارك وسلم" پڑھنے پر غیب کے خزانوں سے قرض کی ادائیگی، اور گناہ پر عذاب کا نہ ہونا۔	۴۲۷

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد!

اللہ جل جلالہ کا عظیم فضل ہوا کہ اس نے بندہ اور میرے ساتھیوں کو کتاب ''غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ'' کے حصہ چہارم کی تالیف کی توفیق بخشی۔

یہ حصہ حسبِ سابق ان تمام اصول وضوابط پر برقرار ہے، جو پہلے تین حصوں میں تھے،اس مجموعہ میں سابقہ ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ایک جماعت شریک رہی ہے، خصوصاً مولوی سلیم صاحب اور مولوی حمزہ صاحب کے تعاون کا میں انتہائی مشکور ہوں۔

طارق امیر خان
(03423210056)
متخصص فی علوم الحدیث
جامعہ فاروقیہ کراچی

فصل اول (مفصل نوع)

روایت نمبر ①

روایت: آپ ﷺ کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تعزیتی خط

حکم: اس روایت کو محدثین کی ایک جماعت نے مختلف سندوں کے ساتھ صاف من گھڑت کہا ہے، جیسے: حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نیز حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کے ثبوت کی نفی کی ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی درج بالا ائمہ کے اقوال پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔

تحقیق کا اجمالی خاکہ

یہ روایت چھ سندوں سے منقول ہے: ① روایت بطریق محمد بن سعید مصلوب ② روایت بطریق مجاشع بن عمرو ③ روایت بطریق اسحاق بن نجیح ملطی ④ روایت بطریق ابو داؤد نخعی ⑤ روایت بطریق وکیع محمد بن خلف بن حیان ⑥ روایت بطریق احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نُبَیط بن شَریط اشجعی۔

روایت بطریق محمد بن سعید مصلوب

"جزءِ لُوَیْن" کے راوی ابو جعفر محمد بن ابراہیم حَزَوَّرِی (المتوفی ۳۹۳ھ) "جزء لُوَیْن"[1] کے آخر میں لکھتے ہیں:

---

[1] جزء فيه حديث المصيصي لوين:ص:١٢٠،رقم:١٢١،ت:أبو عبد الرحمن مسعد بن عبد الحميد السعدني، أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

"ثنا أبو عمر حفص بن عمر الدُّورِي، ثنا عبد الله بن عبد الرحمن، عن محمد بن سعيد، عن عبادة بن نسي، عن عبد ا لرحمن بن غنم، قال: أصيب معاذ بولده، فاشتد جزعه عليه، فبلغ ذلك النبي ﷺ فكتب إليه: من محمد ﷺ إلى معاذ بن جبل، سلام عليك، فإني أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو.

أما بعد: فعظم الله لك الأجر، وألهمك الصبر، ورزقنا وإياك الشكر، ثم إن أنفسنا وأهلينا وأموالينا وأولادنا من مواهب الله الهنية وعواريه المستودعة، متعك به في غبطة وسرور، وقبضه منك بأجر الصلاة والرحمة والهدى، إن صبرت واحتسبت، فلايجمعن عليك يا معاذ! خصلتين أن يحبط جزعك أجرك فتندم على ما فاتك، فإنك لو قدمت على أبواب مصيبتك قد أطعت ربك عزوجل، وتنجزت موعده، عرفت أن المصيبة قد قصرت عنه، واعلم يا معاذ! إن الجزع لا يرد ميتا، ولايدفع حزنا، فأحسن العزاء، وتنجز الموعد، وليذهب أسفك على ماهو نازل بك وكان قد، والسلام".

عبد الرحمٰن بن غنم سے منقول ہے کہ جب معاذ رضی اللہ عنہ کو بیٹے کے انتقال کا سانحہ پہنچا، جس سے وہ شدید غمگین ہوئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں اطلاع ملی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خط لکھا:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے معاذ بن جبل کی طرف، تم پر سلامتی ہو، میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔

حمد وثنا کے بعد: اللہ تعالی تمہارے ثواب کو بڑھائے، اور تمہیں صبر کرنا الہام کرے، اور ہمیں اور تمہیں شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، چنانچہ ہماری جانیں، گھر والے، مال اور اولاد یہ اللہ کی طرف سے خوشگوار عطیے اور امانت ہیں، جن کے ذریعے اس نے تمہیں قابل رشک اور لائق مسرت صورت میں نفع پہنچایا، پھر رحمت ومغفرت اور ہدایت کا عوض دے کر لے لیا، بشرطیکہ تم صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو، چنانچہ دو خصلتیں تم پر اے معاذ! ایک ساتھ جمع نہیں ہونی چاہیے، کہ تمہارا بے صبر اپن تمہارے اجر کو ختم کردے، اور تم نادم رہو اس ثواب کے چھوٹ جانے پر، کیونکہ اگر تم ان مصیبتوں کے دروازوں تک پہنچ گئے جو کہ تمہیں پہنچنے والی ہیں اس حال میں کہ تم اپنے خدا کی اطاعت کرنے والے اور اس کے ساتھ کئے گئے وعدہ کو پورا کرنے والے ہو، تو جان لیتے کہ جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے، وہ بہت بڑی نہیں ہے، اور جان لو اے معاذ! بے صبر اپن کسی مرنے والے کو زندہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی غم کو دور کرسکتا ہے، چنانچہ تم خوب تسلی سے کام لو، اور وعدہ کے پورا ہونے کی امید رکھو، اور جو مصیبت تم پر نازل ہوئی تھی وہ اب گزر چکی، چنانچہ اب اس پر افسوس کو جانے دو، والسلام۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلیۃ"[۱] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الموضوعات"[۲] میں، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[۳]

---

[۱] حلية الأولياء: ٢٤٣/١، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[۲] كتاب الموضوعات: ٢٤١/٣، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[۳] تاريخ دمشق: ٤٤٨/٥٨، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "نتائج الأفکار"[1] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی عبداللہ بن عبدالرحمن قُریشی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت بطریق محمد بن سعید مصلوب پر ائمہ کا کلام

حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ محمد بن سعید مصلوب کے اس طریق، نیز مجاشع بن عمرو کے طریق (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وكل هذه الروايات ضعيفة، لا تثبت، فإن وفاة ابن معاذ كانت بعد وفاة النبي ﷺ بسنتين، وإنما كتب إليه بعض الصحابة، فوهم الراوي فنسبها إلى النبي ﷺ، وكان معاذ أجل وأعلم من أن يجزع ويغلبه الجزع عن الاستسلام، بل الصحيح ما رواه الحارث بن عميرة، وأبو منيب الجُرَشِي من استسلامه واصطباره عند وفاة ابنه، ولا يعلم لمعاذ غيبة في حياة رسول الله ﷺ إلا إلى اليمن، فقدم بعد وفاة النبي عليه السلام، وليس محمد بن سعيد ولا مجاشع ممن يعتمد على روايتهما ومفاريدهما"[2].

اور یہ ساری کی ساری روایات ضعیف ہیں، ثابت نہیں ہیں، کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو سال بعد ہوئی تھی، بات صرف یہ

---

[1] نتائج الأفكار: ٣٦٧/٤، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] حلية الأولياء: ٢٤٣/١، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

ہے کہ صحابہ میں سے بعض نے انہیں خط لکھا تھا، لیکن سند کے راوی کو وہم ہوا، اور اس نے اس خط کو نبی ﷺ کی جانب منسوب کر دیا، اور معاذ رضی اللہ عنہ جیسی زبردست شان اور خوب جاننے والی شخصیت سے یہ بعید ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی وفات کے موقع پر بے صبری کا اظہار کریں، اور یہ بے صبری ان پر اتنی غالب آجائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کے سامنے سرنگوں نہ ہو سکیں[1]، چنانچہ اس میں درست روایت تو وہی ہے جسے حارث بن عمیرہ اور ابو منیب جُرَشی نے نقل کیا ہے، جس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کی وفات پر راضی بقضائے الٰہی رہنا اور صبر کا ذکر ہے، اور معاذ رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کی حیات طیبہ میں یمن کے علاوہ اور کہیں جانے کا تذکرہ نہیں ملتا، چنانچہ یمن سے ان کی واپسی آپ ﷺ کی وفات کے بعد ہوئی، اور محمد بن سعید اور مجاشع ایسے راویوں میں سے نہیں ہیں کہ ان کی روایات اور خاص طور پر وہ روایات جن کے نقل کرنے میں یہ متفرد ہوں ان پر اعتماد کیا جا سکے۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تمام سندوں اور ان میں موجود متکلم فیہ راویوں پر ائمہ رجال کی جرح نقل کر کے حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ جیسا کلام کیا ہے، ملاحظہ ہو:

”وكل هذه الروايات باطلة، وإنما كانت وفاة ابن معاذ في سنة الطاعون، سنة ثمان عشرة، بعد موت رسول الله ﷺ بسبع سنين، وإنما

---

[1] حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کے انتقال پر صبر و استقامت سے کام لینے کی تفصیل آگے مجاشع بن عمرو کے طریق میں آرہی ہے۔

كتب إليه بعض الصحابة يعزيه".[1]

اور یہ تمام روایات باطل ہیں، اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی وفات طاعون والے سال ۱۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سات سال بعد ہوئی ہے، اور صرف صحابہ میں سے بعض نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف تعزیت کے لئے خط لکھا تھا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الموضوعات"[2] میں اس روایت کو سنداً نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث موضوع، ومحمد بن سعيد هو الكذاب الوضاع الذي صلب في الزندقة، وقد ذكرت القدح فيه في مواضع". یہ حدیث من گھڑت ہے، اور محمد بن سعید جھوٹا، حدیث گھڑنے والا ہے جسے زندیق ہونے کے جرم میں سولی دی گئی، اور اس کے بارے میں بہت سے مواقع پر میں نے جرح ذکر کی ہے۔

روایت کے اس طریق میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[3]

---

[1] كتاب الموضوعات:۲٤۱/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[2] كتاب الموضوعات:۲٤۱/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[3] اللآلئ المصنوعة:۳٥٤/۲،ت:أبوعبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

میں اور حافظ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تخریجِ روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"قلت: محمد سعيد[كذا في الأصل، والصحيح: محمد بن سعيد] شامي يشهر بالمصلوب، لأنه قتل على الزندقة وصلب، وقد أخرج له الترمذي وابن ماجه، لكن صرح جماعة من الأئمة بتكذيبه، والعلم عند الله"[2]. محمد بن سعید شامی "مصلوب" سے مشہور ہے، اس لئے کہ اسے زندیق ہونے کے جرم میں سولی دے کر قتل کیا گیا تھا، اس کی روایات ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں تخریج کی ہیں، لیکن ائمہ کی ایک جماعت نے اس کے بارے میں تکذیب کی صراحت بھی کی ہے، اور علم اللہ ہی کو ہے۔

ابو عبد الرحمٰن محمد بن سعید بن ابی قیس ازدی شامی مصلوب کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان صلب، متروك الحديث، قتل في الزندقة"[3]. اسے سولی دی گئی تھی، یہ متروک الحدیث ہے، زندیق ہونے

---

[1] تنزيه الشريعة:٣٦٨/٢،رقم:١٨،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،عبدالله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] نتائج الأفكار:٣٦٨/٤،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[3] التاريخ الكبير:٩٧/١،رقم:٢٥٧،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثاني ١٤٢٩هـ.

کے جرم میں قتل کیا گیا تھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديثا ويقال: صلب في الزندقة"[1]. یہ متروک الحدیث ہے، اور کہا جاتا ہے کہ اسے زندیق ہونے کے جرم میں سولی دی گئی تھی۔

حافظ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب"[2] یہ کذاب ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں: "عمدا كان يضع الحديث"[3]. یہ جان بوجھ کر حدیث گھڑتا تھا۔

نیز وہ یہ بھی فرماتے ہیں: "صلبه أبو جعفر على الزندقة"[4]. ابو جعفر نے زندیق ہونے کے جرم میں اسے سولی دی تھی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "والكذابون المعروفون بوضع الحديث: ابن أبي يحيى بالمدينة، والواقدي ببغداد، ومقاتل بن سليمان بخراسان، ومحمد بن سعيد بالشام"[5]. کذابین جو کہ حدیثیں گھڑنے میں مشہور ہیں، وہ یہ ہیں: ابن ابی یحیی مدینہ میں، اور واقدی بغداد میں، اور مقاتل بن سلیمان خراسان

---

[1] الكنى والأسماء لمسلم:۵۲۵/۱،رقم:۲۰۹۲،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـالمدينة المنورة،الطبعة ١٤٠٤هـ.

[2] ميزان الاعتدال:۵٦۲/۳،رقم:۷۵۹۲،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـبيروت .

[3] ميزان الاعتدال:۵٦۲/۳،رقم:۷۵۹۲،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـبيروت .

[4] ميزان الاعتدال:۵٦۲/۳،رقم:۷۵۹۲،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـبيروت .

[5] ميزان الاعتدال:۵٦۲/۳،رقم:۷۵۹۲،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـبيروت .

میں، اور محمد بن سعید شام میں۔

نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں: ”هو غير ثقة ولا مأمون، وقال مرة: كذاب...“[1]. ”ثقہ نہیں ہے اور نہ ہی مامون ہے، اور ایک مرتبہ فرمایا: یہ جھوٹا ہے۔۔۔“۔

حافظ عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”أن محمد بن سعيد الأزدي يحدث بأحاديث موضوعة“[2]. بے شک محمد بن سعید ازدی من گھڑت احادیث بیان کرتا ہے۔

حافظ خالد بن یزید ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سمعت محمد بن سعيد الأزدي، يقول: إذا كان الكلام حسنا لم أر بأسا أن أجعل له إسنادا“[3]. میں نے محمد بن سعید ازدی کو یہ کہتے ہوئے سنا: جب کوئی کلام اچھا ہوتا ہے تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ میں اس کی ایک سند بنالوں۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”محمد بن سعيد قتله أبو جعفر في الزندقة، حدث بحديث موضوع“[4]. محمد بن سعید کو ابو جعفر نے زندیق ہونے کے جرم میں قتل کیا تھا، یہ من گھڑت روایات بیان کرتا تھا۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صلب في الزندقة، وهو متروك

---

[1] تاريخ الإسلام:٩٦٢/٣،رقم:٣٨٠،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٣ء.

[2] الجرح التعديل:٢٦٣/٧،رقم:١٤٣٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] الجرح التعديل:٢٦٣/٧،رقم:١٤٣٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] الجرح التعديل:٢٦٢/٧،رقم:١٤٣٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

الحدیث"[1]. اسے زندیق ہونے کے جرم میں سولی دی گئی، اور یہ متروک الحدیث ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "محمد بن سعيد الشامي منكر الحديث"[2]. محمد بن سعید شامی منکر الحدیث ہے۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی کہتے ہیں: "وليس كما قالوا: صلب في الزندقة، لكنه منكر الحديث"[3]. یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسے زندیق ہونے کے جرم میں سولی دی گئی تھی، یہ درست نہیں، البتہ یہ منکر الحدیث ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "متروك" کہا ہے۔[4]

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وكان محمد بن سعيد هذا يضع الحديث على الثقات، ويروي عن الأثبات ما لا أصل له، لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه، ولا الرواية عنه بحال من الأحوال"[5]. اور یہ محمد بن سعید ثقہ لوگوں کے انتساب سے احادیث گھڑتا تھا، اور ثبت لوگوں کے انتساب سے ایسی روایتیں بیان کرتا تھا جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی تھی، اس کا ذکر کرنا کتب میں حلال نہیں ہے مگر اس پر جرح کو بیان کرنے کے لئے، اور کسی بھی حالت میں اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے۔

---

[1] الجرح التعديل:٢٦٣/٧،رقم:١٤٣٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] ميزان الاعتدال:٥٦٢/٣،رقم:٧٥٩٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٣٨٢هـ.

[3] ميزان الاعتدال:٥٦٢/٣،رقم:٧٥٩٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[4] ميزان الاعتدال:٥٦٢/٣،رقم:٧٥٩٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[5] المجروحين:٢٤٨/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت .

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يضع الحديث"[1]. **یہ حدیث گھڑتا تھا۔**

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "... فمنهم قوم من الزنادقة، مثل المغيرة بن سعيد الكوفي، وأبي عبد الرحيم الكوفي، ومحمد بن سعيد الشامى المصلوب في الزنادقة، تشبهوا بالعلماء، فوضعوا الأحاديث، وحدثوا بها ليوقعوا في قلوبهم الشك..."[2]. **"۔۔۔ ان میں سے زنادقہ کی ایک قوم ہے، جیسے: مغیرہ بن سعید کوفی اور ابو عبد الرحیم کوفی ہے، اور محمد بن سعید شامی ہے جسے زندیق ہونے کے جرم میں سولی دی گئی، یہ لوگ علماء کی مشابہت اختیار کرکے احادیث گھڑتے تھے، اور انہیں بیان کرتے تھے تاکہ اس کی وجہ سے وہ لوگوں کے دلوں میں شک پیدا کریں۔۔۔"۔**

حافظ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "محمد بن سعيد بن أبي قيس مكشوف الأمر، هالك"[3]. **محمد بن سعید بن ابی قیس کا معاملہ واضح ہے، یہ ہالک ہے۔**

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ولمحمد بن سعيد غير ما ذكرت، وعامة ما يرويه لا يتابع عليه"[4]. **اور محمد بن سعید کی جو روایات میں نے ذکر کی ہیں، ان کے علاوہ بھی اس کی روایات ہیں، اور اکثر جو یہ روایت کرتا ہے اس پر**

---

[1] ميزان الاعتدال:٥٦٢/٣،رقم:٧٥٩٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] المدخل إلى كتاب الإكليل:ص:٥١،ت:فواد عبد المنعم أحمد،دار الدعوة ـ الإسكندرية .

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:٣١٨/٧،رقم:١٦٤١،ت:عادل أحمدعبدالموجود،وعلي محمدمعوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[4] الكامل في ضعفاء الرجال:٣٢١/٧،رقم:١٦٤١،ت:عادل أحمدعبدالموجود،وعلي محمدمعوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”شامي من أهل دمشق، هالك، اتهم بالزندقة، فصلب، والله أعلم، وكان من أصحاب مكحول“[1]. یہ ملک شام میں دمشق شہر کا رہنے والا ہے، ہالک ہے، اس پر زندیق ہونے کا اتہام ہے، اور اسے اسی بناپر سولی دی گئی تھی، واللہ اعلم، نیز یہ مکحول کے اصحاب میں سے ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ”تنزيه الشريعة“[2] میں محمد بن سعید دمشقی مصلوب کو وضاعین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: ”كذاب، صلب في الزندقة“. یہ جھوٹا ہے، زندیق ہونے کے جرم میں سولی دیا گیا۔

روایت بطریق محمد بن سعید مصلوب کا حکم

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اس سند سے ”لا تثبت“ (یہ ثابت نہیں ہے) کہا ہے، اسی طرح حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے من گھڑت کہا ہے، اور ان کے قول کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ خالد بن یزید ازدی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] ميزان الاعتدال: ۳/ ۵۶۱، رقم: ۷۵۹۲، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] تنزيه الشريعة: ۱۰۵/۱، رقم: ۱۲۹، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ حافظ سعدی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سعید کے بارے میں جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: منکر الحدیث، متروک الحدیث، کذاب، محمد بن سعید جان بوجھ کر حدیث گھڑتا تھا، محمد بن سعید کو ابو جعفر نے زندیق ہونے کے جرم میں قتل کیا تھا، محمد بن سعید ثقہ لوگوں کے انتساب سے احادیث گھڑتا تھا، کسی بھی حالت میں اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے)، لہذا اس روایت کو اس طریق سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت بطریق مجاشع بن عمرو

یہ روایت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الکبیر"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"حدثنا أحمد بن يحيى بن خالد بن حيان الرقي، حدثني عمرو بن بكر بن بكار القعنبي[2]، ثنا مجاشع بن عمرو بن حسان الأسدي، ثنا الليث بن سعد، عن عاصم بن عمر بن قتادة، عن محمود بن لبيد، عن معاذ بن جبل، أنه مات ابن له، فكتب إليه رسول الله صلى الله عليه

---

[1] المعجم الكبير: ۱۵۵/۲۰، رقم: ۳۲٤، ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية ـ القاهره، الطبعة ۱٤۰٤هـ.

[2] واضح رہے کہ حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حافظ ابن اعرابی نے مجاشع بن عمرو سے نقل کرنے والے راوی کا نام عمرو بن بکر بن بکار قعنبی لکھا ہے، جس کا ترجمہ کتب رجال میں نہیں مل سکا، تاہم یہی مجاشع بن عمرو کا طریق حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تخریج کیا ہے، انہوں نے مجاشع بن عمرو سے نقل کرنے والے راوی کا نام عمرو بن بکر سکسکی لکھا ہے، یہ سکسکی عند الحفاظ (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ) مناکیر لاتا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "واہ" کہا ہے، ان کا تفصیلی ترجمہ "حدیث ہریسہ" کتاب غیر معتبر روایات حصہ سوم ص: ۲۱۴ میں موجود ہے۔

وسلم يعزيه بابنه، فكتب إليه:

بسم الله الرحمن الرحيم، من محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى معاذ بن جبل، سلام عليك، فإني أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو، أما بعد! فأعظم الله لك الأجر، وألهمك الصبر، ورزقنا وإياك الشكر، فإن أنفسنا وأموالنا وأهلينا من مواهب الله الهنيئة وعواريه المستودعة، يمتع بها إلى أجل، ويقبضها إلى وقت معلوم، وإنا نسأله الشكر على ما أعطى، والصبر إذا ابتلى، وكان ابنك من مواهب الله الهنيئة وعواريه المستودعة، متعك الله به في غبطة وسرور، وقبضه منك بأجر كثير الصلاة والرحمة والهدى، إن احتسبته، فاصبر، ولا يحبط جزعك أجرك فتندم، واعلم أن الجزع لا يرد ميتا، ولا يدفع حزنا، وما هو نازل فكأن[كذا في الأصل] قد والسلام".

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے بیٹے کا انتقال ہو گیا اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تعزیت کرنے کے لئے خط لکھا، جس میں یہ لکھا تھا:

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف، تم پر سلام ہو، میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، حمد و ثنا کے بعد، اللہ تعالی تمہیں اجر عظیم عطا کرے، اور تمہیں صبر دے، اور ہمیں اور تمہیں شکر کی توفیق دے، بے شک ہماری جانیں، ہمارا مال، اور ہمارے اہل وعیال، اللہ عزت وجلال والے کی خوشگوار بخششیں ہیں، اور عاریت کے طور پر (ہمارے پاس) رکھوائی

ہوئی چیزیں ہیں، جن سے ایک معین مدت تک ہمیں فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا جاتا ہے، اور وہ انہیں ایک مقررہ وقت پر لے لیتا ہے، چنانچہ ہم اس سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں وہ اپنے عطا فرمانے پر شکر کی توفیق اور آزمانے پر صبر کی توفیق عطا فرمائے، اور آپ کا یہ بیٹا اللہ تعالی کے خوشگوار عطیوں اور عاریت کے طور پر رکھوائی ہوئی چیزوں میں سے تھا، اللہ تعالی نے تمہیں اس سے قابل رشک اور لائق مسرت (صورت) میں فائدہ پہنچایا، اور پھر اجرِ عظیم رحمت و مغفرت اور ہدایت کا عوض دے کر لے لیا، بشر طیکہ تم ثواب کی امید رکھو، چنانچہ تم صبر کرو، رونا دھونا کر کے اپنا اجر و ثواب ضائع نہ کرو، کہ پھر تم پشیمان ہو، اور یقین کرو، رونا دھونا کسی جانے والے کو نہیں لوٹاتا، اور نہ غم دور کرتا ہے، اور جو تم پر مصیبت نازل ہوئی تھی وہ اب گزر چکی ہے، تم پر سلام ہو۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت امام ابن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم"[1] میں، نیز امام ابن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ دمشق"[2] میں، حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلية"[3] میں اور حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "نتائج الأفكار"[4] میں، نیز امام حاکم

---

[1] المعجم لابن الأعرابي:٤٨٦/٢،رقم:٩٤٦،ت:عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[2] تاريخ دمشق:٤٤٩/٥٨،ت:محب الدين أبي سعيد عمربن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[3] حلية الأولياء:٢٤٣/١،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

[4] نتائج الأفكار:٣٦٦/٤،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٢٩هـ.

نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے "مستدرک"[1] میں، اور علامہ یحیی بن حسین شجری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأمالي"[2] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی مجاشع بن عمرو پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الموضوعات"[3] میں اس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے، لیکن حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ سند میں مجاشع بن عمرو اور لیث کے درمیان ایک راوی عمرو بن حسان کا اضافہ ہے، یہ بظاہر تصحیف ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ نام مجاشع بن عمرو بن حسان ہے، جیساکہ عنقریب آئے گا۔

روایت بطریق مجاشع بن عمرو پر ائمہ کا کلام

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "حلیۃ الأولیاء"[4] میں مجاشع بن عمرو کے طریق کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وكل هذه الروايات ضعيفة، لا تثبت، فإن وفاة ابن معاذ كانت بعد وفاة النبي صلى الله عليه وسلم بسنتين، وإنما كتب إليه بعض الصحابة، فوهم الراوي فنسبها إلى النبي صلى الله عليه وسلم، وكان

[1] المستدرك:۳۰۶/۳،رقم:۵۱۹۳،ت:مصطفى عبدالقادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۲۲هـ.

[2] الأمالي:٤۱۳/۲،رقم:۲۹٤٤،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[3] كتاب الموضوعات:۲٤۲/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[4] حلية الأولياء:۲٤۳/۱،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱٦هـ.

معاذ أجل وأعلم من أن يجزع ويغلبه الجزع عن الاستسلام، بل الصحيح ما رواه الحارث بن عميرة، وأبو منيب الجُرَشِي من استسلامه واصطباره عند وفاة ابنه، ولا يعلم لمعاذ غيبة في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا إلى اليمن، فقدم بعد وفاة النبي عليه السلام، وليس محمد بن سعيد ولا مجاشع ممن يعتمد على روايتهما ومفاريدهما".

اور یہ ساری کی ساری روایات ضعیف ہیں، ثابت نہیں ہیں، کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو سال بعد ہوئی تھی، جس پر صحابہ میں سے بعض نے انہیں یہ خط لکھا تھا، لیکن سند کے راوی کو وہم ہوا، اور اس نے اس خط کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر دیا، اور معاذ رضی اللہ عنہ جیسی زبردست شان اور خوب جاننے والی شخصیت سے یہ بعید ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی وفات کے موقع پر بے صبری کا اظہار کریں، اور یہ بے صبری ان پر اتنی غالب آجائے کہ وہ اللہ کے اس فیصلہ کے سامنے سرنگوں نہ ہوسکیں، چنانچہ اس میں درست روایت تو وہی ہے جسے حارث بن عمیرہ اور ابو منیب جُرَشی نے نقل کیا ہے [1]، جس میں

---

[1] حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ جس حکایت کی طرف اشارہ کررہے ہیں اسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند" میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"حدثناعبد الله، حدثني أبي، ثناأبي، ثنايعقوب، عن محمد بن إسحاق، حدثني أبان بن صالح، عن شهر بن حوشب الأشعري، عن رابه رجل من قومه كان خلف على أمه بعد أبيه، كان شهد طاعون عَمَوَاس، قال: لما اشتعل الوجع قام أبو عبيدة بن الجراح في الناس خطيبا، فقال: أيها الناس! إن هذا الوجع رحمة ربكم، ودعوة نبيكم، وموت الصالحين قبلكم، وإن أبا عبيدة يسأل الله أن يقسم له منه حظه، قال: فطعن فمات رحمه الله، واستخلف على الناس معاذ بن جبل،فقام خطيبا بعده، فقال: أيها الناس! إن هذا الوجع رحمة ربكم، ودعوة نبيكم، وموت الصالحين قبلكم، وإن معاذا يسأل الله أن يقسم لآل معاذ منه حظه، قال: فطعن ابنه عبد الرحمن بن معاذ، فمات، ثم قام فدعا ربه لنفسه، فطعن في راحته، فلقد رأيته ينظر إليها ثم

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کی وفات پر راضی بقضائے الٰہی رہنا اور صبر کا ذکر

يقبل ظهر كفه، ثم يقول:ما أحب أن لي بما فيك شيئا من الدنيا...". (مسند أحمد: ٣٢٧/٢،رقم:١٦٩٧، ت:أحمد محمد شاكر،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ).

شہر بن حوشب اپنے سوتیلے باپ سے نقل کرتے ہیں جو کہ انہی کی قوم میں سے ایک شخص تھا، جس نے ان کے والد کی وفات کے بعد ان کی والدہ سے نکاح کیا تھا، اور طاعون عَمْواس (جو کہ اس زمانے میں پھیلی ہوئی ایک وبا کا نام ہے) کو خود دیکھا تھا، کہتے ہیں: یہ وبا ہر طرف پھیل گئی تو ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے خطبہ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! یہ تکلیف (یعنی طاعون) تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے، اور تمہارے نبی کی مانگی گئی دعاء ہے، اور تمہارے بزرگوں میں نیکوکاروں کی موت کا ذریعہ بھی یہی ہے، چنانچہ ابوعبیدہ بھی اللہ سے مانگتا ہے کہ اسے بھی اس میں سے اللہ تعالیٰ حصہ عطا فرمائے، راوی فرماتے ہیں: آخر وہ بھی اس وبا کی زد میں آ گئے، اور وفات پا گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے، اور ان کے بعد معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا گیا، تو انہوں نے خلیفہ بننے کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! یہ تکلیف (یعنی طاعون) تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے، اور تمہارے نبی کی مانگی گئی دعاء ہے، اور تمہارے بزرگوں میں نیکوکاروں کی موت کا ذریعہ بھی یہی ہے، چنانچہ معاذ اللہ سے مانگتا ہے کہ معاذ کے اہل وعیال کو اس میں سے حصہ عطا کر دے، راوی کہتے ہیں: چنانچہ ان کا بیٹا عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہ اس وبا میں مبتلا ہو کر وفات پا گیا، پھر وہ خطبہ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنے رب سے اپنے لئے بھی دعا کی چنانچہ وہ بھی اس وبا میں مبتلا ہو گئے جس کا اظہار ان کی ہتھیلی پر ہوا، راوی کہتے ہیں کہ میں انہیں دیکھتا تھا کہ وہ اپنی ہتھیلی کی طرف دیکھتے پھر ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتے اور یہ کہتے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ جو تکلیف تجھے پہنچ رہی ہے اس کے بدلے مجھے دنیا میں سے کچھ بھی ملے۔۔۔"۔

پھر بعد میں حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کردہ مصدر "حارث بن عمیرہ" کا طریق بھی مل گیا، جسے حافظ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الرقة والبكاء" میں تخریج کیا ہے، اس کا مضمون حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی وفات پر انتہائی صبر واستقامت پر مشتمل ہے، حافظ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

"أخبرنا محمد بن عبد الباقي بن أحمد بن سليمان، أخبرنا حمد بن أحمد، أخبرنا أحمد بن عبد الله الأصبهاني، حدثنا أبو جعفر اليقطيني، حدثنا الحسين بن عبد الله القطان، حدثنا عامر بن سيار، حدثنا عبد الحميد بن بهرام، عن شهر بن حوشب، عن عبد الرحمن بن غنم، عن حديث الحارث بن عميرة قال: طُعن معاذ وأبو عبيدة وشرحبيل بن حسنة وأبو مالك الأشعري في يوم واحد، فقال معاذ: إنه رحمة ربكم، ودعوة نبيكم، وقَبْضُ الصالحين قبلكم، اللّهم آت آل معاذ النصيب الأوفر من هذه الرحمة، قال: فما أمسى حتى طعن ابنه عبد الرحمن، بكْرُهُ الذي كان يكنى به، وأحب الخلق إليه، فرجع من المسجد، فوجده مكروبا، فقال: يا عبد الرحمن، كيف أنت؟ فاستجاب له، فقال:يا أبت! إنه «الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ». فقال معاذ: وأنا إن شاء الله «سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ». فأمسكه ليلة، ثم دفنه من الغد،فطعن معاذ، فقال حين اشتد به النزع ـ نزع الموت ـ فنزع نزعا لم ينزعه أحد، فكان كلما أفاق من غمرة فتح طَوْقَه ثم قال: اخنقني خَنْقَك، فوعزتك إنك لتعلم أن قلبي يحبك". (الرقة والبكاء لابن قدامة: ص:٢٥١، محمد خير رمضان يوسف، دار القلم ـ دمشق، ودار الشامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ).

ہے، اور معاذ رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں یمن کے علاوہ اور کہیں جانے کا تذکرہ نہیں ملتا، چنانچہ یمن سے ان کی واپسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوئی، اور محمد بن سعید اور مجاشع ایسے راویوں میں سے نہیں ہیں کہ ان کی روایات اور خاص طور پر وہ روایات جن کے نقل کرنے میں یہ متفرد ہوں ان پر اعتماد کیا جاسکے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "ارتياح الأكباد"[1] میں حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا طریق مجاشع، پھر "حلیہ" میں موجود تمام طرق کو نقل کر کے حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ کلام، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

اسی طرح علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ "الفضل المبين في الصبر عند فقد البنات والبنين"[2] میں نقلِ روایت کے بعد حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کردہ کلام لائے ہیں، پھر فرماتے ہیں:

"وقد تقدم في أخبار الصابرين ما أظهره معاذ من الصبر عند موت ولده، وأن موته وموت أهله بالطاعون، وقد بينت حال هذا الحديث في كتابي سفينة السلامة، فراجعه".

اور اخبار صابرین میں گزر چکا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے انتقال کے وقت صبر کا مظاہرہ کیا تھا، نیز معاذ رضی اللہ عنہ اور ان کے گھرانے کا انتقال طاعون میں ہوا تھا، اور میں اس حدیث کی حالت اپنی کتاب "سفینۃ السلامۃ" میں بتا چکا ہوں، آپ مراجعت کر لیجئے۔

---

[1] ارتياح الأكباد: ص: ١٤٢، مخطوط.
[2] الفضل المبين في الصبر عند فقد البنات والبنين: ص: ١٠٢، مخطوط.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اسے "كتاب الموضوعات"[1] میں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "قال ابن حبان: مجاشع يضع الحديث، لا يحل ذكره إلا بالقدح". حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجاشع حدیثیں گھڑتا ہے، اس کا ذکر کرنا بغیر جرح کے حلال نہیں ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ "مستدرك"[2] میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "غريب حسن إلا أن مجاشع بن عمرو ليس من شرط هذا الكتاب". یہ حدیث غریب حسن ہے، البتہ یہ مجاشع بن عمرو اس کتاب کی شرائط پر پورا نہیں اترتا۔

حافظ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۳۳ھ) نے "الحصن الحصين"[3] میں اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی "مستدرك" اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ کی "كتاب الأدعية" کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

تاہم حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص المستدرك"[4] میں فرماتے ہیں: "ذا

---

[1] كتاب الموضوعات:٢٤٢/٣،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٣٨٦هـ.

[2] المستدرك:٣٠٦/٣،رقم:٥١٩٣،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[3] حصن الحصين:ص:٢٨٥،ت:عبد الرؤوف الكمالي،مكتبة غراس ـ الكويت،الطبعة الأولى١٤٢٩هـ.

[4] انظر المستدرك:٣٠٦/٣،رقم:٥١٩٣،ت:مصطفى عبدالقادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ

من وضع مجاشع [بن عمرو]". یہ مجاشع بن عمرو کی گھڑی ہوئی روایت ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[1] میں حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کو نقل کرنے بعد لکھتے ہیں: "وتعقبه الذهبي، فقال: ذا من وضع مجاشع". حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تعاقب کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اسے مجاشع نے گھڑا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "تنزيه الشريعة"[2] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام یعنی حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "نتائج الأفكار"[3] میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے روایت تخریج کی، پھر حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا درج بالا قول لکھا، اس کے بعد آپ لکھتے ہیں:

"قلت: ذكره العقيلي في الضعفاء، وقال: خبره منكر، وجاء عن يحيى بن معين أنه كذبه، وأورد له ابن عدي عدة أحاديث استنكرها".

میں کہتا ہوں کہ مجاشع کو عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعفاء میں ذکر کرکے کہا ہے کہ اس کی خبر منکر ہے، اور یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے مجاشع کو جھوٹا کہا ہے، نیز ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی متعدد منکر احادیث نقل کی ہیں۔

---

[1] اللآلئ المصنوعة: ۳۵٤/۲، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ۳٦٨/۲، رقم: ١٨، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد صديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[3] نتائج الأفكار: ۳٦٧/٤، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[1] میں اسے مجاشع کی من گھڑت روایات میں شمار کیا ہے، نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "إتحاف المهرة"[2] میں حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق اور ان کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: "قلت: مجاشع كذبه يحيى بن معين". میں کہتا ہوں کہ (سند میں موجود) مجاشع کو یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کذاب کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[3] میں فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني في الكبير والأوسط، وفيه مجاشع بن عمرو، وهو ضعيف". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم کبیر اور اوسط میں نقل کیا ہے، اور اس میں مجاشع بن عمرو ہے جو کہ ضعیف ہے۔

نیز حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر مجاشع بن عمرو کو کذاب کہا ہے۔[4]

---

[1] لسان الميزان:٤٦٢/٦،رقم:٦٣٠٦،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الإسلامية۔حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] اتحاف المهرة:٢٨٥/١٣،رقم:١٦٧٣٤،ت:عبد القدوس محمد نذير،مجمع الملك فهد ۔المدينة المنورة، الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[3] مجمع الزوائد:٣/٣،دار الكتاب العربي ۔بيروت .

[4] مجمع الزوائد:٢٨٤/٤،دار الكتاب العربي ۔بيروت .

سند میں موجود راوی ابو یوسف مجاشع بن عمرو بن حسان اسدی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[1] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يضع الحديث على الثقات، ويروي الموضوعات عن أقوام ثقات، لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه، ولا الرواية عنه إلا على سبيل الاعتبار للخواص".

یہ ان لوگوں میں سے تھا جو ثقہ لوگوں کے انتساب سے حدیث گھڑتے تھے، اور ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتے تھے، اس کا کتابوں میں ذکر کرنا صرف اس کی جرح کرنے کی صورت میں ہی حلال ہے، اسی طرح اس سے روایت کرنا بھی حلال نہیں ہے، مگر خواص کے لئے اعتبار کے طور پر۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[2] میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر، مجهول"[3].

حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قد رأيته أحد الكذابين"[4].

میں اسے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا سمجھتا ہوں۔

---

[1] المجروحين:۱۸/۳،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ.

[2] المغني في الضعفاء:۲٤٦/۲،رقم:۵۱۷۹،ت:ابو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[3] ميزان الاعتدال:٤۳٦/۳،رقم:۷۰٦٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[4] ميزان الاعتدال:٤۳٦/۳،رقم:۷۰٦٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[1] میں فرماتے ہیں: "حديثه منكر، غير محفوظ". اس کی حدیث منکر، غیر محفوظ ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[2] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث، ضعيف، ليس بشيء".

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجاشع کو "متروکین" میں شمار کیا ہے۔[3]

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مجاشع کو "منكر الحديث" کہا ہے۔[4]

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب، دامر، لاتحل الرواية عنه"[5]. یہ جھوٹا، تباہ کن ہے، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے مجاشع بن عمرو کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔[6]

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[7] میں مجاشع کی ایک من گھڑت

---

[1] الضعفاء الكبير: ٢٦٤/٤، رقم: ١٨٦٩، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٣٩٠/٨، رقم ١٧٨٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١ هـ.

[3] سؤالات السلمي للدارقطني: ١٤٤، رقم: ٩٦، ت: سعد بن عبد الله الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجريسى، مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[4] لسان الميزان: ٤٦٢/٦، رقم: ٦٣٠٦، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي: ٣٥/٣، رقم: ٢٨٤٧، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[6] تنزيه الشريعة: ٩٩/١، رقم: ٧، ت: عبدالوهاب عبد اللطيف، عبدالله محمد صديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[7] ميزان الاعتدال: ٤٣٧/٣، رقم: ٧٠٦٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”وهذا موضوع، ومجاشع هو راوي كتاب الأهوال والقيامة، وهو جزءان، كله خبر واحد موضوع“.
یہ من گھڑت ہے، اور مجاشع کتاب ”الاہوال والقیامۃ“ کا راوی ہے، اور اس کتاب کے دو اجزاء ہیں، اور یہ دونوں اجزاء مکمل صرف ایک خبر پر مشتمل ہیں جو کہ من گھڑت ہے۔

روایت بطریق مجاشع بن عمرو کا حکم

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اس طریق سے بھی ”لا تثبت“ (یہ ثابت نہیں ہے) کہا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند سے روایت کو من گھڑت کہا ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بحث کے آخر میں حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

البتہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند سے روایت کو مجاشع کے ہوتے ہوئے بھی ”غریب حسن“ کہا ہے، تاہم حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے اسے سند میں موجود راوی مجاشع کی من گھڑت روایات میں شمار کیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اسی قول پر حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اسی طرح حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس طریق سے روایت کو مجاشع کی من گھڑت روایات میں شمار کیا ہے۔

نیز قطع نظر خاص اس روایت کے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو احمد حاکم، حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

نے مجاشع بن عمرو کے بارے میں جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: میں اسے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا سمجھتا ہوں، یہ ان لوگوں میں سے تھا جو ثقہ لوگوں کے انتساب سے حدیث گھڑتے تھے، اس کی حدیث منکر غیر محفوظ ہے، متروک الحدیث، یہ جھوٹا، تباہ کن ہے، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے) چنانچہ یہ روایت اس طریق سے بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت بطریق اسحاق بن نجیح مَلَطِی

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "تاریخ مدینة السلام"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

"أخبرنا أبو القاسم طلحة بن علي بن الصقر الكَتَّانِي، قال: حدثنا أبو سليمان محمد بن الحسين بن علي الحَرَّانِي، قال: حدثنا النعمان بن مدرك برأس العين، قال: حدثنا محمد بن بشر البغدادي، قال: حدثنا إسحاق بن نجيح، عن عطاء، عن ابن عباس، قال: كتب النبي صلى الله عليه وسلم إلى معاذ بن جبل وهو وال باليمن.

من محمد رسول الله إلى معاذ بن جبل، سلام عليك! إني أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو، أما بعد: فإن ابنك فلانا قد توفي في يوم كذا وكذا، فأعظم الله لك الأجر، وألهمك الصبر، ورزقك الصبر عند

[1] تاريخ مدينة السلام:٤٣٨/٢،رقم:٤٣٦،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

البلاء، والشكر عند الرخاء، أنفسنا وأموالنا وأهلونا من مواهب الله الهنية، وعواريه المستودعة، يمتعنا بها إلى أجل معدود، ويقبضها لوقت معلوم، وحقه علينا هناك إذا أبلانا الصبر، فعليك بتقوى الله وحسن العزاء، فإن الحزن لا يرد ميتا، ولا يؤخر أجلا، وإن الأسف لا يرد ما هو نازل بالعباد".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جب وہ یمن کے حاکم تھے۔

محمد اللہ کے رسول کی جانب سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف، تم پر سلامتی ہو، میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، امابعد: تمہارا فلاں بیٹا فلاں فلاں روز کو وفات پا گیا، پس اللہ تمہارے ثواب کو بڑھائے، اور تمہیں صبر کرنا الہام کرے، اور آزمائش میں صبر کرنے اور تونگری میں شکر کرنے کی نعمت عطا فرمائے، ہماری جانیں، مال وزر، اور گھر والے اللہ کی طرف سے خوشگوار تحفے اور عاریت کے طور پر سپرد کی گئی امانتیں ہیں، جس سے وہ ہمیں ایک خاص گنی ہوئی مدت تک لطف اندوز ہونے کا موقعہ دیتا ہے، اور پھر وہ اسے معلوم وقت پر ہم سے واپس لے لیتا ہے، پس اس موقع پر اس کا ہم پر یہ حق ہے کہ جب وہ ہمیں آزمائے تو ہم صبر کریں، چنانچہ تمہیں چاہیئے کہ پرہیز گاری کا اہتمام اور خوب تسلی رکھو، کیونکہ غمخواری کرنا کسی مرے ہوئے کو لوٹا نہیں سکتا، اور نہ ہی موت کے وقت کو مؤخر کر سکتا ہے، اور جو کچھ بندوں پر نازل ہو چکا ہے، اسے پچھتاوا ٹال نہیں سکتا۔

روایت بطریق اسحاق بن نَجِیح مَلَطِی پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اسے "کتاب الموضوعات"[1] میں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "قال يحيى: إسحاق معروف بالكذب ووضع الحديث".
یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسحاق جھوٹ اور حدیث گھڑنے میں معروف ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی اسحاق بن نَجِیح مَلَطِی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: "روى عجائب، وضعفه"[3].
یہ عجائبات نقل کرتا ہے، نیز علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تضعیف بھی کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث"[4].

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث"[5].

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "إسحاق بن نجيح المَلَطِي من أكذب الناس..."[6]. اسحاق بن نجیح اکذب الناس میں سے ہے۔۔۔"۔

---

[1] كتاب الموضوعات:٢٤٢/٣،ت:عبد الرحمن محمدعثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٣٨٦هـ.

[2] تلخيص الموضوعات:ص:٣٤٧،رقم:٩٣٣،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] تهذيب الكمال:٨١/٢،رقم:٣٨٢،ت:أحمد علي وحسن أحمد،دار الفكرـبيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

[4] تهذيب الكمال:٨١/٢،رقم:٣٨٢،ت:أحمد علي وحسن أحمد،دار الفكرـبيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

[5] الكنى والأسماء لمسلم:٤٣٧/١،رقم:١٦٥٥،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـالمدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[6] تهذيب الكمال ٨١/٢،رقم:٣٨٢،ت:أحمد علي وحسن أحمد،دار الفكرـبيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كذاب، عدو الله"[1]. **یہ جھوٹا، اللہ کا دشمن ہے۔**

امام ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "غير ثقة، ولا من أوعية الأمانة"[2].

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث"[3].

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك"[4].

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدث ببغداد عن يحيى بن أبي كثير وابن جريج وأقرانهما من الأئمة بأحاديث موضوعة"[5]. **اسحاق بن نجیح نے بغداد میں یحیی بن ابی کثیر، ابن جریج اور ان کے ہم عصر ائمہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث بیان کی ہیں۔**

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث التي ذكرتها مع سائر الروايات عند إسحاق بن نجيح عمن روي عنه، فكلها موضوعات، وضعها هو، وعامة ما أتى عن ابن جريج، فكل منكر، ووضعه عليه ... وإسحاق بن نجيح بين الأمر في الضعفاء، وهو ممن يضع الحديث"[6].

---

[1] تهذيب الكمال:۸۱/۲،رقم:۳۸۲،ت:أحمد علي وحسن أحمد،دار الفكر-بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

[2] تهذيب الكمال:۸۱/۲،رقم:۳۸۲،ت:أحمد علي وحسن أحمد،دار الفكر-بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

[3] تهذيب الكمال:۸۱/۲،رقم:۳۸۲،ت:أحمد علي وحسن أحمد،دار الفكر-بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

[4] الضعفاء والمتروكون:ص:١٤٣،رقم:٩٣،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعرف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[5] المدخل إلى الصحيح:ص:١١٨،رقم:١٠،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[6] الكامل في الضعفاء:٥٤٠/١،رقم:١٥٥،ت:عادل أحمد و علي محمد،دار الكتب العلمية-بيروت .

یہ تمام حدیثیں جو میں نے ذکر کیں اور دیگر تمام روایات جو اسحاق بن نجیح کسی سے بھی نقل کرے وہ سب کی سب من گھڑت ہیں، ان روایتوں کو گھڑنے والا وہی ہے، اور ابن جریج سے اکثر جو یہ روایت کرتا ہے وہ سب منکر ہیں، اور اس نے ابن جریج پر گھڑا ہے۔۔۔ اور اسحاق بن نجیح کا معاملہ ضعفاء میں بالکل واضح ہے، اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو احادیث گھڑتے ہیں۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث"[1].

حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مشهور بوضع الحديث"[2].
یہ احادیث گھڑنے میں شہرت یافتہ ہے۔

حافظ ابن طاہر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "دجال، كذاب"[3].

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أجمعوا على أنه كان يضع الحديث"[4]. محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ حدیثیں گھڑتا تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الملطي عن ابن جريج وغيره، كذاب"[5].
اسحاق بن نَجیح ملطی ابن جریج وغیرہ سے نقل کرتا ہے، کذاب ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "معروف بالوضع"[6].

---

[1] تهذيب التهذيب: ١٢٩/١، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.
[2] تهذيب التهذيب: ١/ ١٢٩، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.
[3] تهذيب التهذيب: ١٢٩/١، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.
[4] تهذيب التهذيب: ١٢٩/١، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.
[5] الضعفاء والمتروكين: ص: ٢٩، رقم: ٣٥٣، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة، الطبعة ١٣٨٧هـ.
[6] المغني في الضعفاء: ١٢٣/١، رقم: ٥٨٨، ت: نور الدين عتر، إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

یہ حدیث گھڑنے میں معروف ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کذبوہ"[1]. محدثین نے اسے کذاب کہا ہے۔

روایت بطریق اسحاق بن نجیح مَلَطِی کا حکم

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسحاق بن نجیح ملطی کی اس سند سے روایت کو من گھڑت کہا ہے، نیز قطع نظر اس روایت کے، سند کے راوی اسحاق بن نجیح ملطی کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے انتہائی شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: متروک الحدیث، من اکذب الناس، کذاب، عدو اللہ، یہ حدیث گھڑنے میں معروف ہے، محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ حدیثیں گھڑتا تھا)، اس لئے اس سند سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے اسے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت بطریق ابو داؤد نخعی

علامہ ابو بکر محمد بن داؤد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۷ھ) نے "کتاب الزھرۃ"[2] میں اس حدیث کی تخریج ان الفاظ سے کی ہے:

---

[1] تقریب التهذیب:ص:۱۰۳،رقم:۳۸۸،ت:محمدعوامة،دار الرشد۔سوریا،الطبعة الثالثة ۱٤۱۱ھ۔
[2] كتاب الزهرة:۲/٥٤٦،ت:إبراهيم السامرائي،مكتبة المنار ۔أردن،الطبعة الثانية ۱٤۰٦ھ۔

”حدثنا القاضي إبراهيم بن عيسى الزهري، قال: وحدثنا محمد بن عاصم صاحب الخانات، قال: حدثنا سليمان بن عمرو وأبو داود النخعي، عن مهاجر بن الشامي، عن عبد الرحيم بن غَنْم، عن معاذ بن جبل، قال: مات ابن لي، فكتب إلي رسول الله صلى الله عليه وسلم، من محمد رسول الله إلى معاذ بن جبل، سلام عليك! فإني أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو.

أما بعد، فعظم الله لك الأجر، وألهمك الصبر، ورزقنا وإياك الشكر، ثم أن أنفسنا وأموالنا وأهالينا وأولادنا مواهب الله [الهينة] المستودعة، متعك به في غبطة وسرور، وقبضه أجر كبير إن صبرت واحتسبت، فلا تجمعن عليك يا معاذ! أن يحبط جزعك أجرك فتندم على ما فاتك، فلو قدمت على ثواب مصيبتك عرفت أن المصيبة قد قصرت عنه، واعلم أن الجزع لا يرد ميتا، ولا يدفع حزنا، فلايذهب أسفك ما هو نازل بك، فكان قدر السلام [كذا في الأصل]“.

”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ خط لکھا:

محمد اللہ کے رسول کی جانب سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف، تم پر سلامتی ہو، میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔

حمد وثنا کے بعد اللہ تمہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے، اور تمہیں صبر کرنا الہام

کرے اور ہمیں اور تمہیں شکر ادا کرنے کی توفیق دے، پس ہماری جانیں اور مال وزر اور اہل وعیال اللہ کی طرف سے ناتواں نوازشیں ہیں جو کہ اس نے ہمیں بطور امانت دی ہیں، اس نے تمہیں قابل رشک وخوشحال حالات میں رکھ کر ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا، پھر اس کا ان نعمتوں کو واپس لے لینا بھی بڑے ثواب کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے، بشرطیکہ تم صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو، چنانچہ اے معاذ! تم ہرگز اس بات سے نہ جاملنا کہ تمہاری بے صبری تمہارے ثواب کو ختم کردے، کہ پھر تمہیں اپنے اس ثواب کے ضائع ہونے پر ندامت رہے، اور جب تم اس پریشانی کے اجر کو پہنچوگے تو جان جاؤگے کہ مصیبت تو ہرگز اتنی بڑی نہ تھی جتنا کہ اس کا ثواب، اور یہ جان لو کہ بے صبری کسی مرے ہوئے کو لوٹا نہیں سکتی، اور نہ ہی غم کو دور کرسکتی ہے۔۔۔"۔

یہی روایت اس سند سے فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنبيه الغافلين"[1] میں ذکر کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی محمد بن عاصم پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت بطریق ابوداؤد نخعی پر ائمہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[2] میں اس طریق کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وأبو داود النخعي كذاب". ابوداؤد نخعی کذاب ہے۔

---

[1] تنبيه الغافلين:ص:٢٥٦،رقم:٣٤٠،ت:يوسف علي بديوي،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة:٣٥٥/٢،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

سند میں موجود راوی ابوداؤد سلیمان بن عمرو بن عبداللہ بن وہب نخعی فاسی عامری کوفی قاضی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو الولید طیالسی رحمۃ اللہ علیہ شریک سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "ما لقينا من ابن عم لنا سليمان بن عمرو النخعي من كثرة ما يكذب في الحديث"[1]. **ہمیں اپنے چچا کی اولاد میں سلیمان بن عمرو نخعی جیسا کثرت سے حدیث میں جھوٹ بولنے والا نہ ملا۔**

امام اسحاق ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا أرى في الدنيا أكذب منه"[2]. **میرے گمان میں دنیا میں اس سے زیادہ جھوٹ بولنے والا نہ ہو گا۔**

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[3] میں فرماتے ہیں: "كان في النخع شيخان ضعيفان يضعان الحديث، ويفتعلان، أحدهما سليمان بن عمرو النخعي، وهو ذاهب الحديث، متروك الحديث، كان كذابا، وامتنع من قراءة حديثه".

نخع میں دو شیوخ ضعیف ہیں، دونوں احادیث گھڑتے، تراشتے تھے، ان میں ایک تو سلیمان بن عمرو نخعی ہے، یہ ذاہب الحدیث، متروک الحدیث ہے، یہ کذاب تھا، عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ ان کی احادیث پڑھنے سے رک گئے تھے۔

---

[1] الجرح والتعديل: ٤/ ١٣٢، رقم: ٥٧٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] لسان الميزان: ٤/ ١٦٦، رقم: ٣٦٣٣، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الجرح والتعديل: ٤/ ١٣٢، رقم: ٥٧٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

حافظ ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كان آية، وذكر عنه أشياء منكرة، وغلظ القول فيه جدا“[1]. وہ ایک آیت ہے، اس کے بعد ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو داؤد نخعی کی منکر چیزیں نقل کیں، اور ان کے بارے میں بہت زیادہ سخت بات کہی۔

امام علی ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كان من الدجالين“[2]. یہ دجالین میں سے تھا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”أبو داود النخعي، واسمه سليمان بن عمرو، كان رجل سوء كذابا خبيثا قدريا، ولم يكن ببغداد رجل إلا وهو خير من أبي داود النخعي، كان يضع الحديث“[3]. ابوداؤد نخعی اس کا نام سلیمان بن عمرو ہے، یہ ایک برا کذاب اور خبیث آدمی تھا، اور قدری تھا، بغداد کا ہر فرد ابوداود نخعی سے بہتر ہے، یہ حدیث گھڑتا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”أبو داود سليمان بن عمرو النخعي، كذاب“[4]. ابوداود سلیمان بن عمرو نخعی کذاب ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”التاريخ الكبير“[5] میں فرماتے ہیں: ”معروف

---

[1] الجرح والتعديل: ٤/ ١٣٢، رقم: ٥٧٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] لسان الميزان: ٤/١٦٦، رقم: ٣٦٣٣، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] لكامل في الضعفاء: ٤/٢٢٠، رقم: ٧٣٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الجرح والتعديل: ٤/ ١٣٢، رقم: ٥٧٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[5] التاريخ الكبير: ٤/٤٦، رقم: ١٨٥٣، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

بالكذب، قال قتيبة وإسحاق". یہ جھوٹ بولنے میں معروف ہے، یہ بات قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكين"[1] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث". یہ متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "وكان رجلا صالحا في الظاهر إلا أنه كان يضع الحديث وضعا، وكان قدريا، لا تحل كتابة حديثه إلا على جهة الاختبار، ولا ذكره إلا من طريق الاعتبار". یہ ظاہر میں ایک نیک اور صالح آدمی تھا، البتہ یہ حدیثیں گھڑتا تھا، اور یہ قدری تھا، اس کی حدیثوں کو امتحان کے طور پر لکھنا حلال ہے، اور اس کا ذکر صرف اعتبار کے طور پر کرنا حلال ہے۔

امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يحل لأحد أن يروي عن سليمان بن عمرو النخعي الكوفي"[3]. کسی کے لئے بھی حلال نہیں کہ وہ سلیمان بن عمرو نخعی کوفی سے روایت کرے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[4] میں فرماتے ہیں: "وسليمان بن عمرو اجتمعوا على أنه يضع الحديث". اور سلیمان بن ے عمرو کے بارے

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ١٨٥، رقم: ٢٤٧، ت: محمد إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
[2] المجروحين: ٣٣٣/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
[3] الكامل في الضعفاء: ٢٢٠/٤، رقم: ٧٣٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
[4] الكامل في الضعفاء: ٢٢٨/٤، رقم: ٧٣٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

میں ائمہ کا اجماع ہے کہ وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكون"[1] میں فرماتے ہیں: "كذاب، رماه أحمد بن حنبل بالكذب". یہ کذاب ہے، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کذاب کہا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[2] میں فرماتے ہیں:

"روى عن أهل المدينة وأهل الشام عن الأئمة الثقات أحاديث موضوعة، كذبه أحمد وغيره، ولست أشك في وضعه الحديث على ما ذكر من تقشفه وكثرة عبادته".

یہ مدینہ اور شام کے ثقہ ائمہ کے انتساب سے من گھڑت حدیثیں نقل کرتا تھا، اسے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ نے بھی کذاب کہا ہے، اور مجھے اس کے حدیثیں گھڑنے میں ذرا سا بھی شک نہیں ہے، باوجودیکہ اس کے بارے میں تنگ حال رہنا اور کثرت سے عبادت کرنے کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امام عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان حفص بن غياث لا يقطع على أحد بالكذب إلا على أبي داود النخعي"[3]. حفص بن غیاث کسی کو قطعی طور پر جھوٹا نہیں کہتے تھے سوائے ابو داود نخعی کے۔

---

[1] الضعفاء والمتروكون:ص:٤٠٩،رقم:٦١٤،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] المدخل إلى الصحيح:ص:١٤٢،رقم:٧٠،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] معرفة الرجال عن يحيي بن معين رواية ابن محرز:٢٤٥/٢،رقم:٨٤٣،ت:محمد كامل القصار،مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة ١٤٠٥هـ.

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو عندهم كذاب يضع الحديث، كذبه يحيى وأحمد وقتيبة وشريك وإسحاق، وتابعهم سائر أهل العلم بالحديث، وتركوا حديثه"[1]. **یہ ائمہ کے نزدیک کذاب ہے، حدیثیں گھڑتا ہے، اسے یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ، شریک رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹا قرار دیا ہے، اور دیگر اہل علم نے ان کی اتباع کی ہے، اور انہوں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[2] **میں فرماتے ہیں:** "سليمان بن عمرو، أبو داود النخعي الكذاب". **سلیمان بن عمرو، ابو داؤد نخعی کذاب ہے۔**

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[3] **میں فرماتے ہیں:** "الكلام فيه لا يحصر، فقد كذبه ونسبه إلى الوضع من المتقدمين والمتأخرين ممن نقل كلامهم في الجرح أو ألفوا فيه فوق الثلاثين نفسا". **میں (ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس پر کئے گئے کلام کا شمار ہی نہیں، چنانچہ اس کو جھوٹا قرار دینے والے، اور وضع حدیث کی جانب منسوب کرنے والے متقدمین اور متاخرین میں سے تیس سے زائد ایسے افراد ہیں جن کا کلام جرح میں نقل کیا جاتا ہے یا انہوں نے فن جرح پر کوئی تالیف کی ہو۔**

---

[1] لسان الميزان: ١٦٦/٤، رقم: ٣٦٣٣، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٢١٦/٢، رقم: ٣٤٩٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] لسان الميزان: ١٦٦/٤، رقم: ٣٦٣٣، ت: عبدالفتاح أبو غدة، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

روایت بطریق ابو داؤد نخعی کا حکم

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق کو نقل کرنے کے بعد سند کے راوی ابو داؤد نخعی کو کذاب کہا ہے، اس ابو داؤد نخعی کذاب کے بارے میں امام ابو داود طیالسی رحمۃ اللہ علیہ، امام اسحاق ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ، امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ، امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ، امام عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: میرے گمان میں دنیا میں اس سے زیادہ جھوٹ بولنے والا نہ ہوگا، ذاہب الحدیث، متروک الحدیث، کذاب، یہ دجالین میں سے تھا، یہ ایک بڑا کذاب اور خبیث آدمی تھا، جھوٹ بولنے میں معروف ہے، کسی کے لئے بھی حلال نہیں کہ وہ سلیمان بن عمرو نخعی سے روایت کرے)، چنانچہ یہ روایت اس طریق سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت بطریق احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نُبَیط بن شَرِیط اشجعی

حافظ ابن مندہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۷۵ھ) کی "الفوائد"[1] میں یہ روایت ان الفاظ سے موجود ہے:

---

[1] الفوائد لابن منده: ۱۲٦/۱، رقم: ۳۷۲، ت: خلاف محمود عبد السمیع، دار الکتب العلمیة ۔ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۳ھ۔

”وبه عن جده قال: قال معاذ بن جبل رضي الله عنه: مات ابن لي، فكتب إلي رسول الله ﷺ: من محمد النبي رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى معاذ بن جبل، سلام عليك، فإني أحمد إليك الله الذي لا إله إلا هو، أما بعد، فعظم الله لك الأجر وألهمك الصبر ورزقنا وإياك الشكر، ثم إن أنفسنا وأهلينا وأولادنا من مواهب الله عز وجل، ولده[كذا في الأصل] الهنية، وعوارته [كذا في الأصل، والصحيح: عواريه] المستودعة، مع [كذا في الأصل، والصحيح: متع] الله به في غبطة وسرور، وقبضه بأجر كبير إن صبرت واحتسبت، فلا يجمعن عليك يا معاذ أن تحرم أجرك، فتندم على ما فاتك، فلو قدمت على ثواب مصيبتك عرفت أن المصيبة قد قصرت، واعلم أن الجزع لا يرد ميتا ولا يدفع حزنا، فليذهب أسفك على ما هو نازل بك وكائن[كذا في الأصل] والسلام“.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خط لکھا: محمد اللہ کے رسول کی جانب سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف، تم پر سلامتی ہو، میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، حمد وثنا کے بعد: اللہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور تمہیں صبر کرنا الہام کرے، اور ہمیں اور تمہیں شکر ادا کرنے کی توفیق دے، پس ہماری جانیں اور اہل وعیال اللہ کی طرف سے خوشگوار نوازشیں ہیں، جوکہ اس نے بطور امانت دی ہیں، اس نے تمہیں قابل رشک وخوشحال حالات میں رکھ کر ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا، پھر اجر عظیم کے

عوض واپس لے لیں، بشرطیکہ تم صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو، چنانچہ اے معاذ! تم ہرگز اس بات سے نہ جاملنا کہ تم اپنے ثواب سے محروم ہوکر اپنے اس ثواب کے ضائع ہونے پر ندامت میں رہو، اور جب تم اس پریشانی کے اجر کو پہنچوگے تو جان جاؤگے کہ مصیبت تو اس کے مقابلہ میں چھوٹی تھی، اور یہ جان لو کہ بے صبری کسی مرے ہوئے کو نہیں لوٹا سکتی، اور نہ ہی غم کو دور کرسکتی ہے، اور جو مصیبت تم پر نازل ہوئی تھی وہ اب گزر چکی، چنانچہ اب اس پر افسوس کو جانے دو، والسلام۔

یہی روایت حافظ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے "التسلي والاغتباط"[1] میں تخریج کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نبیط بن شریط پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

سند میں موجود راوی احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نُبَیط بن شَریط اشجعی (المتوفی ۲۸۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو سعید عبد الرحمن بن احمد بن یونس مصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۴۷ھ) فرماتے ہیں: "صاحب النسخة المشهورة الموضوعة"[2]. یہ ایک مشہور من گھڑت نسخے والا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[3] میں لکھتے ہیں: "عن أبيه، عن

---

[1] التسلي والإغتباط: ص: ٥٥، رقم: ٤٨، ت: مجدي السيد إبراهيم، مكتبة القرآن.

[2] تاريخ ابن يونس: ٢٠/٢، رقم: ٤٠، ت: عبد الفتاح فتحي عبد الفتاح، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٨٢/١، رقم: ٢٩٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

جده بنسخة فيها بلايا...". "احمد عن ابیہ، عن جدہ کے طریق سے ایک نسخہ نقل کرتا ہے، جس میں بلایا ہیں۔۔۔"۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[1] میں، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[2] میں، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزيادات على الموضوعات"[3] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں اکتفاء کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[5] میں لکھتے ہیں: "متروك، له نسخة". یہ متروک ہے، اس کا ایک نسخہ ہے۔

حافظ احمد بن عبد الہادی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۴۴ھ) "طبقات علماء الحديث"[6] میں فرماتے ہیں: "وهو صاحب النسخة الموضوعة، وكان يدعي أنه ولد سنة سبعين ومئة، لا يعتمد عليه". اس کا ایک گھڑا ہوا نسخہ ہے، اور یہ اس کا دعوی کرتا تھا کہ اس کی ولادت سن ایک سو ستر ہجری کی ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

---

[1] لسان الميزان: ٤٠٤/١، رقم: ٣٩١، ت: عبدالفتاح أبو غدة، المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] مجمع الزوائد: ١٤٦/١، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٢هـ.

[3] الزيادات على الموضوعات: ٧٨٣/٢، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ٢٥/١، رقم: ٨٣، ت: عبدالوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد صديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[5] ديوان الضعفاء: ص: ٢، رقم: ٩، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مطبعة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة.

[6] طبقات علماء الحديث: ٣٤٨/٢، رقم: ٦٣١، ت: أكرم البوشي، إبراهيم الزيبق، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعۃ"[1] میں فرماتے ہیں: "ومنها: نسخة أحمد بن إسحاق بن إبراهيم بن نبيط بن شريط عن أبيه عن جده، كلها موضوعة".

اور احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نبیط بن شریط کا ایک نسخہ ہے جسے وہ عن ابیہ، عن جدہ کے طریق سے نقل کرتا ہے، پورا من گھڑت ہے۔

روایت بطریق احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نُبَیط بن شَریط اشجعی کا حکم

حافظ ابو سعید عبد الرحمن بن احمد بن یونس مصری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ احمد بن عبد الہادی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نبیط بن شریط کو عن ابیہ، عن جدہ کے طریق سے ایک من گھڑت نسخہ نقل کرنے والا کہا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: احمد عن ابیہ، عن جدہ کے طریق سے ایک نسخہ نقل کرتا ہے، جس میں بلایا ہیں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر اسے متروک بھی کہا ہے، چنانچہ یہ روایت اس طریق سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت بطریق وکیع محمد بن خلف بن حیان (المتوفی ۳۰۶ھ)

یہ طریق امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[2] میں ان الفاظ

---

[1] الفوائد المجموعة: ٤٢٥، ت: عبد الرحمن بن يحيي المعلمي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة: ٣٥٥/٢، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧ هـ.

کے ساتھ تخریج کیا ہے:

"(وقال) وكيع في الغرر: حدثني أبو إسماعيل ابن إبراهيم بن حسن بن علي بن أبي طالب، حدثني عمي، حدثني إسحاق بن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده، أن ابنا لمعاذ بن جبل هلك، فجزع عليه جزعا شديدا، فكتب إليه رسول الله، أما بعد: فإن أنفسنا وأموالنا وأهلنا وأولادنا من مواهب الله الحسنة وعواريه المستردة، فذكر الحديث بنحوه، والله أعلم".

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بیٹا فوت ہو گیا تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بہت زیادہ افسردہ ہوئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا، حمد وصلاۃ کے بعد: بے شک ہماری جانیں اور ہمارے مال اور ہمارے گھر والے اور ہماری اولاد یہ اللہ کی طرف سے خوشگوار عطیے اور امانت ہیں، اس کے بعد انہوں نے سابقہ حدیث جیسی بات ذکر کی، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

مذکورہ سند میں مذکور دو راوی ابو اسماعیل بن ابراہیم بن حسن اور ان کے چچا کے حالات ہمیں کتب رجال میں تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق وکیع محمد بن خلف بن حیان کا حکم

اس سند میں مذکور دو راوی ابو اسماعیل بن ابراہیم بن حسن اور ان کے چچا کے حالات ہمیں کتب رجال میں نہیں مل سکے، اور اس خاص تناظر میں کہ

محدثین کی ایک جماعت متن حدیث کو صاف من گھڑت کہہ چکی ہے، جیسے: حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کے ثبوت کی نفی کی ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی درج بالا ائمہ کے اقوال پر اعتماد کیا ہے، اس لئے یہ سند کسی بھی طرح روایت کے ثبوت کے لئے کافی نہیں ہے، اور سابقہ ائمہ کا حکم یہاں بھی برقرار ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت حکم

اس روایت کو محدثین کی ایک جماعت نے مختلف سندوں کے ساتھ صاف من گھڑت کہا ہے، جیسے: حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کے ثبوت کی نفی کی ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی درج بالا ائمہ کے اقوال پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر ②

روایت: ① جمعہ کے دن یا رات کے علاوہ انتقال کرنے والے گناہ گار مسلمان سے جمعہ کے دن اور رات کے آنے پر عذاب اٹھالیا جاتا ہے، پھر یہ عذاب قیامت تک نہیں لوٹتا ② جمعہ کے دن اور رات میں کافر سے بھی عذاب اٹھالیا جاتا ہے، مگر اس کے بعد لوٹا دیا جاتا ہے۔

حکم: پہلی روایت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محتاجِ دلیل، بے سند، اور قطعی طور پر باطل ہے، دوسری روایت علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محض اٹکل سے کہی گئی ہے، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ روایت صحیح نقل اور صاف دلیل کی محتاج ہے، اس لئے اسے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ ہماری اس بحث کا تعلق صرف دو باتوں سے ہے:

① جمعہ کے دن یا رات کے علاوہ انتقال کرنے والے گناہ گار مسلمان سے جمعہ کے دن اور رات کے آنے پر عذاب اٹھالیا جاتا ہے، پھر یہ عذاب قیامت تک نہیں لوٹتا۔

② جمعہ کے دن اور رات میں کافر سے بھی عذاب اٹھالیا جاتا ہے، مگر اس کے بعد لوٹا دیا جاتا ہے۔

تاہم جمعہ کے دن یا رات میں انتقال کرنے والے کا قبر کے فتنے، نیز عذاب سے مامون ہونے کا مضمون ایسی سندوں سے ثابت ہے جنہیں فضائل

کے باب میں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے[1]، چنانچہ قارئین کرام خلطِ مبحث سے بچتے ہوئے بحث کا جائزہ لیں۔

روایت کا مصدر

امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ "بحر الكلام"[2] میں لکھتے ہیں:

---

[1] انظر إتحاف السادة المتقين:٢١٧/٣،مؤسسة التاريخ العربي ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

عبارت ملاحظہ ہو: "ولفظ أبي نعيم في الحلية: من مات ليلة الجمعة أو يوم الجمعة أجير من عذاب القبر، وجاء يوم القيامة وعليه طابع الشهداء، وأخرج الشيرازي في الألقاب من حديث عمر بن الخطاب: من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة عوفي من عذاب القبر، وجرى له عمله. والله أعلم".

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنہ" میں فرماتے ہیں: "من مات يوم الجمعة كتب له أجر شهيد، ووقي فتنة القبر، قال عبد الرزاق: أنا ابن جريج، عن رجل، عن ابن شهاب، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة وقي فتنة القبر، وكتب شهيدا، وقال أبو قرة في السنن: ذكر ابن جريج أخبرني سفيان، عن ربيعة بن سيف، عن عبد الله بن عمرو مرفوعا مثله، ومن طريق ربيعة أخرجه الترمذي، ولم يذكر الشهادة، وقال: غريب، وليس لربيعة سماع من عبد الله بن عمرو، انتهى. وقد وصله الطبراني وأبو يعلى من حديث ربيعة بن عياض بن عقبة الفهري عن عبد الله بن عمرو، وله طريق أخرى أخرجها أحمد وإسحاق والطبراني من رواية بقية حدثني معاوية بن سعيد سمعت أبا قبيل سمعت عبد الله بن عمرو نحوه، ورواه أبو نعيم في الحلية في ترجمة ابن المنكدر، من طريق عمر بن موسى بن الوجيه عنه عن جابر بلفظ: من مات ليلة الجمعة أو يوم الجمعة أجير من عذاب القبر، وجاء يوم القيامة عليه طابع الشهداء، وفي الباب عن أنس عند أبي يعلى، وعن علي عند الديلمي في مسنده بلفظ: من مات ليلة الجمعة أو يوم الجمعة دفع الله عنه عذاب القبر، ويروى: الأمن من فتنة القبر لمن مات في أحد الحرمين، أو في طريق مكة، أو مرابطا، ولمن يقرأ سورة الملك عند منامه، في آخرين، نظمهم ولي الله ابن رسلان فقال:

عليك بخمس فتنة القبر تمنع ... وتنجي من التعذيب عنك وتدفع
رباط بثغر ليلة ونهارها ... وموت شهيد شاهد السيف يلمع
ومن سورة الملك اقترئ كل ليلة ... ومن روحه يوم العروبة تنزع
وموت شهيد البطن جاء ختامها ... وذو غيبة تعذيبه يتنوع"

(المقاصد الحسنة:ص:٤٩٢،رقم:١١٨٤،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ).

[2] بحر الكلام:ص:٢٤٩،ت:ولي الدين محمد صالح الفرفور،مكتبة دار الفرفور ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.

”وقال أهل السنة والجماعة: عذاب القبر و سؤال منكر ونكير حق، وضيق القبر حق، سواء كان مؤمنا أو كافرا أو مطيعا أو فاسقا، لكن إذا كان كافرا فعذابه يدوم في القبر إلى يوم القيامة، ويرفع عنهم العذاب يوم الجمعة وشهر رمضان بحرمة النبي عليه الصلاة والسلام، لانهم ما داموا في الأحياء لايعذبهم الله تعالى في الدنيا بحرمة النبي عليه الصلاة والسلام، فكذلك في القبر يرفع عنهم العذاب يوم الجمعة و كل شهر رمضان بحرمة النبي عليه الصلاة والسلام، فيعذب اللحم متصلا بالروح، والروح متصلا بالجسد، فتتألم الروح مع الجسد وإن كان خارجا عنه.

ثم إن المؤمن على وجهين: إن كان مطيعا لايكون له عذاب القبر، ويكون له ضيقه فيجد هول ذلك وخوفه، لما أنه كان قد تنعم بنعمة الله تعالى ولم يشكر النعمة، وإن كان عاصيا يكون له عذاب القبر وضيقه، لكن ينقطع عنه عذاب القبر يوم الجمعة، ثم لايعود العذاب إلى يوم القيامة، وإن مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة يكون له العذاب ساعة وضيقه كذلك، ثم ينقطع عنه العذاب ولايعود إلى يوم القيامة، وتكون الروح مع الجسد، وكذلك إذا صار ترابا تكون روحه متصله بترابه فيتألم الروح والتراب معا“.

اہل سنت والجماعت کے نزدیک عذابِ قبر اور منکر نکیر کے سوالات حق ہیں، اور قبر کا دبانا بھی حق ہے، مومن ہونا، کافر ہونا، اطاعت گزار ہونا، فاسق ہونا، سب اس میں برابر ہیں، لیکن جب کافر ہو تو اس کا عذاب قبر میں قیامت تک

جاری رہے گا، اور جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینے میں نبی ﷺ کی حرمت کی بناء پر اس کافر سے عذابِ قبر اٹھالیا جاتا ہے، اس لئے کہ ان کفار کی زندگی میں اللہ تعالی نے نبی ﷺ کی حرمت کی وجہ سے ان سے مسلسل عذاب دور رکھا، تو اسی طرح قبر میں بھی جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینے میں عذاب، نبی ﷺ کی حرمت کی وجہ سے اٹھالیا جاتا ہے، چنانچہ عذاب روح اور گوشت دونوں کو ہوتا ہے، اسی طرح روح کے ساتھ جسم کو بھی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے روح کے ساتھ جسم کو بھی تکلیف ہوتی ہے، اگرچہ روح جسم سے باہر ہی ہوتی ہے۔

اسی طرح مومن کی دو حالتیں ہیں: اگر وہ اطاعت گزار تھا تو اس کو عذابِ قبر نہیں ہو گا، اس کے لئے صرف قبر کا دبانا ہو گا جس پر وہ ڈرے گا اور خوف کھائے گا، کیونکہ وہ اللہ تعالی کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا رہا ہے لیکن اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا، اگر مومن گناہ گار ہو گا تو اس کو عذابِ قبر بھی ہو گا اور اس کا دبانا بھی ہو گا، لیکن اس سے جمعہ کے دن عذاب منقطع ہو جائے گا پھر قیامت تک نہیں لوٹے گا، اور اگر وہ جمعہ یا جمعہ کی رات میں وفات پائے تو اس کے لئے ایک گھڑی عذاب اور قبر کا دبانا ہو گا، پھر اس سے عذاب منقطع ہو جائے گا اور قیامت تک نہیں لوٹے گا، اور اس وقت روح جسم کے ساتھ ہوگی، اور اسی طرح جب جسم مٹی بن جائے گا تو روح بھی مٹی کے ساتھ متصل رہے گی، چنانچہ روح اور مٹی دونوں کو ایک ساتھ تکلیف ہوگی۔

اہم فائدہ: امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ عبارت میں زیرِ بحث روایت سے متعلق امور یہ ہیں:

① گناہ گار مومن جو جمعہ کے علاوہ انتقال کر جائے تو اس سے جمعہ کو عذاب اٹھالیا جاتا ہے اور عذاب قیامت تک پھر نہیں لوٹے گا۔

② جمعہ کے دن اور رمضان کے مہینے میں نبی ﷺ کی حرمت کی بناء پر کافر سے عذابِ قبر اٹھالیا جاتا ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ "روض الرياحين"[1] میں فرماتے ہیں:

"قلت: مذهب أهل السنة أن أرواح الموتى ترجع في بعض الأوقات من عليين أو سجيين إلى أجسادهم في قبورهم عند ما يريد الله تعالى، وخصوصا في ليلة الجمعة، ويجلسون ويتحدثون، وينعم أهل النعيم ويعذب أهل العذاب وتختص الأرواح دون الأجساد بالنعيم ما كان منها في العليين، وبالعذاب ما كان منها في سجين، وفي القبر يشرح الروح والجسد في النعيم والعذاب عند ما تعود إلى الجسد إلى ليلة الجمعة ويومها، فإنه بلغنا أنهم لايعذبون فيها رحمة من الله وشرفا للوقت.

قلت: ويحتمل أن يكون رفع العذاب في هذا الوقت المذكور عن عصاة المسلمين دون الكفار لأمرين، أحدهما: أن الكافر مخلد في العذاب دون المسلم، والثاني: أن المسلم كان يعتقد فضل الجمعة وبركتها دون الكافر، والله أعلم".

---

[1] روض الرياحين:ص:١٦٨،ت:محمد عزت،المكتبة التوقيفية .

میں کہتا ہوں کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے مُردوں کی ارواح بعض اوقات علیین یا سجین میں سے لوٹ کر ان کے جسموں میں ان کی قبروں میں آتی ہیں جب اللہ تعالی کا ارادہ ہو، اور خصوصاً جمعہ کی رات میں، اور بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے ہیں، جو روحیں علیین میں ہوتی ہیں خاص وہی روحیں جسموں کے بغیر نعمتوں سے فیض یاب ہوتی ہیں، اور جو سجین میں ہوتی ہیں، وہ روحیں عذاب میں مبتلاء ہوتی ہیں، اور جب روحیں جمعہ کی شب یا دن میں جسموں کی جانب لوٹتی ہیں تو قبر میں روح و جسم دونوں نعمت یا عذاب پاتے ہیں، ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ انہیں جمعہ کی شب، دن میں عذاب نہیں دیا جاتا، اللہ تعالی کی رحمت سے اور اس وقت کی شرافت کی وجہ سے۔

میں کہتا ہوں کہ مذکورہ وقت میں رفع عذاب کا ہونا، نافرمان مسلمانوں کے لئے ہو گا نہ کہ کفار کے لئے، اس کی دو وجوہات ہیں: پہلی یہ ہے کہ کافر مخلد فی النار (ہمیشہ جہنم میں رہنے والا) ہوتا ہے نہ کہ مسلمان، دوسری وجہ یہ ہے کہ مسلمان جمعہ کی برکات و فضیلت کا اعتقاد رکھتا ہے جبکہ کافر نہیں رکھتا، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ: امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہماری بحث سے متعلق یہ بات ہے کہ جمعہ کے دن یا رات میں عذاب کے اٹھائے جانے کا معاملہ صرف نافرمان مسلمانوں سے متعلق ہے، کفار سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "مِنَحُ الروض الأزهرفي شرح الفقه الأكبر"[1]

[1] منح الروض الأزهر: ص: ۲۹۵، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

میں فرماتے ہیں:

”وأما ما قاله أبو المعين في أصوله على ما نقله عنه القونوي من أن عذاب القبر حق، سواء كان مؤمنا أم كافرا، أم مطيعا أم فاسقا، ولكن إذا كان كافرا فعذابه يدوم في القبر إلى يوم القيامة، ويرفع عنه العذاب يوم الجمعة وشهر رمضان بحرمة النبي صلى الله عليه وسلم، لانه ما دام في الأحياء لايعذبهم الله تعالى بحرمته، فكذلك في القبر يرفع عنهم العذاب يوم الجمعة و كل رمضان بحرمته.

ففيه بحث، لأنه يحتاج إلى نقل صحيح أو دليل صريح، فالصواب ما قاله القونوي من أن المؤمن إن كان مطيعا لا يكون له عذاب القبر، ويكون له ضغطة فيجد هول ذلك وخوفه، لما أنه كان يتنعم بنعم الله سبحانه ولم يشكر الإنعام حقه“.

قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ کلام کے مطابق ابو معین [یعنی امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ] نے اپنے اصول میں کہا ہے کہ عذابِ قبر حق ہے، خواہ وہ شخص مومن ہو یا کافر ہو، مطیع ہو یا فاسق، سب کے لئے برابر ہے، لیکن اگر وہ شخص کافر ہو تو اس کا عذاب قیامت کے دن تک جاری رہے گا اور اس سے صرف جمعہ کے دن اور رمضان میں عذاب اٹھا لیا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے وجہ سے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے دوران بھی اللہ تعالی نے اُن کے احترام کی وجہ سے اِن کو عذاب نہیں دیا، اسی طرح قبر میں بھی جمعہ کے دن اور ہر رمضان میں ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے وجہ سے عذاب اٹھا لیا جاتا ہے۔

(ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) اس میں بحث ہے، اس لئے کہ یہ بات صحیح نقل اور صاف دلیل کی محتاج ہے، پس صحیح بات وہی ہے جو قونوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے کہ اطاعت گزار مومن کو عذابِ قبر نہیں ہوگا، اور اس کے لئے قبر میں "ضغطہ" ہوگا تو وہ اس ضغطہ سے ڈر وخوف محسوس کرے گا، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہا اور ان نعمتوں کے حق کے شایانِ شان شکر ادا نہ کرسکا۔

نیز ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

"وقال القونوي: وإن كان عاصيا يكون له عذاب القبر وضغطة القبر، لكن ينقطع عنه عذاب القبر يوم الجمعة وليلة الجمعة، ولايعود العذاب إلى يوم القيامة، وإن مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة يكون له العذاب ساعة واحدة، وضغطة القبر، ثم ينقطع عنه العذاب، ولايعود إلى يوم القيامة، انتهى.

فلا يخفى أن المعتبر في العقائد هو الأدلة اليقينية، وأحاديث الآحاد لو ثبتت إنما تكون ظنية، اللهم إلا إذا تعدد طرقه بحيث صار متواترا معنويا فحينئذ يكون قطعيا، نعم ثبت في الجملة أن من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة يرفع العذاب عنه إلا أنه لايعود إليه إلى يوم القيامة، فلا أعرف له أصلا، وكذا رفع العذاب يوم الجمعة وليلتها مطلقا عن كل عاص، ثم لايعود إلى يوم القيامة، فإنه باطل قطعيا"[1].

---

[1] منح الروض الأزهر:ص:٢٩٦،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

قونوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر وہ مومن گناہ گار ہو تو اس کو عذابِ قبر اور ضغطہ دونوں ہوں گے، لیکن عذابِ قبر جمعہ کے دن اور رات میں منقطع ہو جائے گا اور پھر قیامت تک نہیں لوٹے گا، اور اگر وہ جمعہ کے دن یا رات میں فوت ہو جائے تو اس کو عذاب ایک گھڑی ہو گا اور ایک بار ضغطہ ہو گا، پھر اس سے وہ منقطع ہو جائے گا اور قیامت تک نہیں لوٹے گا، انتہی۔

(ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں) یہ بات مخفی نہیں کہ عقائد میں اعتبار قطعی دلائل کا ہوتا ہے، اور خبرِ واحد اگر ثابت ہو جائے تو وہ صرف ظنی ہوتی ہے، البتہ اگر اس کے طرق اس طور پر کثرت سے ہوں کہ وہ متواترِ معنوی بن جائے تو اس صورت میں وہ خبرِ واحد قطعی بن جائے گی، تاہم اتنی بات تو ثابت ہے کہ اگر مومن جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہو جائے تو اس سے عذابِ قبر اٹھا لیا جاتا ہے، البتہ یہ بات کہ پھر قیامت تک نہیں لوٹے گا، میں اس کی اصل نہیں جانتا، اسی طرح ہر عاصی سے جمعہ کے دن اور رات میں عذاب کا اٹھنا پھر قیامت تک نہ لوٹنا، تو بے شک یہ قطعی طور پر باطل ہے۔

اہم فائدہ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں زیرِ بحث روایت سے متعلق اہم امور یہ ہیں:

① جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں فوت ہونے والے سے تو عذابِ قبر اٹھا لیا جاتا ہے، لیکن یہ کہنا کہ پھر قیامت تک نہیں لوٹتا، میں اس کی اصل نہیں جانتا۔

② ہر گناہ گار سے جمعہ کے دن اور رات میں عذاب کا اٹھنا پھر قیامت تک نہ لوٹنا، یہ قطعی طور پر باطل ہے۔

③ کافر سے جمعہ کے دن اور رمضان میں عذاب اٹھالیا جاتا ہے، یہ بات صحیح نقل اور صاف دلیل کی محتاج ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح"[1] میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرتے ہوئے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں: "إن ذلك غير ثابت في الأحاديث". یہ احادیث میں ثابت نہیں ہے۔

علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ "البحور الزاخرة"[2] میں فرماتے ہیں:

"وقال الحافظ ابن رجب: روي باسناد ضعيف عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن عذاب القبر يرفع عن الموتى في شهر رمضان، وحكى اليافعي في روض الرياحين عن بعض الأولياء، قال: سألت الله أن يريني مقامات أهل المقابر، فرأيت في ليلة من الليالي القبور، قد انشقت وإذا منهم النائم على السندس، ومنهم النائم على الحرير

[1] حاشية الطحطاوي:ص:٥٢٤،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "قوله: والمتوفى ليلة الجمعة، قال أبو المعين في أصوله: قال أهل السنة والجماعة: عذاب القبر وسؤال منكر ونكير حق، لكن إن كان كافرا فعذابه يدوم في القبر إلى يوم القيامة، ويرفع عنهم العذاب يوم الجمعة وشهر رمضان لحرمة النبي صلى الله عليه وسلم، ثم المؤمن على ضربين: إن كان مطيعا لا يكون له عذاب القبر، ويكون له ضغطة فيجد هول ذلك وخوفه، لما أنه كان يتنعم بنعمة الله تعالى ولم يشكر النعمة، وإن كان عاصيا يكون له عذاب وضغطة القبر، لكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة وليلة الجمعة ولا يعود العذاب إلى يوم القيامة،وإن مات ليلة الجمعة أو يوم الجمعة يكون له العذاب ساعة واحدة وضغطة ثم ينقطع عنه العذاب ولا يعود إلى يوم القيامة من مجمع الروايات والتتار خانية كذا في الشرح، وناقش فيه المنلا علي، وقال: إن ذلك غير ثابت في الأحاديث".

[2] البحور الزاخرة:ص:٢٨٢،ت:عبد العزيز أحمد بن محمد،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ

والديباج، ومنهم النائم على الريحان، ومنهم النائم على السرر، ومنهم الباكي ومنهم الضاحك، فقلت: يا رب! لو شئت ساويت بينهم في الكرامة، فنادى مناد من أهل القبور يا فلان! هذه منازل الأعمال، أما أصحاب السندس، فهم أهل الخلق الحسن، وأما أصحاب الحرير والديباج، فهم الشهداء وأما أصحاب الريحان، فهم الصائمون، وأما أصحاب المراتب يعني السرر، فهم المتحابون في الله، وأما أصحاب البكاء فهم المذنبون، وأما أصحاب الضحك، فهم أهل التوبة.

وذكر اليافعي فيه أيضا قال: بلغنا أن الموتى لا يعذبون ليلة الجمعة، تشريفا لهذا الوقت، قال: ويحتمل اختصاص ذلك بعصاة المسلمين دون الكفار، وعمم النسفي في بحر الكلام فقال: إن الكافر يرفع عنه يوم الجمعة وليلتها، وجميع شهر رمضان، وأما المسلم العاصي، فإنه يعذب في قبره، لكن ينقطع عنه يوم الجمعة وليلتها، ثم لا يعود إليه إلى يوم القيامة، قال: وإن مات ليلة الجمعة أو يومها، يكون له العذاب ساعة واحدة، وضغطة القبر كذلك، ثم ينقطع عنه العذاب، ولا يعود إليه، انتهى.

قلت: وهذا إنما هو مجرد زعم لا دليل عليه، فيجب أن يطرح، ولا يصغي له من ذاق شيئا من حديث الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم، فإنه جزم بأن عذاب القبر يرفع في جميع شهر رمضان، وقد علمت أن الحديث ضعيف، والضعيف لا يبني عليه مثل هذا الأصل العظيم، ثم إنه تجازف، فزعم أن الكافر يرفع عنه العذاب

أيضا، وقد علمت مما ذكرنا فيه آنفا في كلام المحقق.

ثم إنه على ما زعم، لا تعذب عصاة المسلمين إلا جمعة واحدة، هذا على ما زعم أكثرهم عذابا، لأنهم إذا أتت عليهم ليلة الجمعة، انقطع ذلك عنهم، ثم لا يعود وما أحسن هذا، لو كان له دليل يعول عليه، أو مستند يستند إليه، لكن مجرد الزعم والحدس لا يثبت به مثل هذا، والله أعلم".

"حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ بے شک عذابِ قبر رمضان کے ماہ میں میت سے اٹھالیا جاتا ہے"۔

اس کے بعد علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ نے امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول "روض الریاحین" سے نقل کیا، پھر امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول "بحر الکلام" سے نقل کیا، جو تفصیل سے پہلے گزر چکا ہے۔

پھر علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میری یہ رائے ہے کہ بے شک یہ تو محض گمان ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، چنانچہ اس کو رد کرنا واجب ہے، جس کسی نے صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا تھوڑا سا بھی ذائقہ چکھا ہوگا تو وہ ان باتوں کی طرف کان بھی نہیں لگائے گا، کیونکہ اس میں جزماً یہ بات کہی گئی ہے کہ بے شک عذابِ قبر پورے رمضان میں اٹھالیا جاتا ہے، اور آپ جانتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اور اتنی عظیم اصل کی بنیاد ضعیف پر نہیں رکھی جاسکتی، پھر یہ بات بھی اٹکل سے کہی گئی ہے کہ کافر سے بھی عذاب اٹھالیا جاتا ہے، حالانکہ

آپ وہ بات جان ہی چکے ہیں جو ہم نے محقق کے کلام میں نقل کر دی ہے۔

پھر ان کا یہ کہنا کہ گناہ گار مسلمانوں کو صرف ایک جمعہ کے لئے عذاب ہوتا ہے، ان کے زعم کے مطابق نافرمان مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ عذاب اتنا ہی ہو گا، کیونکہ جب ان پر جمعہ کی شب آئے گی تو ان سے عذاب ختم ہو جائے پھر نہیں لوٹے گا، یہ کتنی اچھی بات تھی، کاش اس کی کوئی معتمد دلیل ہوتی یا کوئی سند ہوتی جس کی طرف اسے منسوب کیا جائے، لیکن محض دعوے اور خیال سے ایسی بات ثابت نہیں ہوتی، واللہ اعلم"۔

اہم فائدہ: علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ماخوذ اہم امور یہ ہیں:

① پورے رمضان میں میت سے عذابِ قبر اٹھائے جانے والی روایت ضعیف ہے، اور اتنی عظیم اصل کی بنیاد ضعیف حدیث پر نہیں رکھی جاسکتی۔

② یہ کہنا کہ کافر سے بھی عذاب اٹھا لیا جاتا ہے یہ بات محض اٹکل سے کہی گئی ہے۔

③ یہ کہنا کہ جمعہ کی شب آنے پر جو گناہ گار مسلمان جمعہ کے علاوہ فوت ہوا ہے اس سے عذاب اٹھا لیا جاتا ہے، پھر قیامت تک نہیں لوٹے گا، یہ محض دعوی ہے، اس کی کوئی معتمد دلیل یا سند نہیں ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "شرح الصدور"[1] میں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مختصراً نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

---

[1] شرح الصدور:ص:۱۸۲،مطبعة المدني ـالقاهرة.

”وهذا يدل على أن عصاة المسلمين لا يعذبون سوى جمعة واحدة أو دونها، وأنهم إذا وصلوا إلى يوم الجمعة انقطع ثم لا يعود، وهو يحتاج إلى دليل“. **یہ بات [یعنی گناہ گار مسلمان کو قبر میں عذاب ہو گا، لیکن جمعہ کا دن ورات آتے ہی اٹھالیا جائے گا، پھر روزِ قیامت تک یہ عذاب نہیں لوٹے گا] اس پر دلالت کرتی ہے کہ نافرمان مسلمانوں کو صرف ایک جمعہ تک یا اس سے بھی کم مدت تک عذاب ہو گا، نیز جب جمعہ کا دن آئے گا تو ان کا عذاب ختم ہو جائے گا، پھر نہیں لوٹے گا، یہ بات دلیل کی محتاج ہے۔**

علامہ عبد العزیز فرہاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ عبد العزیز فرہاری رحمۃ اللہ علیہ ”النبراس“[1] **میں** ”وعذاب القبر للكافرين“ **کے تحت فرماتے ہیں:**

”الصحيح أن عذابهم غير منقطع إلى يوم القيامة كما نطق بالأحاديث، وذكر النسفي في بحر الكلام أن الكافر يرفع عنه العذاب ليلة الجمعة ويومها وجميع شهر رمضان.

”**ولبعض عصاة المؤمنين**“ قال النسفي في بحر الكلام: العاصي يعذب في قبره لكن ينقطع عنه يوم الجمعة وليلتها، ثم لايعود إليه يوم القيامة، إنتهى، وقال السيوطي: هذا يحتاج إلى دليل.

قلت: السيوطي أعرف من النسفي بالأحاديث والآثار، وفي الحديث: أن النبي ﷺ سأل جبرئيل و ميكائيل في الرؤيا عن رجل يدق رأسه بحجر، فقالا: إنه الرجل يأخذ القرآن فيرفضه، وينام عن

[1] النبرا شرح شرح العقائد:ص:٣١٤،مكتبة رشيدية ـ كوئته .

الصلوة المكتوبة، يفعل به هذا إلى يوم القيامة، رواه البخاري".

صحیح یہ ہے کہ قیامت کے دن تک کفار سے عذاب منقطع نہیں ہو گا جیسا کہ احادیث میں ہے، اگرچہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے "بحر الکلام" میں ذکر کیا ہے کہ جمعہ کے دن اور رات میں اور رمضان کے پورے مہینہ میں کفار سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔

[علامہ عبد العزیز فرہاری رحمۃ اللہ علیہ] "ولبعض عصاة المؤمنين" [کے تحت فرماتے ہیں]: نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے "بحر الکلام" میں کہا ہے کہ گناہ گار مومن کو قبر میں عذاب ہو گا لیکن وہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات اس مومن سے منقطع ہو جائے گا اور پھر قیامت تک اس کی طرف دوبارہ نہیں لوٹے گا، انتہی، اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات دلیل کی محتاج ہے۔

میں (علامہ عبد العزیز فرہاری رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ احادیث اور آثار کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ جاننے والے ہیں، نیز حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام سے خواب کے متعلق پوچھا اُس شخص کے بارے میں کہ جس کے سر کو پتھر سے مارا جارہا تھا، انہوں نے جواب دیا کہ اس شخص نے قرآن پڑھ کر اسے چھوڑ دیا، اور فرض نماز کو چھوڑ کر سوتا رہا، اس کے ساتھ قیامت تک یہی معاملہ ہوتا رہے گا، اسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے۔

روایت کا حکم

ہماری بحث صرف دو باتوں سے تھی، اِن سے متعلق اکابرین کی عبارات کا حاصل ملاحظہ ہو:

① جمعہ کے علاوہ انتقال کرنے والے گناہ گار مسلمانوں سے جمعہ کے دن

یارات آنے پر عذاب اٹھالیا جائے گا، پھر قیامت تک نہ لوٹے گا۔

"یہ بات قطعی طور پر باطل ہے" (ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرتے ہوئے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں: "إن ذلك غير ثابت في الأحاديث". یہ احادیث میں ثابت نہیں ہے)۔

"یہ محض دعوی ہے، اس کی کوئی معتمد دلیل یا سند نہیں ہے" (علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ)۔

"یہ بات دلیل کی محتاج ہے" (علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل یہ بات محتاج دلیل، بے سند، اور قطعی طور پر باطل ہے کہ جمعہ کے علاوہ انتقال کرنے والے نافرمان مسلمان سے جمعہ کے دن یارات آنے پر عذاب اٹھالیا جائے گا، اور پھر قیامت تک نہیں لوٹے گا۔

(۲) کافر سے جمعہ کے دن یارات میں یا رمضان میں عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔

"یہ بات محض اٹکل سے کہی گئی ہے" (علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ)۔

"یہ بات صحیح نقل اور صاف دلیل کی محتاج ہے" (ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرتے ہوئے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں: "إن ذلك غير ثابت في الأحاديث". یہ احادیث میں ثابت نہیں ہے)۔

الحاصل اس بات کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر③

روایت: ”ما خاب من استخار، ولا ندم من استشار، ولا عال من اقتصد“. جو استخارہ کرے گا وہ نامراد نہیں ہو گا، اور جو مشورہ کرے گا اسے ندامت نہیں ہو گی، اور جو میانہ روی اختیار کرے گا وہ محتاج نہیں ہو گا۔

حکم: ابتدائی دو اجزاء یعنی ”ما خاب من استخار، ولا ندم من استشار“ شدید ضعیف ہیں، بیان نہیں کر سکتے، تاہم تیسرا حصہ ”ولا عال من اقتصد“ دیگر ایسی سندوں سے ثابت ہے، جسے فضائل کے باب میں بیان کر سکتے ہیں۔

یہ روایت دو طرق سے منقول ہے: ① عبد السلام بن عبد القدوس کا طریق ② ابو المفضل محمد بن عبد اللہ شیبانی کا طریق۔

روایت بطریق عبد السلام بن عبد القدوس

یہ روایت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المعجم الأوسط“[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

”حدثنا محمد بن عبد الله بن محمد بن عثمان بن حماد بن سليمان بن الحسن بن أبان بن النعمان بن بشير بن سعد الأنصاري، ثنا عبد القدوس بن عبد السلام بن عبد القدوس، حدثني أبي، عن جدي، عن الحسن، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما خاب من استخار، ولا ندم من استشار، ولا عال من اقتصد“.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

---

[1] المعجم الأوسط: ٣٦٥/٦، رقم: ٦٦٢٧، ت: طارق بن عوض الله، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

فرمایا: جو استخارہ کرے گا وہ نامراد نہیں ہو گا، اور جو مشورہ کرے گا اسے ندامت نہیں ہو گی، اور جو میانہ روی اختیار کرے گا وہ محتاج نہیں ہو گا۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت قاضی ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الشھاب"[1] میں اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[2] میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ بحث اور ایک دوسری روایت کی تخریج کے بعد فرماتے ہیں: "لم يروهما عن الحسن إلا عبد القدوس، تفرد بهما ولده عنه". ان دونوں روایتوں کو حسن سے صرف عبد القدوس نے نقل کیا ہے، اور ان سے نقل کرنے میں ان کا بیٹا متفرد ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر قاضی ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الشھاب"[3] میں اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[4] میں اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] مسند الشهاب:۷/۲،رقم:٤٧٤،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[2] تاريخ دمشق:٣/٥٤،رقم:٦٥٥٧،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[3] مسند الشهاب:۷/۲،رقم:٤٧٤،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ .

[4] تاريخ دمشق:٣/٥٤،رقم:٦٥٥٧،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

علامہ محمد علی بن محمد علان شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ محمد علی بن محمد علان شافعی رحمۃ اللہ علیہ "الفتوحات الربانیة" [1] میں زیرِ بحث روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وعبد القدوس بن حبيب ضعيف جدا". اور عبد القدوس بن حبیب شدید ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباري" [2] میں تحریر فرماتے ہیں: "وفي حديث أنس رفعه: ما خاب من استخار، والحديث أخرجه الطبراني في الصغير بسند واه جدا".

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: جو استخارہ کرے گا وہ نامراد نہیں ہو گا، اس حدیث کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے صغیر میں شدید واہی سند کے ساتھ تخریج کیا ہے۔

حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ "عمدة القاري" [3] میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وعبد القدوس أجمعوا على تركه، وكذبه الفلاس، وقال أبو حاتم: عبد السلام وأبوه ضعيفان".

محدثین کا عبد القدوس کے ترک پر اجماع ہے، اور فلاس رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو

---

[1] الفتوحات الربانية: ٩٤/٥، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
[2] فتح الباري: ١١/ ١٨٤، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، المكتبة السلفية.
[3] عمدة القاري: ٣٢٤/٧، ت: عبد الله محمود محمد عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

جھوٹا کہا ہے، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبد السلام اور اس کے والد دونوں ضعیف ہیں۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني في الأوسط والصغير من طريق عبد السلام بن عبد القدوس، وكلاهما ضعيف جدا". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" اور "صغیر" میں عبد السلام بن عبد القدوس کے طریق سے روایت کیا ہے، اور یہ دونوں "شدید ضعیف" ہیں۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ "کشف الخفاء"[2] میں فرماتے ہیں: "وفي سنده ضعيف جدا". اور اس کی سند میں شدید ضعیف ہے۔

علامہ محمد بن درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد بن درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ "أسنى المطالب"[3] میں لکھتے ہیں: "سنده واه، فيه عبد القدوس بن حبيب تفرد به، وهو ضعيف جدا".

---

[1] مجمع الزوائد:٩٦/٨،دار الكتب العربي ـ بيروت.

[2] كشف الخفاء:١٨٥/٢،رقم:٢٢٠٥،مكتبة القدسي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥١هـ.

[3] أسنى المطالب:ص:٢٤٧،رقم:١٢٥٣،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

اس کی سند واہی ہے، اور اس میں عبد القدوس بن حبیب متفرد ہے، اور وہ شدید ضعیف راوی ہے۔

سند میں موجود راوی عبد السلام بن عبد القدوس شامی کے بارے میں پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[1] میں فرماتے ہیں: "هو وأبوه ضعيفان". عبد السلام اور اس کے والد عبد القدوس دونوں ضعیف راوی ہیں۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بشيء، وابنه شر منه"[2]. یہ عبد القدوس لیس بشیء ہے، اور اس کا بیٹا اس سے بھی بُرا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[3] میں لکھتے ہیں: "شيخ من أهل الشام، شيخ، يروي عن هشام بن عروة وابن أبي عبلة الأشياء الموضوعة، لا يحل الاحتجاج به بحال". شیخ شام والوں میں سے ہے، یہ شیخ، ہشام بن عروہ اور ابن ابی عبلہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث نقل کرتا ہے، اس سے کسی بھی حالت میں احتجاج حلال نہیں ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[4] میں لکھتے ہیں: "لا يتابع على شيء من حديثه، وليس ممن يقيم الحديث". ان کی احادیث میں کسی بھی چیز میں متابعت نہیں ملتی، اور یہ مقیم الحدیث راویوں میں سے نہیں ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل:٤٨/٦،رقم:٢٥٣،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢ هـ.

[2] سوالات أبي عبيد الآجري:١٩٢/٣،رقم:٢٠٥،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٣٩٩هـ.

[3] المجروحين:١٥٠/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[4] الضعفاء الكبير:٦٧/٣،رقم:١٠٣١،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں فرماتے ہیں: "ولعبد السلام غير ما ذكرت، وعامة ما يرويه غير محفوظ، وقد روى عبد السلام هذا عن الأعمش أحاديث مناكير". عبد السلام کی اس کے علاوہ بھی روایات ہیں، ان کی اکثر احادیث غیر محفوظ ہیں، یہ عبد السلام اعمش کے انتساب سے منکر احادیث نقل کرتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ عبد السلام بن عبد القدوس کے بارے میں فرماتے ہیں: "عبد السلام هالك"[2].

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] میں عبد السلام بن عبد القدوس کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں ذکر کر کے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو سعید عبد القدوس بن حبیب کلاعی وحاظی شامی دمشقی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے عبد القدوس کو "ضعیف" کہا ہے۔[4]

بعض مقامات پر حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے عبد القدوس کو "مطروح

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٢٣/٧،رقم:١٤٨٣،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٦٤،رقم:١٣٦،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] تنزيه الشريعة:٧٩/١،رقم:١٦٧،ت:عبدالوهاب عبداللطيف،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[4] الجرح والتعديل:٥٥/٦،رقم:٢٩٥،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

الحدیث"[1] کہاہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي عن نافع، ومجاهد، والشعبي، ومكحول، وعطاء أحاديث مقلوبة"[2]. یہ نافع رحمۃ اللہ علیہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ مکحول رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مقلوب حدیثیں نقل کرتا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے عبد القدوس کو "ذاهب الحديث"[3] کہاہے۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بشيء، وابنه شر منه"[4]. یہ عبد القدوس لیس بشیءہے، اور اس کا بیٹا اس سے بھی بُرا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد القدوس کو "ليس بثقة"[5] کہاہے۔

حافظ ابو بشر دولابی رحمۃ اللہ علیہ "الکنی والأسماء"[6] میں لکھتے ہیں: "وأبو سعيد عبد القدوس بن حبيب الدمشقي متروك الحديث". ابو سعید عبد القدوس بن حبیب دمشقی "متروک الحدیث" ہے۔

---

[1] تاريخ بغداد:۴۳۵/۱۲،رقم:۵۷۷۳،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲هـ.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:۴۵/۷،رقم:۱۴۹۸،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[3] لسان الميزان:۲۳۴/۵،رقم:۴۸۶۴،ت:عبدالفتاح أبوغدة،دارالبشائرالإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۲۳هـ.

[4] لسان الميزان:۲۳۴/۵،رقم:۴۸۶۴،ت :عبدالفتاح أبوغدة،دارالبشائرالإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۲۳هـ.

[5] ميزان الاعتدال:۶۴۳/۲،رقم:۵۱۵۶،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[6] الكنى والأسماء للدولابي:ص:۵۸۰،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۲۱هـ.

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث، كان لا يصدق"[1]. یہ متروک الحدیث ہے، یہ سچ نہیں بولتا تھا۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبد القدوس کو "ضعيف الحديث" کہا ہے۔[2]

حافظ ابو حفص عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أجمع أهل العلم على ترك حديثه"[3]. اہل علم کا اس کی احادیث کے ترک پر اجماع ہے۔

علامہ اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا أشهد على أحد بالكذب إلا على عبد القدوس بن حبيب، وعمر بن موسى الوجيهي"[4]. میں کسی کے خلاف جھوٹا ہونے کی گواہی نہیں دیتا سوائے عبد القدوس بن حبیب اور عمر بن موسی وجیہی کے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[5] میں لکھتے ہیں: "كان يضع الحديث على الثقات لا يحل كتابة حديثه ولا الرواية عنه، وكان ابن المبارك يقول: لأن أقطع الطريق أحب إلي من أن أروي عن عبد القدوس الشامي".

یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے حدیث گھڑتا تھا، اس کی حدیثوں کو لکھنا اور روایت کرنا حلال نہیں ہے، اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ڈاکہ ڈالنا

[1] الجرح والتعديل:٥٦/٦،رقم:٢٩٥،دار الكتب العلمية۔بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.
[2] الجرح والتعديل:٥٦/٦،رقم:٢٩٥،دار الكتب العلمية۔بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.
[3] الجرح والتعديل:٥٦/٦،رقم:٢٩٥،دار الكتب العلمية۔بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.
[4] تاريخ بغداد:٤٣٥/١٢،رقم:٥٧٧٣،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ۔بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[5] المجروحين:١٣١/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ۔بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

زیادہ پسند کرتا ہوں بجائے اس کے کہ میں عبد القدوس شامی سے روایت کروں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[1] میں فرماتے ہیں: "وعبد القدوس له أحاديث غير محفوظة، وهو منكر الحديث إسنادا ومتنا"۔ عبد القدوس کی احادیث محفوظ نہیں ہیں، وہ سند و متن کی حیثیت سے منکر الحدیث ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ بحث روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت کے تحت فرماتے ہیں: "فيه عبد القدوس بن حبيب متهم"[2]. اس میں عبد القدوس بن حبیب متہم راوی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر عبد القدوس بن حبیب کے بارے میں لکھتے ہیں: "متروك الحديث"[3].

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عبد القدوس شديد الضعف، وكذبه بعض الأئمة"[4]. عبد القدوس شدید ضعیف راوی ہے، اور بعض ائمہ نے اس کو جھوٹا کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[5] میں عبد القدوس بن حبیب کو

---

[1] الكامل: ٤٦/٧، رقم: ١٤٩٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] تلخيص كتاب الموضوعات: ص: ٦٢، رقم: ١٣١، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] تاريخ الإسلام: ٤٤٣/٤، رقم: ٢٤٥، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] نتائج الأفكار: ١٧٠/٥، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[5] تنزيه الشريعة: ٨١/١، رقم: ١٨٧، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

وضاعین و متہمین کی فہرست میں ذکر کر کے لکھتے ہیں: "قال ابن المبارك: كذاب وقال ابن حبان: كان يضع الحديث على الثقات". ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کذاب کہا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے حدیثیں گھڑتا تھا۔

روایت بطریق عبد السلام بن عبد القدوس کا حکم

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن علان رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ ان تمام حضرات نے اس سند سے روایت کو شدید ضعیف کہا ہے، اور اتفاقی شرط ہے کہ فضائل کے باب میں وہ حدیث ہی بیان کی جاسکتی ہے جو ضعفِ شدید سے خالی ہو، اس لئے مذکورہ روایت کو اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت بطریق ابو المفضل محمد بن عبد اللہ بن محمد شیبانی

یہ روایت حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد"[1] میں ابو جعفر محمد بن علی بن موسی بن جعفر کے ترجمہ میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"أخبرنا الحسن بن أبي طالب، قال: حدثنا محمد بن عبد الله الشيباني[2]، قال: حدثنا محمد بن صالح بن الفيض بن فياض، قال:

---

[1] تاريخ بغداد: ٨٩/٤، رقم: ١٢٦١، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] یہ راوی محمد بن عبد اللہ شیبانی، ابو المفضل ہے، کیونکہ اس سند میں محمد بن عبد اللہ شیبانی جو عبد العظیم بن عبد اللہ الحسنی سے دو

حدثنا أبي، قال: حدثنا عبد العظيم بن عبد الله الحسني، قال: حدثنا أبو جعفر محمد بن علي بن موسى، عن أبيه علي، عن أبيه موسى، عن آبائه، عن علي، قال: بعثني النبي صلى الله عليه وسلم إلى اليمن، فقال لي وهو يوصيني: يا علي! ما خاب من استخار، ولا ندم من استشار، يا علي! عليك بالدلجة، فإن الأرض تطوى بالليل ما لا تطوى بالنهار، يا علي! اغد بسم الله، فإن الله بارك لأمتي في بكورها"[1].

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا، اور مجھے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے علی! جو استخارہ کرے گا وہ نامراد نہیں ہوگا، اور جو مشورہ کرے گا اسے ندامت نہیں ہوگی، اے علی! رات کے وقت

واسطوں سے روایت نقل کر رہا ہے، اسی طرح "کتاب الامالی" میں چار دوسرے مقامات ایسے ہیں جہاں پر عبد العظیم بن عبد اللہ الحسنی سے دو واسطوں سے نقل کرنے والا یہی راوی ابو المفضل محمد بن عبد اللہ بن محمد شیبانی ہے، انظر: ص: ٤٨١، رقم: ١٠٥٠، ص: ٤٩٤، رقم:١٠٨٢، ص: ٥٨٩، رقم:١٢٢٢، ص: ٦٠٢، رقم: ١٢٤٥، (كتاب الامالي للطوسي، دار الثقافة ـ قم، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ) .

[1] **اہم نوٹ:** واضح رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طریق ابو جعفر محمد بن حسن بن علی طوسی شیعی نے "کتاب الامالی" میں ذکر کیا ہے، جس میں ابو المفضل شیبانی کی متابعت ابو الحسن علی بن خالد المراغی نے کی ہے، لیکن اس علی بن خالد المراغی کا ترجمہ مجھے نہیں مل سکا۔

"کتاب الامالی" کی عبارت ملاحظہ ہو: "أخبرنا محمد بن محمد، قال أخبرنا أبو الحسن علي بن خالد المراغي، حدثنا أبو صالح محمد بن الفيض العجلي، قال: حدثنا أبي، قال: حدثنا عبد العظيم بن عبد الله الحسني، قال: حدثنا أبو جعفر محمد بن علي بن موسى، قال: حدثني أبي الرضا علي بن موسى، قال: حدثني أبي موسى بن جعفر بن محمد، قال: حدثني أبي جعفر بن محمد، قال: حدثني أبي محمد بن علي، قال: حدثني أبي علي بن الحسين، قال: حدثني أبي الحسين بن علي، عن أبيه أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، قال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم على اليمن [كذا في الأصل]، فقال لي وهو يوصيني: يا علي! ما حار [كذا في الأصل] من استخار، ولا ندم من استشار، يا علي! عليك بالدلجة، فإن الأرض تطوى بالليل ما لا تطوى بالنهار، يا علي! اغد على اسم الله، فإن الله بارك لأمتي في بكورها". (كتاب الأمالي: ص: ١٣٦، رقم: ٢٢٠، دار الثقافة ـ قم، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ) .

چلا کرو، اس لئے کہ زمین رات کے وقت سمیٹ لی جاتی ہے جو دن کے وقت نہیں سمیٹی جاتی، اے علی! صبح کے وقت اللہ کا نام لے کر چلا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے صبح کے وقت میں برکت رکھی ہے۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ مذکورہ روایت میں موجود الفاظ "عليك بالدلجة..."[1] اور "فإن الله بارك لأمتي..."[2] معتمد احادیث سے ثابت ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو المفضل محمد بن عبد اللہ بن محمد شیبانی (المتوفی ۳۸۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وكان يروي غرائب الحديث، وسؤالات الشيوخ، فكتب الناس عنه بانتخاب الدارقطني، ثم بان كذبه، فمزقوا حديثه، وأبطلوا روايته، وكان بعد يضع الأحاديث للرافضة، ويملي في مسجد الشرقية"[3].

[1] سنن أبي داؤد: ٢١٧/٤، رقم: ٢٥٧١، ت: شعيب الأرنوؤط، دار الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

"سنن ابوداود" کے الفاظ ملاحظہ ہوں: "حدثنا عمرو بن علي، حدثنا خالد بن يزيد، حدثنا أبو جعفر الرازي، عن الربيع بن أنس، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالدلجة، فإن الأرض تطوى بالليل".

[2] سنن أبي داؤد: ٢٤٧/٤، رقم: ٢٦٠٦، ت: شعيب الأرنوؤط، دار الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

"سنن ابوداود" کے الفاظ ملاحظہ ہوں: "حدثنا سعيد بن منصور، حدثنا هشيم، حدثنا يعلى بن عطاء، حدثنا عمارة بن حديد، عن صخر الغامدي، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: اللّهم بارك لأمتي في بكورها، وكان إذا بعث سرية، أو جيشا بعثهم من أول النهار".

[3] تاريخ بغداد: ٤٩٩/٣، رقم: ١٠٣٠، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

اور یہ غریب احادیث اور شیوخ کے سوالات روایت کرتا ہے، لوگوں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب کی بناء پر اس سے احادیث کو لکھا، پھر ان کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوا تو لوگوں نے اس کی احادیث کو پھاڑ دیا، اور اس کی روایات کو باطل قرار دیا، اور اس کے بعد یہ رافضیوں کے لئے احادیث گھڑ کر شرقیہ مسجد میں لکھواتا تھا۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[2] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان المیزان"[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وقال الأزهري: كان يحفظ، وأساء الثناء عليه، وقال: كان دجالا كذابا، ما رأيت له أصلا قط، واتهمه الدارقطني بالتركيب، وقال العتيقي: كان كثير التخليط".

اور ازہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حافظ تھا، اور اس کی برائی بیان کی، اور پھر فرمایا: یہ دجال اور جھوٹا تھا، میں نے کبھی بھی اس کی اصل نہیں دیکھی، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ترکیب کی وجہ سے اس کو متہم قرار دیا، اور عتیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کہ یہ "کثیر التخلیط" ہے۔

---

[1] تاريخ دمشق: ١٦/٥٤، رقم: ٦٥٦٥، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٦٠٨/٣، رقم: ٧٨٠٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] لسان الميزان: ٢٥٤/٧، رقم: ٧٠١٨، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشار الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[1] **میں مزید یہ بھی فرماتے ہیں:** "وكان حافظا عارفا بالفن، أخباريا مصنفا، لكن لحقه الإدبار". **اور یہ حافظ اور فن کو جاننے والا تھا، اخباری اور مصنف تھا، لیکن اس کو پلٹنا لاحق ہو گیا۔**

حافظ حمزہ بن محمد بن طاہر دقاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "كان يضع الحديث، وقد كتبت عنه، وكان له سمت ووقار"[2]. **وہ حدیث گھڑتا تھا، اور میں نے اس سے احادیث کو لکھا ہے، اور یہ سنجیدہ اور وقار والا تھا۔**

حافظ ابوذر ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كتبت عنه في المعجم للمعرفة، ولم أخرج عنه في تصانيفي شيئا، وتركت الرواية عنه، لأني سمعت الدارقطني يقول: كنت أتوهمه من رهبان هذه الأمة، وسألته الدعاء لي، فنعوذ بالله من الحور بعد الكور، وقال أبو ذر: يعني سبب ذلك، أنه قعد للرافضة، وأملى عليهم أحاديث ذكر فيها مثالب الصحابة، وكانوا يتهمونه بالقلب والوضع...."[3].

"میں نے "معجم" میں معرفت کے لئے اس کی روایات کو لکھا ہے، اور میں نے اپنی تصانیف میں اس کی کوئی حدیث بھی تخریج نہیں کی، اور میں نے اس سے روایت لینا ترک کر دیا تھا، اس لئے کہ میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرما رہے

---

[1] تاريخ الإسلام:٦٢٤/٨،رقم:٢٧٥،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[2] تاريخ بغداد:٥٠٠/٣،رقم:١٠٣٠،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] لسان الميزان:٢٥٥/٧،رقم:٧٠١٨،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشار الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

تھے: میں گمان کرتا ہوں کہ یہ اس امت کے راہبوں میں سے ہے، اور میں نے اسے اپنے لئے دعا کا بھی کہا تھا، ہم صلاح کے بعد فساد سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اور ابو ذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، یعنی اس کی وجہ یہ بنی کہ یہ رافضیوں کے واسطہ بیٹھ کر انھیں صحابہ کے عیوب پر مشتمل احادیث لکھواتا تھا، اور محدثین رحمۃ اللہ علیہ اس کو قلب اور وضع کی وجہ سے متہم قرار دیتے ہیں۔۔۔"۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود راوی محمد بن صالح بن فیض، اور ان کے والد صالح بن فیض، اور عبد العظیم بن عبد اللہ الحسنی کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا۔[1]

---

[1] عبد العظیم بن عبد اللہ الحسنی کا ترجمہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی شیعی نے اپنی کتاب "الفہرست" میں قائم کیا ہے، ملاحظہ ہو:
"عبد العظيم بن عبد الله العلوي الحسني، له كتاب،اخبرنا به جماعة، عن أبي المفضل محمد بن عبد الله الشيباني، عن أبي جعفر بن بطة، عن أحمد بن أبي عبد الله البرقي، عنه ومات عبد العظيم بالري، وقبره هناك" (الفهرست: ص: ١٢١، رقم: ٥٣٧، المكتبة المرتضوية ـ النجف).

سند میں موجود راوی علی بن موسی الرضا کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي عن أبيه العجائب، روى عنه أبو الصلت وغيره، كأنه كان يهم ويخطئ". یہ اپنے والد سے عجائب روایت کرتے ہیں، ان سے ابو الصلت وغیرہ نے روایت کی ہے، گویا کہ ان سے وہم اور خطاء ہوئی تھی (المجروحين: ١٠٦/٢، ت: محمود ابراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ).

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "يجب أن يعتبر حديثه إذا روى عنه غير أولاده وشيعته وأبي الصلت خاصة، فإن الأخبار التي رويت عنه وتبين بواطيل، إنما الذنب فيها لأبي الصلت ولأولاده وشيعته، لأنه في نفسه كان أجل من أن يكذب...". ضروری ہے کہ ان کی احادیث کا اعتبار کیا جائے جب ان سے نقل کرنے والا ان کی اولاد اور شیعہ اور خاص طور پر ابو الصلت کے علاوہ کوئی راوی ہو، اس لئے کہ علی بن موسی کی جو اخبار ابو الصلت سے منقول ہیں، اور جن کا باطل ہونا واضح ہے، ان اخبار میں برائی ابو الصلت، اور ان کی اولاد اور شیعہ کی وجہ سے ہے، کیونکہ علی بن موسی بذاتِ خود اس سے بلند ہے کہ وہ جھوٹ بولیں۔۔۔" (الثقات لابن حبان: ٤٥٦/٨، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة ١٣٩٣هـ).

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وقد كذبت الرافضة على علي الرضا وآبائه رضي الله عنهم أحاديث ونسخا، هو

روایت کا حکم

آپ ما قبل میں دیکھ چکے ہیں کہ ابو المفضل محمد بن عبد اللہ شیبانی کے بارے میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ حمزہ بن محمد بن طاہر دقاق رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ یہ احادیث گھڑتا ہے، اور حافظ ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہاکہ یہ دجال اور جھوٹا ہے، اس لئے یہ روایت اس سند سے بھی کسی بھی طرح ضعفِ شدید سے خالی نہیں ہے، اور اتفاقی شرط ہے کہ فضائل کے باب میں وہ حدیث بیان کی جاسکتی ہے جو ضعفِ شدید سے خالی ہو، اس لئے اس روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ما قبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ یہ روایت دونوں طرق سے شدید ضعیف ہے، اور اتفاقی شرط ہے کہ فضائل کے باب میں وہ حدیث بیان کی جاسکتی ہے جو ضعفِ شدید سے خالی ہو، اس لئے اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

بريء من عهدتها، ومنزه من قولها، وقد ذكروه من أجلها في كتب الرجال...". اور رافضیوں نے علی بن موسی اور ان کے آباء پر جھوٹی احادیث اور نسخے گھڑے ہیں، وہ ان احادیث سے بری ہیں، اور وہ ان کی باتوں سے منزہ ہیں، اسی وجہ سے محدثین نے ان کو رجال کی کتب میں ذکر کیا ہے۔۔۔" (تاريخ الإسلام:٢٧٢/١٤،رقم:٢٨١،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ).

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "رويت عنه نسخة فيها عجائب،وهو صدوق". ان سے ایک نسخہ منقول ہے جس میں عجائب ہیں، اور یہ "صدوق" ہے (ديوان الضعفاء:ص:٢٨٦،رقم:٢٩٦٩،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثية ـ المكة المكرمة،الطبعة ١٣٨٧هـ).

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ ہماری تحقیق و حکم کا تعلق روایت کے پہلے دو اجزاء (ماخاب من استخار اور ولا ندم من استشار) سے متعلق ہے، ان کو آپ ﷺ کی جانب منسوب نہیں کر سکتے، البتہ زیرِ بحث روایت کا آخری جزء "ولا عال من اقتصد" جو میانہ روی اختیار کرے گا وہ محتاج نہیں ہو گا، دیگر ایسی سندوں سے ثابت ہے، جسے فضائل کے باب میں بیان کرنا درست ہے، چنانچہ اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

"قال (عبد الله بن أحمد): قرأت على أبي، حدثنا أبو عبيدة الحداد، قال: حدثنا سكين بن عبد العزيز العبدي، حدثنا إبراهيم الهَجَرِي، عن أبي الأحوص، عن عبد الله بن مسعود، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما عال من اقتصد".

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جو میانہ روی اختیار کرے گا وہ محتاج نہیں ہو گا۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[2] میں تخریجِ روایت کے بعد لکھتے ہیں: "رواه أحمد، والطبراني في الكبير والأوسط، وفي أسانيدهم إبراهيم بن مسلم الهَجَرِي، وهو ضعيف". اسے احمد رحمۃ اللہ علیہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] مسند أحمد: ١٩٨/٤، رقم: ٤٢٦٩، ت: أحمد محمد شاكر، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] مجمع الزوائد: ٢٥٢/١٠، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

نے ”کبیر“ اور ”اوسط “ میں تخریج کیا ہے، ان تمام کی سندوں میں ابراہیم بن مسلم ہَجَرِی موجود ہے، اور وہ ضعیف راوی ہے۔

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ نے ”المداوي“[1] میں تفصیل سے روایت: ”ولا عال من اقتصد“ کی تخریج کی ہے۔

---

[1] المداوي:٤٨٣/٥،رقم:٧٩٣٩،دار الكتبي ـالقاهرة،الطبعة الأولى١٩٩٦ء.

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”ما عال من اقتصد“ (حم) عن ابن مسعود، قال الشارح:وضعفه الهيثمي وغيره، وقول المؤلف:حسن غير حسن اهـ. وبين في الكبير أن سبب ضعفه إبراهيم بن مسلم الْهَجَرِى، قلت: إبراهيم الهَجَرِى صدوق يهم، والحديث له طرق أخرى من حديث علي،وابن عباس، وأبي أمامة، وأنس بن مالك، وهو بمجموعها حسن أو صحيح، فحديث علي رواه أبو الشيخ في النوادر: ثنا أبو زكريا الساجي، ثنا أبو يونس محمد بن أحمد المديني، ثنا هارون بن يحيى الحاطبي، ثنا عثمان بن عثمان بن خالد بن الزبير، عن أبيه، عن علي بن الحسين، عن أبيه، عن علي بن أبي طالب مرفوعا: ما عال امرؤ قط على اقتصاد، وله طريق آخر سبق قريبا في حديث:ما خاب من استخار. وحديث ابن عباس رواه أبو الشيخ في النوادر أيضا:ثنا عبدان، ثنا هشام، ثنا خالد الأزرق، ثنا خالد بن يزيد، عن أبي رَوْق، عن الضحاك، عن ابن عباس مرفوعا: ما عال من اقتصد. وحديث أبي أمامة رواه الديلمي من طريق الحاكم: ثنا إبراهيم بن أحمد بن رجاء، ثنا محمد بن يحيى بن سهل المطرز، ثنا محمد بن يحيى بن الضريس، ثنا محمد بن حباب، ثنا بشر بن زاذان، عن عمر بن صبح، عن يونس بن عبيد، عن الحسن، عن أبي أمامة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حسن السؤال نصف العلم، والرفق نصف العيش، وما عال من اقتصد. وله طريق آخر أخرجه الديلمي أيضا من طريق عمرو بن الحصين: ثنا أبو علاثة، عن الأوزاعي، عن محمد بن أبي موسى، عن أبي أمامة مرفوعا: إياكم والسرف في المال والنفقة، وعليكم بالاقتصاد، فما افتقر قوم قط اقتصدوا. وحديث أنس تقدم في حديث: ما خاب من استخار. ثم إن حديث ابن مسعود خرجه أيضا أبو عروبة الحراني في الأمثال، وأبو الشيخ في النوادر، وابن قتيبة في عيون الأخبار، والقضاعي في مسند الشهاب،كلهم من طريق إبراهيم الهَجَرِي، عن أبي الأحوص، عن عبد الله، ولفظ أبي الشيخ في النوادر: لا يعيل أحدكم على قصد، ولا يبقى على سرف كثير“.

روایت نمبر ④

روایت: ”جس نے جنازے کو چاروں جانب سے اٹھایا (کندھا دیا) تو اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹادیں گے“۔

حکم: منکر، شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کرسکتے۔

یہ روایت چار طرق سے منقول ہے: ① علی بن ابی سارہ ازدی کا طریق ② سوار بن مصعب ہمدانی کا طریق ③ معروف بن عبد اللہ خیاط کا طریق ④ ابراہیم بن عبد اللہ کوفی کا طریق

ذیل میں ہر ایک طریق کو الگ الگ لکھا جائے گا۔

روایت بطریق علی بن ابی سارہ ازدی

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ”المعجم الأسط“[1] میں فرماتے ہیں:

”حدثنا محمد بن محمد التَمَّار، قال: نا محمد بن عقبة السَدُوْسِي، قال: نا علي بن أبي سارة، قال: سمعت ثابتا البُنَانِي، قال: سمعت أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حمل جوانب السرير الأربع، كفر الله عنه أربعين كبيرة“.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جنازے کو چاروں جانب سے اٹھایا (کندھا دیا) تو اللہ تعالی اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹادیں گے۔

[1] المعجم الأسط:۹۹/٦،رقم:۵۹۲۰،ت:طارق بن عوض الله،دار الحرمين ـ القاهرة.

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "المجروحين"[1] میں، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے "العلل المتناهية"[2] میں، اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكامل"[3] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی علی بن ابی سارہ پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت بطریق علی بن ابی سارہ پر ائمہ رجال کا کلام

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الأسط"[4] میں تخریج روایت کے بعد لکھتے ہیں:

"لا يروى هذا الحديث عن أنس بن مالك إلا بهذا الإسناد، تفرد به علي بن أبي سارة، ولم يروه عن النبي صلى الله عليه وسلم إلا أنس بن مالك". یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے مروی ہے، اس میں علی بن ابی سارہ متفرد ہے، اور اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "المجروحين"[5] میں اسے علی بن ابی سارہ

---

[1] المجروحين:١٠٤/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت.

[2] العلل المتناهية:٤١٦/٢،رقم:١٤٩٩،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[3] الكامل:٣٤٧/٦،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت.

[4] المعجم الأوسط:١٠٠/٦،رقم:٥٩٢٠،ت:طارق بن عوض الله،دار الحرمين ـ القاهرة.

[5] المجروحين:١٠٤/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت.

کی منکر روایت قرار دیا ہے، نیز علی بن ابی سارہ کے بارے میں ان کا کلام آگے آرہا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں مذکورہ روایت اور دیگر روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذه الأحاديث التي ذكرتها لعلي بن أبي سارة عن ثابت كلها غير محفوظة، وله غير ذلك عن ثابت مناكير أيضا". اور علی بن ابی سارہ کی یہ احادیث جو میں نے ثابت سے ذکر کی ہیں سب غیر محفوظ ہیں، اور اس کی ثابت سے اس کے علاوہ بھی مناکیر ہیں۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل المتناهية"[2] میں فرماتے ہیں: "هذا حديث لا يصح". یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[3] میں لکھتے ہیں: "ومما أنكر عليه حديثه عن ثابت، عن أنس مرفوعا: من حمل أحد قوائم السرير

---

[1] الكامل:٣٤٨/٦،رقم:١٣٥٥،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[2] العلل المتناهية:٤١٦/٢،رقم:١٤٩٩،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد-باكستان، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[3] ميزان الاعتدال:١٣٠/٣،رقم:٥٨٤٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

حط الله عنه أربعين كبيرة".

علی بن ابی سارہ کی ثابت عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے ایک منکر روایت یہ بھی ہے: جس نے جنازے کی چارپائی کو کسی ایک جانب سے اٹھایا (کندھا دیا) تو اللہ تعالی اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹادیں گے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ الإسلام"[1] اور "المغني"[2] میں بھی اس روایت کو علی بن ابی سارہ کی منکر روایت قرار دیا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنير"[3] میں فرماتے ہیں:

"... في الأول: سَوَّار بن مصعب الهمداني المتروك، وفي الثاني: علي بن أبي سارة الشيباني، وهو متروك أيضا، لا جرم ذكرهما ابن الجوزي في علله".

"۔۔۔ پہلے (حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے) طریق میں سوّار بن مصعب ہمدانی متروک (راوی) ہے، اور دوسرے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے) طریق میں علی بن ابی سارہ ہے اور وہ بھی متروک ہے، خاص طور پر ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں (علی بن ابی سارہ اور سوّار بن مصعب) کو علل میں ذکر کیا ہے"۔

---

[1] تاريخ الإسلام: ٦٩٢/٤، رقم: ٢٠١، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[2] المغني في الضعفاء: ١٥/٢، رقم: ٤٢٦٦، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[3] البدر المنير: ٢٢٤/٥، ت: أبو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

سند میں موجود راوی علی بن ابی سارہ ازدی بصری (اور ان کو علی بن محمد بن ابی سارہ شیبانی بھی کہا جاتا ہے) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[1] میں فرماتے ہیں: "فيه نظر".

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قد ترك الناس حديثه"[2]. محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔

نیز ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "تركوا حديثه"[3]. محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يروي عن ثابت مالا يشبه حديث ثابت، حتى غلب على روايته المناكير التي يرويها عن المشاهير، فاستحق الترك".

یہ ثابت سے ایسی روایات نقل کرتا ہے جو ثابت کی حدیث کے مشابہ نہیں ہوتیں، یہاں تک کہ اس کی منکر روایات زیادہ ہوگئیں جنہیں یہ مشہور لوگوں سے روایت کرتا ہے، اسی وجہ سے یہ ترک کا مستحق ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث روایت نقل کی ہے۔

---

[1] التاريخ الكبير:٢٧٨/٦،رقم:٢٣٩٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[2] سؤالات أبي عبيد الآجري:٣٦٧/١،رقم:٦٦٩،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[3] سؤالات أبي عبيد الآجري:١٤٣/٢،رقم:١٤٠٢،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[4] المجروحين:١٠٤/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت .

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح التعدیل"[1] میں فرماتے ہیں: "شیخ ضعیف الحدیث".

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الکبیر"[2] میں فرماتے ہیں: "عن ثابت، ولا يتابع عليه من جهة تَثْبُتُ... ولا يتابعه إلا من هو مثله أو قريبا منه".

"ثابت سے روایت کرتا ہے، اور کسی ثابت شدہ طریق سے اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔۔۔ اور اس کی متابعت صرف اس جیسے یا اس سے قریب قریب کے لوگ کرتے ہیں"۔

حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بشيء"[3].

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[4] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث".

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[5] میں لکھتے ہیں: "متروك".

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقریب التهذيب"[6] میں لکھتے ہیں: "ضعيف".

---

[1] الجرح التعديل:١٨٩/٦،رقم:١٠٣٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[2] الضعفاء الكبير:٢٣٢/٣،رقم:١٢٣٣،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين:ص:١٢٤،رقم:٣٧٦،ت:عبدالرحيم محمد أحمد القشقري،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[4] تذكرة الحفاظ:ص:٣٢١،رقم:٨٠٦،ت:حمدي بن عبدالمجيد،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[5] الكاشف:٤٠/٢،رقم:٣٩١٧،ت:محمدعوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[6] تقريب التهذيب:ص:٤٠١،رقم:٤٧٣٥،ت:محمدعوامه،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علي بن أبي سارة ضعيف"[1]. علی بن ابی سارہ ضعیف ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ ہر ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا شدید ضعیف ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ بعض خاص قرائن ومتابعت کی صورت میں بعض روایتوں کا تحمل کرلیا جاتا ہے۔

روایت بطریق علی بن ابی سارہ ازدی کا حکم

آپ سابقہ تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ اس سند سے روایت کو حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے منکر قرار دیا ہے، جبکہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "لا يصح" کہا ہے، اس لئے یہ روایت اس سند سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کی جاسکتی۔

سوار بن مصعب ہمدانی کا طریق

حافظ ابو الجہم علاء بن موسی باہلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۲۸ھ) "جزء أبي الجهم"[2] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا العلاء، ثنا سَوَّار بن مصعب، عن أبي عمرو، عن ثوبان،

---

[1] اللآلئ المصنوعة:۳۳۷/۲،ت:ابو عبد الرحمن صلاح بن محمد،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] جزء أبي الجهم:ص:٥٤،رقم:٩٦،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اتبع جنازة، فأخذ بجوانب السرير الأربع، غفر له أربعين ذنبا كلها كبائر".

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جنازے کے ساتھ چلا، اور جنازے کو چاروں جانب سے کندھا دیا، تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل المتناهية"[1] میں تخریج کی ہے، اور حافظ نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "بغية الباحث"[2] میں بطریق حارث بن ابی اسامہ عن حفص عن سوّار، اور قاضی ابو یعلی محمد بن حسین بغدادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۵۸ھ) نے "التعليق الكبير"[3] میں بطریق ابو بکر نجاد عن حارث یہ روایت نقل کی ہے، نیز یہی روایت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المطالب العالية"[4] میں حارث بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کی ہے۔

تمام سندیں سند میں موجود راوی سوّار بن مصعب پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

---

[1] العلل المتناهية: ٣٨٠/١، رقم: ٦٣٤، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد-باكستان، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[2] بغية الباحث: ٣٦٩/٢، رقم: ٢٧٠، ت: حسين أحمد صالح الباكري، مركز خدمة السنة ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] التعليق الكبير: ٢٤١/٤، ت: محمد بن فهد بن عبد العزيز الفريح، دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.

[4] المطالب العالية: ٢٨٧/٥، رقم: ٨١٢، ت: باسم بن طاهر خليل عناية، دار العاصمة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

روایت بطریق سوار بن مصعب پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل المتناهية"[1] میں فرماتے ہیں: "وهذا لايصح". اور یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنير"[2] میں فرماتے ہیں:

"... في الأول: سَوّار بن مصعب الهمداني المتروك، وفي الثاني: علي بن أبي سارة الشيباني، وهو متروك أيضا، لا جرم ذكرهما ابن الجوزي في علله".

"... پہلے (حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے) طریق میں سوّار بن مصعب ہمدانی متروک (راوی) ہے، اور دوسرے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کے) طریق میں علی بن ابی سارہ ہے اور وہ بھی متروک ہے، خاص طور پر ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں (علی بن ابی سارہ اور سوّار بن مصعب) کو علل میں ذکر کیا ہے"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "المطالب العالية"[3] میں لکھتے ہیں: "ضعيف". ضعیف ہے۔

---

[1] العلل المتناهية: ٣٨٠/١، رقم: ٦٣٤، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

[2] البدر المنير: ٢٢٤/٥، ت: أبو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] المطالب العالية: ٢٨٧/٥، رقم: ٨١٢، ت: باسم بن طاهر خليل عناية، دار العاصمة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

حافظ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف الخيرة المهرة"[1] میں فرماتے ہیں:

"رواه الحارث بسند ضعيف لضعف سوار بن مصعب". اس کو حارث نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے، سوار بن مصعب کے ضعیف ہونے کی وجہ سے۔

سند میں موجود راوی ابو عبد اللہ سوار بن مصعب ہمدانی کوفی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[2] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث".

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "غير ثقة"[3].

حافظ بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لين الحديث"[4].

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكين"[5] میں فرماتے ہیں: "متروك

---

[1] إتحاف الخيرة المهرة: ٤٨٠/٢، رقم: ١٩٣١، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[2] التاريخ الكبير: ١٦٩/٤، رقم: ٢٣٥٩، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] سؤالات أبي عبيد الآجري: ٢٩٨/٢، رقم: ١٩٠٨، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] لسان الميزان: ٢١٧/٤، رقم: ٣٧٣٦، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشار الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٢٤، رقم: ٢٧٣، ت: بوران الضناوي، كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

الحدیث". اور دوسری جگہ لکھتے ہیں: "ليس بثقة، ولايكتب حديثه"[1]. ثقہ نہیں ہے، اور اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يأتي بالمناكير عن المشاهير حتى يسبق إلى القلب أنه كان المتعمد لها". یہ مشہور لوگوں سے مناکیر لاتا ہے، یہاں تک کہ دل میں یہ بات آگئی کہ یہ جان بوجھ کر یہ نقل کرتا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[3] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث، لا يكتب حديثه، ذاهب الحديث".

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث"[4].

حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف، ليس بشيء"[5].

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[6] میں سوار بن مصعب کی بعض روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولا يتابع عليه، ولا على كثير من حديثه". اس کی متابعت ان روایات میں بھی نہیں کی گئی، اور نہ ہی اس کی بہت سی روایات کی متابعت کی جاتی ہے۔

---

[1] لسان الميزان:٢١٧/٤،رقم:٣٧٣٦،ت:عبد الفتاح أبو غده،دار البشار الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] المجروحين:٣٥٦/١،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت.

[3] الجرح التعديل:٢٧٢/٤،رقم:١١٧٥،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[4] الجرح التعديل:٢٧٢/٤،رقم:١١٧٥،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[5] الجرح التعديل:٢٧٢/٤،رقم:١١٧٥،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[6] الضعفاء الكبير:١٦٩/٢،رقم:٦٨٣،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل في الضعفاء"[1] میں لکھتے ہیں: "وعامة ما يرويه ليس محفوظ، وهو ضعيف كما ذكروه". اور اکثر جو یہ روایت کرتا ہے محفوظ نہیں ہے، اور یہ ضعیف ہے، جیسے کہ محدثین نے ذکر کیا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى عن الأعمش و ابن أبي خالد المناكير، وعن عطية الموضوعات"[2]. اعمش اور ابن ابی خالد سے مناکیر نقل کرتا ہے، اور عطیہ کے انتساب سے موضوع روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الحفاظ"[3] میں فرماتے ہیں: "يروي المناكير عن المشاهير". مشہور لوگوں سے مناکیر روایت کرتا ہے۔

روایت بطریق سوار بن مصعب ہمدانی کا حکم

اس روایت کو زیر بحث سند کے ساتھ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے شدید ضعیف قرار دیا ہے، نیز سند میں موجود راوی سوّار بن مصعب کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال فرمائیں ہیں، (جیسے: منکر الحدیث، متروک الحدیث، لیس بثقہ، لیس بشیء،

---

[1] الكامل: ٥٣٥/٤، رقم: ٨٧١، ت: عادل أحمد، علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] لسان الميزان: ٢١٧/٤، رقم: ٣٧٣٦، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشار الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] تذكرة الحفاظ: ص: ٣٥١، ت: حمدي بن عبد المجيد، دار الصميعي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

مناکیر نقل کرتا ہے، عطیہ کے انتساب سے موضوع روایات نقل کرتا ہے)، اس لئے یہ روایت اس سند سے بھی شدید ضعیف ہے، لہذا اسے اس سند سے بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

روایت بطریق معروف بن عبد اللہ خیاط

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق"[1] میں لکھتے ہیں:

"أخبرنا أبو محمد بن الأكفاني، نا عبد العزيز الكَتَّانِي، أخبرني تَمَّام بن محمد، حدثني أبو القاسم الفضل بن جعفر التميمي من حفظه، نا أبو قصي إسماعيل بن محمد بن إسحاق العُذْرِي، حدثني أبي وعمي قالا: نا معروف الخياط، عن واثلة بن الأسقع قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حمل بجوانب السرير الأربع، غفر له أربعين كبيرة".

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے جنازے کو چاروں جانب سے اٹھایا (کندھا دیا) تو اللہ تعالی اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

نوٹ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی یہ روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكامل"[2] میں ان الفاظ کے ساتھ تخریج کی ہے:

---

[1] تاريخ دمشق:٨١/٢٧، رقم:٣١٨٦،ت:محب الدين أبي سعيدعمرو بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] الكامل:٣٤/٨،رقم:١٨٠٧،ت: عادل أحمد،علي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

"حدثنا أبو قصي، حدثنا أبي محمد بن إسحاق وعمي عبد الله بن إسحاق، قال: حدثنا معروف الخياط،حدثنا واثلة بن الأسقع الليثي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من شهد جنازة ومشى أمامها وجلس[كذا في الأصل] حتى يأخذ بأربع زوايا السرير، وجلس [كذا في الأصل] حتى تدفن، كتب له قيراطان من أجر، أخفهما في ميزانه يوم القيامة أثقل من جبل أحد".

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جنازے میں حاضر ہو اور جنازے کے آگے چلے، اور جنازے کو چاروں کونوں سے پکڑے (اٹھائے) اور بیٹھے یہاں تک کہ میت کو دفن کر دیا جائے، تو اس کے لئے دو قیراط اجر لکھ دیا جائے گا، ان دونوں قیراطوں میں جو سب سے زیادہ ہلکا ہو گا وہ قیامت کے دن ترازو میں احد پہاڑ سے زیادہ بھاری ہو گا۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے یہ روایت سند میں موجود راوی عبد اللہ بن اسحاق عذری کے ترجمہ میں ذکر کی ہے، نیز یہی روایت حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں موجود راوی محمد بن اسحاق عذری کے ترجمہ میں بھی ذکر کی ہے۔[2]

---

[1] تاريخ دمشق:۸۱/۲۷،رقم:۳۱۸٦،ت:محب الدين أبي سعيدعمرو بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۵هـ.

[2] تاريخ دمشق: ۵۲/۲۰،رقم:٦۰۷۸،ت:محب الدين أبي سعيدعمرو بن غرامة العمروي،دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۵هـ.

روایت پر حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

اس روایت کو حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[1] میں معروف خیاط کے ترجمہ میں ان کی منکر روایت میں شمار کیا ہے۔

سند میں موجود راویوں پر ائمہ کا کلام

سند میں موجود راوی عبد اللہ بن اسحاق بن اسماعیل بن مسروق عذری[2] (ابو قصی اسماعیل بن محمد کے چچا) اور محمد بن اسحاق بن اسماعیل بن مسروق عذری[3] (ابو قصی کے والد) کا ترجمہ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق" میں قائم کر کے کوئی جرح و تعدیل نقل نہیں کی۔

ابو الخطاب معروف بن عبد اللہ خیاط دمشقی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے معروف کو "ثقات" میں ذکر کیا ہے۔[4]

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح التعدیل"[5] میں فرماتے ہیں: "ليس بالقوي".

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[6] میں معروف خیاط کے ترجمہ میں زیر بحث روایت اور اس کے علاوہ چند دیگر احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

---

[1] الكامل:٨/ ٣٥،رقم:١٨٠٧،ت:عادل أحمد،علي محمد معوض،دار الكتب العلمية۔بيروت .

[2] تاريخ دمشق:٨١/٢٧،رقم:٣١٨٦،ت:محب الدين أبي سعيدعمرو بن غرامة العمروي،دارالفكر۔بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[3] تاريخ دمشق:٥٢/٢٠،رقم:٦٠٧٨،ت:محب الدين أبي سعيدعمرو بن غرامة العمروي،دار الفكر ۔بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[4] الثقات:٤٣٩/٥،دائرة المعارف العثمانية ۔حيدر آباد الدكن،الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

[5] الجرح التعديل:٣٢٢/٨،رقم:١٤٧٤،دار الكتب العلمية ۔بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[6] الكامل:٨/ ٣٥،رقم:١٨٠٧،ت:عادل أحمد،علي محمد معوض،دارالكتب العلمية۔بيروت .

"وهذه الأحاديث لمعروف عن واثلة منكرة جدا ... ومعروف الخياط هذا عامة ما يرويه وما ذكرته أحاديث، لا يتابع عليه".

اور معروف کی حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے یہ احادیث انتہائی منکر ہیں۔۔۔اور یہ معروف خیاط جو اکثر روایات نقل کرتا ہے اوراس کی جو احادیث میں نے ذکر کی ہیں ان میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[1] میں لکھتے ہیں: "معروف منكر الحديث". معروف منکر الحدیث ہے۔

حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ "إكمال"[2] میں لکھتے ہیں: "معروف الخياط صدوق". معروف خیاط صدوق ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[3] میں فرماتے ہیں: "أحد الضعفاء".

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[4] میں لکھتے ہیں: "ضعيف".

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الجامع الكبير"[5] میں فرماتے ہیں: "ومعروف ليس بالقوي".

---

[1] ذخيرة الحفاظ:۱۳۹٤/۳،رقم:۳۰٤۱،ت:عبد الرحمن الفريوائي،دارالسلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] إكمال تهذيب الكمال:۲۸۹/۱۱،رقم:٤٦٦٣،ت:أبوعبدالرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] تاريخ الإسلام:٧٤٧/٤،رقم:٢٨٤،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] تقريب التهذيب:ص:٥٤٠،رقم:٦٧٩٤،ت:محمدعوامه،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[5] الجامع الكبير:١٤٦/٩،دار السعادة،الطبعة١٤٢٦هـ.

نیز حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ معروف کی ایک دوسری روایت کے تحت لکھتے ہیں: "منكر الحديث جدا". معروف انتہائی منکر الحدیث ہے۔[1]

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ ہر ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا شدید ضعیف ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ بعض خاص قرائن ومتابعت کی صورت میں بعض روایتوں کا تحمل کرلیا جاتا ہے۔

روایت بطریق معروف بن عبد اللہ خیاط کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق سے بھی روایت کو منکر قرار دیا ہے، اس لئے اسے اس سند سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت بطریق ابراہیم بن عبد اللہ کوفی

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الموضوعات"[2] میں لکھتے ہیں:

"أنبأنا ابن ناصر، أنبأنا المبارك بن عبد الجبار، أنبأنا عبد الباقي بن أحمد الواعظ، أنبأنا محمد بن جعفر بن علان، حدثنا أبو الفتح الأزدي الحافظ، حدثنا محمد بن زكريا، عن الهيثم بن أبي حرب، حدثنا الحسن بن علي بن زياد، حدثنا إبراهيم بن عبد الله الكوفي، عن عبد الله بن قيس، عن حميد الطويل، قال: دخلنا على أنس بن مالك

---

[1] الجامع الكبير: ٧٠١/٥، دار السعادة، الطبعة ١٤٢٦هـ.

[2] كتاب الموضوعات: ٢٠٧/٣، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية- المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

نعوده ..... قال: أخبرني أبو الدرداء، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من شيع جنازة فربع[1]، حط الله عنه أربعين كبيرة".

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جنازے کے ساتھ چلا، اوراسے اٹھایا (کندھا دیا) تو اللہ تعالی اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹادیں گے۔

روایت بطریق ابراہیم بن عبد اللہ پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الموضوعات"[2] میں فرماتے ہیں:

"هذا حديث لا أصل له، وإبراهيم وعبد الله بن قيس كذابان". اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، اور (سند میں موجود) ابراہیم اور عبد اللہ بن قیس دونوں جھوٹے ہیں۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[3] میں حافظ ابن جوزی پر تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قلت: للأخير شاهد، قال الطبراني في الأوسط: حدثنا محمد بن

---

[1] "لسان العرب" میں ہے: "تقول منه: ربعت الحمل إذا أدخلتها تحته وأخذت أنت بطرفها وصاحبك بطرفها الآخر ثم رفعته على البعير". (۱۰۲/۸، دار صادر۔بيروت).

[2] كتاب الموضوعات: ۲۰۷/۳، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية۔المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ..

[3] اللآلئ المصنوعة: ۳۳۷/۲، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

محمد التَمَّار، حدثنا محمد بن عقبة السَدُوْسِي، حدثنا علي بن أبي سارة، سمعت ثابتا البُنَانِي، يقول: سمعت أنس بن مالك، قال رسول الله: من حمل جوانب السرير الأربع كفر الله عنه أربعين كبيرة. علي بن أبي سارة ضعيف".

میں (سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اخیر (یعنی طریق ابو درداء رضی اللہ عنہ) کا شاہد موجود ہے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اوسط میں لکھتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے جنازے کو چاروں جانب سے اٹھایا (کندھا دیا) تو اللہ تعالی اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹادیں گے، (اس کی سند میں موجود) علی بن ابی سارہ ضعیف ہے۔

فائدہ: حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ابو درداء رضی اللہ عنہ پر تعاقب کرتے ہوئے طریق علی بن ابی سارہ کو پیش کرنا، روایت کو ضعفِ شدید سے نکالنے سے قاصر ہے، کیونکہ حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ابی سارہ کے طریق سے اس روایت کو منکر قرار دیا ہے، جیساکہ تفصیل گزر چکی ہے، نیز قطع نظر خاص اس روایت کے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ابی سارہ پر سخت جرح کی ہے، جیسے: "فیہ نظر، محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کردیا ہے، متروک الحدیث، متروک"۔

الحاصل مذکورہ روایت ان ائمہ کے اقوال کی روشنی میں کسی بھی طرح ضعفِ شدید سے خالی نہیں ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشریعة"[1] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وفي الواهيات من حديث ثوبان: من أخذ بجوانب السرير غفر له أربعون كبيرة، لكن في سنده سَوَّار بن مصعب".

"واہیات" [یعنی علل المتناہیہ] میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس نے جنازے کی چارپائی کو پکڑا (اٹھایا) تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، لیکن اس کی سند میں سوار بن مصعب ہے۔

واضح رہے کہ سوار بن مصعب کو علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔[2]

نوٹ: اس سند میں دو راویوں پر کلام ہوا ہے: (۱) ابراہیم بن عبد اللہ کوفی (۲) عبد اللہ بن قیس۔

سند میں موجود راوی ابراہیم بن عبد اللہ کوفی اور عبد اللہ بن قیس کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ماقبل میں روایت پر کلام کے تحت گزر چکا ہے، ان کے علاوہ دیگر ائمہ کا کلام ملاحظہ ہو:

---

[1] تنزيه الشريعة: الفصل الثاني: ۳٦٧/۲، رقم: ١٦، ت: عبدالوهاب عبداللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
[2] تنزيه الشريعة: ٦٦/١، رقم: ٧١، ت: عبدالوهاب عبداللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ”الضعفاء والمتروکين“[1] میں حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”مجهولان كذابان، لا يكتب حديثهما“. دونوں مجہول، جھوٹے ہیں، ان کی حدیث نہ لکھی جائے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”لسان الميزان“[2] میں حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”المغني“[3] میں لکھتے ہیں: ”إبراهيم بن عبد الله الكوفي عن عبد الله بن قيس مجهولان“. ابراہیم بن عبد اللہ کوفی عبد اللہ بن قیس سے روایت کرتا ہے، دونوں مجہول ہیں۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”ميزان الاعتدال“[4] میں عبد اللہ بن قیس کے بارے میں حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”كذاب“. جھوٹا ہے۔

روایت بطریق ابراہیم بن عبد اللہ کوفی کا حکم

آپ ما قبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بے اصل کہا ہے، نیز حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم اور عبد اللہ بن قیس کو مجہول، جھوٹا قرار دیا ہے، اور حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے یہ

[1] الضعفاء والمتروكين: ٤٠/١، رقم: ٨٣، ت: أبو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] لسان الميزان: ٣٠٢/١، رقم: ١٧٦،١٧٧، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشار الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] المغني في الضعفاء: ٥٢/١، رقم: ١٠٦، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[4] ميزان الاعتدال: ٤٧٣/٢، رقم: ٤٥١٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

روایت اس سند سے بھی شدید ضعیف ہے، اسے اس سند سے بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا خلاصہ

آپ سابقہ تحقیق میں ملاحظہ کر چکے ہیں کہ مذکورہ روایت کو حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے منکر، شدید ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے لایصح اور بے اصل کہا ہے، لہٰذا اس روایت کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ فقہاء کرام نے دیگر احادیث کی بناء پر جنازہ کو چاروں جانب سے اٹھانے کو سنت کہا ہے، نیز حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ میت کی اگلی داہنی جانب کو اپنے داہنے کندھے پر رکھے، پھر داہنی پچھلی جانب کو اپنے داہنے کندھے پر رکھے، پھر میت کی اگلی بائیں جانب کو اپنے اگلے بائیں کندھے پر رکھے، پھر بائیں پچھلی جانب کو اپنے بائیں کندھے پر رکھے۔ [1]

---

[1] نصب الراية: ٢٨٦/٢، ت: محمد عوامة، موسسة الريان ـ بيروت.

"فصل في حمل الجنازة: قوله: فإذا حمل الميت على سريره أخذوا بقوائمه الأربع، بذلك وردت السنة، قلت: أخرج ابن ماجه في "سننه"، عن عبيد بن نِسْطَاس، عن أبي عبيدة، عن أبيه عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، قال: من اتبع جنازة فليأخذ بجوانب السرير كلها، فإنه من السنة، إن شاء، فليتطوع، وإن شاء، فليدع، انتهى. ورواه أبو داود الطيالسي وابن أبي شيبة وعبد الرزاق في "مصنفيهما"، حدثنا شعبة، عن منصور بن المعتمر، عن عبيد بن نسطاس به، بلفظ: فليأخذ بجوانب السرير الأربعة، ومن طريق عبد الرزاق، رواه الطبراني في "معجمه".

روایت نمبر⑤

روایت: جب تم کسی شہر جاؤ تو وہاں کی پیاز کھاؤ،
بیماریاں تم سے دور کر دی جائیں گی۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

اس کے دو طریق ہیں: ① عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم ② ابو صالح خلف بن محمد۔

روایت بطریق عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم

علامہ ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عمر بن نصر شیبانی بزاز (المتوفی ۴۱۰ھ) کی "فوائد"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا خيثمة قال: حدثنا جعفر بن عنبسة، قال: حدثنا أحمد بن عمر البَجَلِي، قال: حدثنا محمد بن فضيل، عن عبد الرحمن بن زيد، عن أبيه زيد، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده قال: قال

ورواه محمد بن الحسن الشيباني رحمه الله في "كتاب الآثار"، أخبرنا أبو حنيفة رضي الله عنه، حدثنا منصور بن المعتمر به، قال: من السنة حمل الجنازة بجوانب السرير الأربعة، انتهى. قال محمد رحمه الله:وصفته أن يبدأ الرجل، فيضع يمين الميت المقدم على يمينه، ثم يضع يمين الميت المؤخر على يمينه، ثم يعود إلى المقدم الأيسر فيضعه على يساره، ثم يأتي المؤخر الأيسر فيضعه على يساره، وهذا قول أبي حنيفة رضي الله عنه، انتهى.
وروى ابن أبي شيبة. وعبد الرزاق في "مصنفيهما" حدثنا هشيم، عن ابن عطاء، عن علي الأزدي، قال: رأيت ابن عمر رضي الله عنهما في جنازة، فحمل بجوانب السرير الأربع، مختصر. وروى عبد الرزاق: أخبرني الثوري، عن عباد بن منصور، أخبرني أبو المهزم، عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: من حمل الجنازة بجوانبها الأربع، فقد قضى الذي عليه، انتهى".

[1] فوائد ابن نصر:٧٦،رقم:٦٣،ت:أبو عبدالله حمزة الجزائری،دار النصيحة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا دخلتم بلادا فكلوا بصلها، يطرد عنكم وباءها".

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب تم کسی شہر میں جاؤ تو وہاں کی پیاز کھاؤ، بیماریاں تم سے دور کر دی جائیں گی۔

یہی روایت حافظ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۷۸ھ) نے "الآثار المروية في الأطعمة السرية والآلات العطرية"[1] میں تخریج کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی جعفر بن عنبسہ پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

سند میں موجود راوی عبد الرحمن بن زید بن اسلم (المتوفی ۱۸۲ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

اہم تنبیہ: واضح رہے کہ عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے حالات میں بعض اقوال کے تحت حدیثِ لولاک کا ذکر ضمناً آئے گا۔

عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے بارے میں حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا کلام "الجرح والتعديل"[2] میں نقل کرتے ہیں: "عبد الرحمن بن زيد بن أسلم ليس حديثه بشيء، ضعيف". اس کی حدیث "لیس بشیء" ہے، وہ ضعیف ہے۔

حافظ عبد اللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ عبد الرحمن کے بارے میں فرماتے ہیں: "كان

---

[1] الآثار المروية في الأطعمة السرية: ٢٦٥، رقم: ٩٥، ت: أبو عمار محمد ياسر الشعيري، أضواء السلف - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٥ / ٢٣٣، رقم: ١١٠٧، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

أبي يضعف عبد الرحمن بن زيد بن أسلم..."[1]. میرے والد (امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ) عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم کی تضعیف کیا کرتے تھے ..."۔

مذکورہ بالا ائمہ کے کلام پر حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اکتفاء کیا ہے۔[2]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[3] میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے متعلق حافظ علی ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف نقل کرتے ہیں: "ضعفه علي جدا". علی ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شدید تضعیف کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الأوسط"[4] میں بھی یہی کلام نقل کیا ہے۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث"[5].

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل" میں لکھتے ہیں: "سألت أبي عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، فقال: ليس بقوي الحديث، كان في نفسه صالحا، وفي الحديث واهيا، ضعفه علي ابن المديني جدا"[6].

میں نے اپنے والد (ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ) سے عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے

---

[1] العلل ومعرفة الرجال:۳/ ۲۷۱،رقم :۵۲۰۳،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ۱٤۲۲ھـ.

[2] كتاب الضعفاءالكبير:۲/ ۳۳۱،رقم :۹۲٦،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۸ھـ.

[3] التاريخ الكبير:۵/ ۲۸٤،رقم:۹۲۲،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ۱٤۰۷ھـ.

[4] التاريخ الأوسط:۲۰۹،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٦ھـ.

[5] الجرح والتعديل:۵ / ۲۳٤،رقم:۱۱۰۷،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲ھـ.

[6] الجرح والتعديل:۵ / ۲۳۳،رقم:۱۱۰۷،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲ھـ.

بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا: وہ حدیث میں قوی نہیں ہے، فی نفسہ صالح ہے، لیکن حدیث میں واہی ہے (جرح)، علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شدید تضعیف کی ہے۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حديثه عند أهل العلم بالحديث في النهاية من الضعف"[۱]۔ اہل علم کے نزدیک ان کی روایات ضعف کے انتہائی درجہ پر ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن"[۲] اور "العلل الكبير"[۳] میں فرماتے ہیں:
"عبد الرحمن بن زيد بن أسلم ضعيف في الحديث، ضعفه أحمد بن حنبل وعلي بن المديني وغيرهما من أهل الحديث، وهو كثير الغلط".

عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم حدیث میں ضعیف ہے، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علماء حدیث نے ان کی تضعیف کی ہے، اور یہ کثیر الغلط ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكين"[۴] میں عبد الرحمن بن زید

---

[۱] تهذيب التهذيب: ۲/ ۵۰۸، ت: إبراهيم الزيبق وعادل مرشد، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱٦ هـ۔

[۲] سنن الترمذي: ۳/ ۱۷، رقم: ٦۳۲، ت: محمد فؤاد عبد الباقي، مطبعة مصطفى البابي ـ القاهرة، الطبعة الثانية ۱۳۸۸ هـ.

[۳] علل الترمذي الكبير: ماجاء الرجل ينام عن الوتر، ص: ۸٤، رقم: ۱۳۵، السيد صبيحي السامرائي وغيره، عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۹ هـ.

[۴] الضعفاء والمتروكين: ۱/ ۱۵۸، رقم: ۳۷۷، ت: بوران الضناوي و كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۵ هـ.

بن اسلم کے متعلق فرماتے ہیں: "ضعیف". یہ ضعیف ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے بارے میں کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "كان ممن يقلب الأخبار وهو لا يعلم، حتى كثر ذلك في روايته من رفع المراسيل وإسناد الموقوف فاستحق الترك".

وہ ان لوگوں میں سے تھا جو انجانے میں روایات کو خلط ملط کر دیا کرتے تھے، حتی کہ ان کی روایات میں کثیر تعداد میں مراسیل کو مرفوع اور موقوف کو مسند کر دیا گیا ہے، چنانچہ یہ اس کا مستحق ہے کہ اسے متروک قرار دیا جائے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[2] میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے بارے میں سابقہ ذکر کردہ ائمہ کرام کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[3] میں عبد الرحمٰن بن زید کے متعلق فرماتے ہیں: "عبد الرحمن بن زيد ليس هو ممن يحتج أهل التثبيت بحديثه، لسوء حفظه للأسانيد، و هو رجل صناعته العبادة و التقشف و الموعظة و الزهد، ليس من أحلاس الحديث الذي يحفظ الأسانيد".

---

[1] المجروحين: ۲/ ۵۷، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲ هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين: ۲/ ۹۵، رقم: ۱۸۷۱، ت: أبو الفداء عبدالله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦ هـ.

[3] صحيح ابن خزيمة: ۳/ ۲۳۳، رقم: ۱۹۷۲، ت: محمد مصطفى الأعظمي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰۰ هـ.

عبد الرحمٰن بن زید ان لوگوں میں سے نہیں ہے، جن کی روایات سے اہل علم میں پختہ کار لوگ استدلال کریں، کیونکہ وہ اسانید کو یاد رکھنے کے سلسلے میں سوء حفظ کا شکار ہے، عبادت، ادنی حالت پر کفایت، نصیحت اور زہد ان کا مشغلہ ہے، وہ حدیث کا مستقل مشغلہ رکھنے والوں میں سے نہیں ہے جو سندوں کو یاد رکھتے ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت لولاک کو "صحيح الإسناد" قرار دیا ہے (جس کی تفصیل حصہ دوم میں گزری ہے)، لیکن آپ ہی نے روایت لولاک کی سند میں موجود عبد الرحمن بن زید بن اسلم (جو اس روایت کو اپنے والد سے نقل کر رہا ہے) کے بارے میں "المدخل"[1] میں لکھتے ہیں:

"روى عن أبيه أحاديث موضوعة، لا يخفى على من تأملها من أهل الصنعة أن الحمل فيها عليه". یہ اپنے والد کے انتساب سے موضوع احادیث روایت کرتا تھا، اہل فن میں سے غور کرنے والے پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ان من گھڑت روایات کی ذمہ داری عبد الرحمن بن زید بن اسلم پر ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة" کے مقدمہ میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔[2]

حافظ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (تاج الدین سبکی کے والد، المتوفی ۷۵۶ھ)

---

[1] المدخل إلى الصحيح:ص:١٥٤،رقم:٩٧،ت:ربيع هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] تنزيه الشريعة:١/ ٧٨،رقم:١٤٤،ت:عبد الوهاب وعبد الله الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

نے "شفاء السقام"[1] میں بسندِ حاکم عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے منقول روایتِ لولاک نقل کر کے لکھا ہے:

"ونحن نقول: قد اعتمدنا في تصحيحه على الحاكم، وأيضا عبد الرحمن بن زيد بن أسلم لا يبلغ في الضعف إلى الحد الذي ادعاه".
ہم نے اس روایت کو صحیح قرار دینے میں حاکم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتماد کیا ہے، اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم اتنے ضعیف نہیں، جتنا کہ مدعی کا دعوی ہے۔

واضح رہے کہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ "مستدرک" میں اس روایت لولاک کو "صحیح الاسناد" کہا ہے، لیکن امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ یہ اپنے والد کے انتساب سے موضوع احادیث روایت کرتا تھا، اس لئے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے اعتماد پر روایتِ لولاک کو صحیح کہنا محل نظر ہے، یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن عبد الهادی رحمۃ اللہ علیہ نے "الصارم المنكي"[2] میں حافظ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے

---

[1] شفاء السقام في زيارة خير الأنام:ص:٣٥٨،ت:حسين محمد علي شكوي،لم أجد المطبع،الطبعة ١٤٢٧هـ.

[2] الصارم المنكي:ص:٣٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

علامہ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

"وإني لأتعجب منه كيف قلد الحاكم فيما صححه من حديث عبد الرحمن بن زيد بن أسلم الذي رواه في التوسل، وفيه قول الله لآدم: لولا محمد ما خلقتك مع أنه حديث غير صحيح ولا ثابت، بل هو حديث ضعيف الإسناد جدا، وقد حكم عليه بعض الأئمة بالوضع، وليس إسناده من الحاكم إلى عبد الرحمن بن زيد بصحيح، بل هو مفتعل على عبد الرحمن كما سنبينه، ولو كان صحيحا إلى عبد الرحمن لكان ضعيفا غير محتج به، لأن عبد الرحمن في طريقه.

وقد أخطأ الحاكم في تصحيحه وتناقض تناقضا فاحشا كما عرف له ذلك في مواضع، فإنه قال في كتاب الضعفاء بعد أن ذكر عبد الرحمن منهم، وقال:ما حكيته عنه فيما تقدم أنه روى عن أبيه أحاديث موضوعة، لا يخفى على من تأملها من أهل الصنعة أن الحمل فيها عليه. قال في آخر هذا الكتاب: فهؤلاء الذين قدمت ذكرهم قد ظهر عندي جرحهم لأن الجرح لا يثبت إلا ببينة، فهم الذين أبين جرحهم لمن طالبني به، فإن

قول کی تردید کی ہے، اور اس سند سے بھی روایتِ لولاک کو شدید ضعیف کہا ہے، مزید تفصیل جاننے کے لئے کتاب غیر معتبر روایات حصہ دوم (ص:۱۱۷) ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "كتاب الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "عبد الرحمن بن زيد بن أسلم حدث عن أبيه، لا شيء". عبد الرحمن بن زید بن اسلم اپنے والد سے روایت نقل کرتا ہے اور یہ "لا شیء" ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ ہی یہ بھی فرماتے ہیں: "روى عن أبيه أحاديث موضوعة"[2]. یہ اپنے والد کے انتساب سے من گھڑت روایت بیان کرتا تھا۔

واضح رہے کہ عبد الرحمن بن زید نے مذکورہ روایت اپنے والد زید بن اسلم سے نقل کی ہے۔

الجرح لا أستحله تقليدا، والذي أختاره لطالب هذا الشأن أن لا يكتب حديث واحد من هؤلاء الذين سميتهم، فالراوي لحديثهم دخل في قوله صلى الله عليه وسلم: من حدث بحديث وهو يرى أنه كذب، فهو أحد الكذابين.

هذا كله كلام أبي عبد الله صاحب المستدرك، وهو متضمن أن عبد الرحمن بن زيد قد ظهر له جرحه بالدليل، وأن الراوي لحديثه داخل في قوله صلى الله عليه وسلم: من حدث بحديث وهو يرى أنه كذب فهو أحد الكاذبين. ثم أنه رحمه الله لما جمع المستدرك على الشيخين ذكر فيه من الأحاديث الضعيفة والمنكرة بل والموضوعة جملة كثيرة، وروى فيه لجماعة من المجروحين الذين ذكرهم في كتابه في الضعفاء، وذكر أنه تبين له جرحهم، وقد أنكر عليه غير واحد من الأئمة هذا الفعل، وذكر بعضهم أنه حصل له تغير وغفلة في آخر عمره، فذلك وقع منه ما وقع، وليس ذلك ببعيد، ومن جملة ما خرجه في المستدرك حديث لعبد الرحمن بن زيد بن أسلم في التوسل، قال بعد روايته: هذا حديث صحيح الإسناد، وهو أول حديث ذكرته لعبد الرحمن بن زيد بن أسلم في هذا الكتاب. فانظر إلى ما وقع للحاكم في هذا الموضوع من الخطأ العظيم والناقض الفاحش".

[1] كتاب الضعفاء: ١/ ١٠٢، رقم: ١٢٢، ت: فاروق حمادة، دار الثقافة ـ قاهره، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[2] تهذيب التهذيب: ٢/ ٥٠٨، ت: إبراهيم الزيبق وعادل مرشد، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل في الضعفاء"[1] میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے ترجمہ میں ان سے منقول بعض روایت نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: "عبد الرحمن بن زيد بن أسلم له أحاديث حسان، وقد روى عنه كما ذكرت يونس بن عبيد وسفيان بن عيينة حديثين، وروى معتمر عن آخر عنه، وهو ممن احتمله الناس، وصدقه بعضهم، وهو ممن يكتب حديثه".

عبد الرحمٰن سے حسن درجے کی روایات بھی منقول ہیں، اور جیساکہ میں نے ذکر کیا ہے کہ ان سے یونس بن عبید اور سفیان بن عیینہ نے دو روایتیں نقل کی ہیں، اور معتمر ان سے ایک واسطہ سے روایت نقل کرتے ہیں، عبد الرحمن ایسے لوگوں میں سے ہیں جن سے محدثین رویات کا تحمل کرتے ہیں، بعض لوگوں نے ان کی توثیق بھی کی ہے، فی الجملہ وہ ایسے راویوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی روایات کو لکھا جاتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "معرفة السنن"[2] میں عبد الرحمن بن زید سے مروی روایت ذکر کرنے کے بعد عبد الرحمن کے بارے میں فرماتے ہیں: "...أن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم ضعيف في الحديث، لا يحتج بما ينفرد به".
... عبد الرحمن بن زید حدیث میں ضعیف ہے، جس روایت میں یہ متفرد ہوں اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

---

[1] الكامل: ٤/ ٢٧٣، ت: يحيى مختار غزاوي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.
[2] معرفة السنن والآثار: ٦/ ٢٦٣، رقم: ٨٦٧٦، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار قتيبة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الکاشف"[1] میں فرماتے ہیں: "ضعفوه". اور "ديوان الضعفاء"[2] میں فرماتے ہیں: "ضعفه أحمد بن حنبل، والدار قطني. ت، ق". احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ یہ ترمذی وابن ماجہ کے راویوں میں سے ہے۔

واضح رہے کہ علامہ برہان الدین سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکاشف" کے حاشیہ میں عبد الرحمن بن زید سے منقول "ترمذی" میں جو روایت ہے اسے ذکر کیا اور اس کے بعد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[3] میں فرماتے ہیں: "ضعيف من الثامنة". یہ ضعیف ہے اور آٹھویں طبقہ کا راوی ہے۔

محمد بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ "معرفة التذكرة"[4] میں فرماتے ہیں: "هو ليس بشيء".

اہم نوٹ: ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے بابِ فضائل میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

---

[1] الكاشف: ٦٢٨/١، رقم: ٣١٩٦، ت: محمد عوامة، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة، الطبعة ١٤١٣هـ.

[2] ديوان الضعفاء: ص: ٢٤٢، رقم: ٢٤٤٦، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[3] تقريب التهذيب: ص: ٣٤٠، رقم: ٣٨٦٥، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[4] معرفة التذكرة: ص: ٢٦، مير محمد كتب خانه ـ كراتشي.

روایت بطریق عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم کا حکم

سند میں موجود عبد الرحمن بن زید بن اسلم کے بارے میں ائمہ کے اقوال آپ کے سامنے آچکے ہیں، چنانچہ اس خاص تناظر میں کہ اس روایت کے نقل کرنے میں کسی قابل تحمل راوی نے ان کی متابعت نہیں کی ہے، اس لئے یہ روایت اس سند سے آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

(۲) روایت بطریق ابو صالح خلف بن محمد

حافظ ابو العباس مستغفری رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الطب"[۱] میں تخریج کرتے ہیں:

"أبو عبد الله محمد بن أحمد بن سليمان إجازة، يذكر أن خلف بن محمد حدثهم، قال: ح سهل بن شاذوية، قال: حدثنا سعد بن يعقوب أبو سعيد الطراويسي، قال: ح عيسى بن موسى، قال: ح مُخَلَّد بن عمر[كذا في الأصل]، عن الصَلْت بن بَهْرَام، عن الحسن، عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا دخلتم بلدا وبيتا فخفتم وباءها، فعليكم ببصلها، فإنه يجلي البصر، وينقي الشعر، ويزيد في ماء الصلب، ويزيد في الخطى، ويذهب بالحمى".

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جب تم کسی شہر اور گھر میں داخل ہو اور تمھیں وہاں کی بیماری لگنے کا خوف ہو تو تم پیاز کو استعمال کرو، اس لئے کہ وہ نگاہ تیز کرتا ہے، بال کو صاف کرتا ہے، پیٹھ کے پانی کو بڑھاتا ہے، چلنے میں دو قدموں کے درمیانی فاصلے کو بڑھاتا ہے، اور بخار کو زائل کرتا ہے۔

---

[۱] كتاب الطب للمستغفري (مخطوط) :ص:١٦٠،باب ما جاء في البصل ومنافعه.

ذیل میں سند میں موجود تین راوی خلف بن محمد، عیسی بن موسی اور مخلد بن عمر کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال نقل کئے جائیں گے:

ابوصالح خلف بن محمد بن اسماعیل خیّام بخاری (متوفی ۳۶۱ھ) کے بارے میں ائمہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں لکھتے ہیں: "قال أبو يعلى الخليلي: خلط، وهو ضعيف جدا، روى متونا لا تعرف". ابویعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اسے اختلاط ہو گیا تھا، یہ شدید ضعیف راوی ہے، غیر معروف متون نقل کرتا ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابویعلی خلیلی عن حاکم کے طریق سے خلف بن محمد کی روایت: "نهي عن المواقعة قبل الملاعبة" نقل کی، پھر ابویعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"فسمعت الحاكم عقيبه يقول: خذل خلف بهذا وبغيره، وسمعت الحاكم وابن أبي زرعة يقولان: كتبنا عنه الكثير، ونبرأ من عهدته، وإنما كتبنا عنه للاعتبار".

میں نے اس حدیث کے بعد حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلف کو یہ اور اس جیسی روایت کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے، نیز میں نے حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا کہ ہم نے اس سے بہت کچھ لکھا ہے، تاہم اس سے ہم بری الذمہ ہیں، اور ہم نے اس کی حدیثیں صرف "اعتبار" کے لئے لکھی ہیں۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٦٦٢/١، رقم: ٢٥٤٨، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة۔ بيروت.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشریعة"[1] میں لکھتے ہیں: "اتهمه ابن الجوزي بوضع حديث". ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے خلف بن محمد کو حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو احمد عیسیٰ بن موسیٰ غُنجار بخاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۶ھ) کے بارے ائمہ رجال کے اقوال

حافظ بن حبان رحمۃ اللہ علیہ "ثقات"[2] میں فرماتے ہیں:

"ربما خالف، اعتبرت حديثه بحديث الثقات، وروايته عن الأثبات مع رواية الثقات، فلم أر فيما يروي عن المتقنين شيئا يوجب تركه إذا بين السماع في خبره، لأنه كان يدلس عن الثقات ما سمع من الضعفاء عنهم، وترك الاحتجاج بما يروي عن الثقات إذا بين السماع عنهم، وأما ما روى عن المجاهيل والضعفاء والمتروكين، فإن تلك الأخبار كلها تلزق بأولئك دونه، لا يجوز الاحتجاج بشيء منها".

بعض اوقات وہ دوسروں کی روایت میں مخالفت بھی کرتا ہے، میں نے اس کی حدیثوں کا ثقہ لوگوں کی حدیثوں کے ساتھ "اعتبار" کیا، نیز اس کی ثبت لوگوں سے منقول روایات کا ثقہ لوگوں کی روایات کے ساتھ "اعتبار" کیا تو میں نے اس کی متقن لوگوں سے نقل کردہ روایات میں کوئی ایسی چیز نہ پائی جو ترک کا موجب ہو، بشرطیکہ عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنی خبر میں سماعت کی وضاحت کر دی ہو، وجہ اس

---

[1] تنزيه الشريعة المرفوعة: ۵۸/۱، رقم: ۲۸، ت: عبد الله بن محمد الغماري، دار الكتب العلمية۔بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۹ھ۔

[2] الثقات: ۸/ ۴۹۲، دائرة المعارف العثمانية ۔حيدر آباد دكن ۔هند، الطبعة الأولى ۱۳۹۳ھ۔

کی یہ ہے کہ عیسی بن موسی نے جو روایات ضعفاء سے سنی ہیں وہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے ان روایات میں تدلیس کرلیتا ہے، نیز دورانِ اعتبار مجھے کوئی ایسی بات معلوم نہ ہو سکی کہ اس کی ثقہ لوگوں سے منقول روایات سے احتجاج نہیں کرنا چاہیے، بشرطیکہ عیسی بن موسی نے ان ثقہ لوگوں سے سماعت کی وضاحت کی ہو، تاہم عیسی بن موسی کی وہ روایات جو مجہول، ضعیف اور متروک راویوں سے منقول ہیں، یہ تمام تر روایات عیسی بن موسی سے پہلے لوگوں سے چسپاں ہیں، ان میں سے کسی بھی روایت سے احتجاج جائز نہیں ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا شيء"[1]۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهو ثقة، ولم يؤخذ عليه إلا كثرة روايته عن الكذابين، أخرجه البخاري"[2]۔ یہ ثقہ راوی ہے، ان کا مؤاخذہ صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ وہ کثرت سے کذابین سے روایت کرتا ہے، بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی حدیث تخریج کی ہے، [یعنی تعلیقًا ازراقم الحروف]۔

حافظ ابویعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[3] میں لکھتے ہیں: "زاهد، لكنه ربما يروي عن الضعفاء أحاديث"۔ یہ زاہد ہے، البتہ بسا اوقات ضعیف راویوں سے احادیث روایت کر دیتا ہے۔

---

[1] سؤالات السلمي للدارقطني:٢٠٦،رقم:٢٠٧،ت:سعد بن عبدالله الحميد و خالد بن عبدالرحمن الجريسى، مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[2] سؤالات مسعود بن علي السجزي:٢٠٦،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[3] الإرشاد في معرفة علماء الحديث:١/ ٢٧٨،رقم:١٢٨،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

حافظ مسلمہ بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ "الصلة"[1] میں تحریر فرماتے ہیں: "كان ثقة جليلا، مشهورا بخراسان". یہ جلیل القدر ثقہ ہے، خراسان میں مشہور تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[2] میں تحریر فرماتے ہیں: "صدوق، لكنه روى عن مائة مجهول". یہ صدوق ہے، لیکن اس نے [تقریبا] سو مجہول راویوں سے روایت کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "التقریب"[3] میں لکھتے ہیں: "صدوق، ربما أخطأ، وربما دلس، مكثر من التحديث عن المتروكين، من الثامنة". یہ صدوق ہے، بسا اوقات خطا بھی کرتا ہے، بعض اوقات تدلیس بھی کرتا ہے، متروک راویوں سے کثرت سے حدیث نقل کرتا ہے، ان کا تعلق آٹھویں طبقہ سے ہے۔

فائدہ: اکثر ائمہ کرام کی تصریح کے مطابق عیسی بن موسی غُنجار اگرچہ صدوق یا ثقہ ہے، تاہم وہ ضعیف، متروک، مجہول راویوں سے بھی روایات کرتا ہے، ان روایات کی وجہ سے عیسی بن موسی غُنجار پر بھی مؤاخذہ ہوا ہے، اور ہماری زیر بحث روایت میں بھی وہ مخلد بن عمر سے روایت کر رہے ہیں، جن کا ترجمہ ہمیں تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا ہے، واللہ اعلم۔

مخلد بن عمر

سند میں موجود مخلد بن عمر بغالب گمان مخلد بن عمرو بخاری قاضی ہے،

---

[1] انظر تهذيب التهذيب: ٢٣٤/٨، رقم: ٤٣٣، مطبعة دائرة المعارف النظامية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٣٢٦هـ.

[2] الكاشف: ١١٣/٢، رقم: ٤٤٠١، ت: محمد عوامة و أحمد محمد نمر الخطيب، دار القبلة للثقافة الإسلامية – جدة، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] تقريب التهذيب: ٤٤١، رقم: ٥٣٣١، ت: محمد عوامة، دار الرشد – سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

لیکن ان کا ترجمہ ہمیں کتبِ رجال میں تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا۔

روایت بطریق ابو صالح خلف بن محمد کا حکم

اس روایت کی سند میں ابو صالح خلف بن محمد خیّام بخاری کی موجودگی و تفرد کی سے یہ روایت اس سند سے بھی شدید ضعیف ہے، لہذا اس سند سے زیر بحث روایت کو آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا حکم

آپ تفصیل میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ زیر بحث روایت دونوں سندوں سے شدید ضعیف ہے، اس لئے اسے آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر⑥

روایت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک عورت کا زنا، پھر ولدِ زنا کے قتل کا اقرار کرنا، بالآخر اس کی توبہ کا قبول ہونا۔

حکم: یہ منکر روایت ہے، اسے محدثین کی ایک جماعت نے من گھڑت تک کہا ہے، بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

امام ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع البیان"[1] میں اسے ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

"حدثني عبد الكريم بن عمير، قال: ثنا إبراهيم بن المنذر، قال: ثنا عيسى بن شعيب بن ثوبان مولى لبني الدِيْل من أهل المدينة، عن فُلَيْح الشَمَّاس، عن عبيد بن أبي عبيد، عن أبي هريرة قال: صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم العتمة، ثم انصرفت، فإذا امرأة عند بابي، ثم سلمت ففتحت ودخلت، فبينا أنا في مسجدي أصلي، إذ نقرت الباب، فأذنت لها، فدخلت، فقالت: إني جئتك أسألك عن عمل عملت، هل لي من توبة؟ فقالت: إني زنيت وولدت، فقتلته، فقلت: لا، ولا نُعَمَة العين ولا كرامة، فقامت وهي تدعو بالحسرة، وتقول: يا حسرتاه! أخُلِق هذا الحسن للنار؟ قال: ثم صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الصبح من تلك الليلة، ثم جلسنا ننتظر الإذن

[1] جامع البيان: ٥١٠/١٧، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ

عليه، فأذن لنا، فدخلنا، ثم خرج من كان معي، وتخلفت.

فقال: ما لك يا أبا هريرة! ألك حاجة؟ فقلت له: يا رسول الله! صليت معك البارحة، ثم انصرفت، وقصصت عليه ما قالت المرأة، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ما قلت لها؟ قال: قلت لها: لا والله، ولا نُعْمَةَ العين ولا كرامة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بئس ما قلت، أما كنت تقرأ هذه الآية: والذين لا يدعون مع الله إلها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله إلا بالحق (الآية) إلا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا (الآية).

فقال أبو هريرة: فخرجت، فلم أترك بالمدينة حصنا ولا دارا إلا وقفت عليها، فقلت: إن تكن فيكم المرأة التي جاءت أبا هريرة الليلة، فلتأتني ولتبشر، فلما صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم العشاء، فإذا هي عند بابي، فقلت: أبشري، فإني دخلت على النبي، فذكرت له ما قلت لي، وما قلت لك، فقال: بئس ما قلت لها، أما كنت تقرأ هذه الآية؟ فقرأتها عليها، فخرت ساجدة، فقالت: الحمد لله الذي جعل مخرجا وتوبة مما عملت، إن هذه الجارية وابنها حران لوجه الله، وإني قد تبت مما عملت".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، پھر میں نماز سے فارغ ہو کر گھر لوٹا تو دیکھا کہ ایک عورت دروازے پر کھڑی ہے، میں نے سلام کیا، دروازہ کھولا اور گھر میں داخل ہو گیا، میں گھر کی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس عورت نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے

اسے اندر آنے کی اجازت دی، وہ اندر آئی اور کہنے لگی میں آپ کے پاس آئی ہوں، آپ سے ایک کام کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں جو مجھ سے سرزد ہو گیا، کیا میرے لئے بخشش ہو سکتی ہے؟

پھر کہنے لگی کہ میں نے زنا کیا تھا جس سے ایک بچہ پیدا ہوا، اسے میں نے قتل کر دیا تھا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا کہ کوئی توبہ نہیں ہے، آنکھ ٹھنڈی نہ ہو اور نہ ہی کوئی اکرام ہو، وہ عورت کھڑی ہوئی اور حسرت سے پکارنے لگی، ہائے افسوس! کیا یہ حسن صرف آگ کے لئے پیدا کیا گیا ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس رات کی صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہم آپ کی اجازت کا انتظار کرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اجازت دی، ہم اندر داخل ہوئے، پھر وہ لوگ جو میرے ساتھ تھے وہ چلے گئے، میں ٹھہرا رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کوئی کام ہے؟

میں نے کہا یارسول اللہ! کل رات کی نماز میں نے آپ کے ساتھ پڑھی تھی، پھر جب میں چلا گیا، اس کے بعد میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عورت کا پورا قصہ بیان کر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اسے جواب میں کیا کہا؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ آنکھ ٹھنڈی نہ ہو اور نہ ہی کوئی اکرام ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے بہت بری بات کہی، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی: ”اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے، اور جس شخص کو اللہ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے، ہاں مگر حق پر، مگر جو توبہ کرے ایمان لے آئے اور نیک کام کرتا رہے“۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے نکلا، اور میں نے مدینہ کا کوئی محفوظ مقام، کوئی گھر نہیں چھوڑا جہاں جاکر میں نے یہ نہ کہا ہو، اگر تم میں وہ عورت موجود ہے جو رات ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تھی، تو وہ میرے پاس آئے اس کے لئے ایک خوشخبری ہے، پھر جب میں نے دوبارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو وہ میرے دروازے پر کھڑی تھی، میں نے کہا کہ تمہارے لئے بشارت ہے، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور جو کچھ تم نے مجھے کہا تھا اور میں نے تمہیں کہا تھا، وہ سب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس سے بہت بری بات کہی، کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی، میں نے اس کے سامنے وہ آیات پڑھیں، تو وہ سجدہ میں گر پڑی، اور کہا تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے بچنے کا راستہ بنا دیا، اور میرے فعل کی توبہ قبول کرلی، بے شک یہ عورت اور اس کا بچہ اللہ کے لئے آزاد ہیں، میں نے اپنے کئے سے توبہ کرلی ہے۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الکبیر"[1] میں، حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[2] میں، اور حافظ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر"[3] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود ابراہیم بن منذر پر مشترک ہو جاتی ہیں،

[1] الضعفاء الكبير:٣/ ٣٨٠،رقم:١٤١٧،ت:الدكتورعبد المعطي أمين قلعجي،دارالكتب العلمة – بيروت،الطبعة الأولى هـ.

[2] تفسير القرآن العظيم مسندا:٨/ ٢٧٣٥،رقم:١٥٤٤٣،ت:أسعدمحمد طيب،مكتبةنزار مصطفى الباز – السعودية،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

[3] انظر تهذيب التهذيب:٨/ ٢١٤،مجلس دائرة المعارف النظامية ـ حيدر آباد دكن،الطبعة ١٣٢٦ هـ.

نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[1] میں اسے حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کیا ہے۔

اہم نوٹ: علامہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "تنبیہ الغافلین"[2] میں یہ روایت اس سند سے نقل کی ہے:

"حدثنا أبي رحمه الله تعالى، حدثنا أبو الحسين الفَرَّاء، عن أبي بكر، بإسناده عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: خرجت ذات ليلة بعدما صليت العشاء الآخرة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا أنا بامرأة منتقبة قائمة على الطريق.......".

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات کا ذکر ہے جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوا، دیکھا کہ ایک عورت نقاب کئے ہوئے راستے میں کھڑی ہے۔۔۔"۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الکبیر"[3] میں سند میں موجود عیسی بن شعیب بن ثوبان کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

---

[1] الموضوعات:۳/ ۱۲۰،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ مدينه منوره،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[2] تنبيه الغافلين:۱۱۷،رقم:۱۳۳،ت:يوسف علي بديوي،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثالثة ۱٤۲۱هـ

[3] الضعفاء الكبير:۳/۳۸۰،رقم:۱٤۱۷،ت:الدكتور عبد المعطي أمين قلعجي،دارالكتب العلمة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

"عيسى بن شعيب بن ثوبان مديني عن فُلَيْح، لا يتابع على حديثه هذا، وعبيد بن أبي عبيد مجهول". **عیسی بن شعیب بن ثوبان مدنی، فُلَیح سے روایت کرتے ہیں، ان کی اس حدیث میں متابعت نہیں کی جاتی، اور سند میں موجود عبید بن ابی عبید مجہول ہے۔**

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے عیسی بن شعیب کی یہی روایت تخریج کی ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

آپ رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں لکھتے ہیں:

"هذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال العقيلي: عيسى بن شعيب عن فُلَيْح لا يتابع على حديثه هذا، وعبيد بن أبي عبيد مجهول، وقال ابن حبان: عيسى متروك".

یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرکے بیان کرنا درست نہیں ہے، عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں عیسی بن شعیب، فُلَیح سے روایت کرتے ہیں، ان کی اس روایت پر کسی نے متابعت نہیں کی، اور سند میں موجود عبید بن ابی عبید مجہول ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عیسی متروک ہے۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے عیسی کو متروک کہا ہے، حالانکہ عنقریب آئے گا کہ عیسی بن شعیب بن ثوبان کو حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "ثقات" میں ذکر کیا ہے، البتہ ایک

[1] الموضوعات:۳/ ۱۲۱،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ۔ مدينه منوره،الطبعة الأولى ۱۹٦۸ھ۔

دوسرے راوی عیسی بن شعیب بصری کے بارے میں کہاکہ وہ ترک کا مستحق ہے، ممکن ہے کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی رواۃ کو عیسی بن شعیب بن ثوبان سمجھ کر ان کے بارے میں حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جرح نقل کر دی ہو، واللہ اعلم۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیاہے،اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "تلخیص"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے۔

علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[3] علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کر کے ان پر تعاقب بھی کیاہے، لیکن بالآخر روایت کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کر لیاہے، یعنی یہ خبر من گھڑت ہے۔

---

[1] اللالئ المصنوعة:٢٥٨/٢،ت:صلاح بن محمد،دار الكتب العلمة۔بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

[2] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٢٩٥،رقم:٨٠٥،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[3] تنزيه الشريعة:٩٤/١،رقم:٣٧٦،ت:عبد الوهاب،عبد اللطيف وعبد الله الصديق الغماري،دار الكتب العلمية – بيروت،الطبعة الثانية ١٤٥١هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

"(عق) ولا يصح انفرد به عيسى بن شعيب بن ثوبان وهو ضعيف، وفيه عبيد بن أبي عبيد مجهول (قلت) ليس في هذا ما يقتضي الحكم على الحديث بالوضع، وعيسى قال فيه الحافظ ابن حجر في التقريب:فيه لين. واصطلاح الحافظ في التقريب أن يعبر بهذه العبارة فيمن ليس له من الحديث إلا القليل، ولم يثبت فيه ما يترك حديثه من أجله، ولم يتابع على حديثه، وعبيد بن أبي عبيد، ذكر الحافظ في لسان الميزان أنه روى عنه عاصم ابن عبيد الله،والراوي عنه في هذا الخبر فليح، فقد زالت جهالة عينه وبقيت جهالة حاله فيكون مستورا، لكن الذهبي صرح في الميزان بأن الخبر موضوع والله تعالى أعلم".

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[1] میں عیسی بن شعیب کو "لا یعرف" کہنے کے بعد یہ روایت نقل کی، پھر فرماتے ہیں: "وهذا خبر موضوع". یہ من گھڑت خبر ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے "تاریخ الإسلام"[2] میں عیسی بن شعیب کے ترجمہ میں اس روایت کو "خبر منكر" کے الفاظ سے بھی نقل کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "تهذيب التهذيب"[3] میں "ميزان الاعتدال" میں موجود حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول یعنی یہ خبر من گھڑت ہے، پر اکتفاء کیا ہے۔

سند میں موجود راوی عیسی بن شعیب بن ثوبان دِیلی مدینی کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[4] اور حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے "الجرح والتعديل"[5] میں عیسی بن شعیب کا ترجمہ قائم کر کے سکوت کیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے عیسی بن شعیب کو "الثقات"[6] میں ذکر کیا ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال:٣/ ٣١٤،رقم:٦٥٧٢،ت:علي محمدالبجاوي،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٦٣هـ.

[2] تاريخ الإسلام:١١٧٨/٤،رقم:٢٣٤،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت .

[3] تهذيب التهذيب:١٩٩/٥،رقم:٦٢٥٧،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[4] التاريخ الكبير:٣٨٧/٦،رقم:٢٧٢٨،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[5] الجرح والتعديل:٢٧٨/٦،رقم:١٥٤٥،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[6] الثقات:٤٩٢/٨،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعةالأولى ١٣٩٣هـ.

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام گزر چکا ہے، یعنی: "لا يتابع على حديثه هذا"[1]. ان کی اس حدیث میں متابعت نہیں کی جاتی، اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث تخریج کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ موصوف کے بارے میں فرماتے ہیں: "لا يعرف"[2]. اس کے بعد زیرِ بحث روایت نقل کرکے اسے موضوع کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التقریب"[3] میں موصوف کو "طبقہ خامسہ" میں نقل کرکے فرماتے ہیں: "فيه لين".

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال" میں عیسی بن شعیب کو "لا يعرف" کہا ہے، لیکن "تلخيص كتاب الموضوعات"[4] میں "واه" کہا ہے۔

روایت کا حکم

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کرتے ہوئے)، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کرتے ہوئے) نے اس روایت کو من گھڑت کہا ہے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] الضعفاء الكبير:٣/٣٨٠،رقم:١٣١٧،ت:الدكتورعبد المعطي أمين قلعجي،دارالكتب العلمة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
[2] ميزان الاعتدال:٣/٣١٣،رقم:٦٥٧٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٦٣هـ.
[3] تقريب التهذيب:ص:٤٣٩،رقم:٥٢٩٩،ت:محمدعوامه،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.
[4] تلخيص:ص:٢٩٥،رقم:٨٠٥،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،مكتبة الرشد –الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

روایت نمبر⑦

روایت: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! کیا میرا کالا رنگ اور میرے چہرے کی بد صورتی میرے جنت میں داخلے سے مانع ہے“، اس قصہ میں یہ بھی ہے کہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ اپنے نکاح کا سامان خریدنے بازار گئے، جہاں جہاد فی سبیل اللہ کی آواز لگی تو یہ نکاح کا سامان لینے کے بجائے سامانِ جہاد خرید کر جہاد میں شریک ہوئے اور وہاں شہید ہوگئے، اس قصہ کے آخر میں ہے کہ ان کی شہادت کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا اس سے چہرا پھیرنا اس وجہ سے تھا کہ میں نے حور عین بیویوں کو دیکھا جو کھلی پنڈلیوں اور آشکارہ پازیب کے ساتھ تیزی سے اس کی جانب آرہی تھیں، چنانچہ میں نے حیاء کی وجہ سے ان سے چہرا پھیر لیا“۔

حکم: یہ من گھڑت قصہ ہے، البتہ صحابی رسول ﷺ حضرت جُلَیبِیب رضی اللہ عنہ کا اسی سے ملتا جلتا مشہور واقعہ درست ہے، ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الکامل“[1] میں محمد بن عمر بن صالح کلاعی کے ترجمہ میں ان کو ”منکر الحدیث عن ثقات الناس“ کہہ کر لکھتے ہیں:

”أخبرنا بُهْلُول بن إسحاق به بُهْلُول الأنباري، وعبد الله بن محمد

---

[1] الكامل: ٤٣١/٧، رقم: ١٦٨٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

بن عبد العزيز، قالا: حدثنا سويد بن سعيد، حدثنا محمد بن عمر بن صالح الكَلاعِي في قرية من القرى يقال لها حماة في ناحية حمص، عن الحسن وقتادة، عن أنس قال: أتى رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم، فسلم عليه وقال يا رسول الله! أيمنع سوادي ودمامة وجهي من دخولي الجنة؟ قال: لا والذي نفسي بيده، ما اتقيت ربك وآمنت بما جاء به رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: والذي أكرمك بالنبوة لقد شهدت لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمدا عبده ورسوله، والإقرار بما جاء به من عند الله من قبل أن أجلس معك هذا المجلس بثمانية أشهر.

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لك ما للقوم وعليك ما عليهم وأنت أخوهم، قال: ولقد خطبت إلى عامة من بحضرتك، ومن لقيني معك، فردني لسوادي ودمامة وجهي، وإني لفي حسب من قومي بني سليم معروف الآباء، ولكن غلب علي سواد أخوالي الموالي، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هل شهد المجلس اليوم عمرو بن وهب وكان رجلا من ثقيف، قريب العهد بالإسلام، وكانت فيه صعوبة، قالوا: لا، قال: تعرف منزله؟ قال: نعم، قال: فاذهب فاقرع الباب قرعا رقيقا ثم سلم، فإذا دخلت فقل زوجني رسول الله صلى الله عليه وسلم فتاتكم، وكانت له ابنة عاتقة، وكان لها حظ من جمال وعقل، فلما أتى الباب فرحوا وسمعوا لغة عربية، فلما رأوا سواده ودمامة وجهه انقبضوا عنه، فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم

زوجني فتاتكم، فردوا عليه ردا قبيحا.

فخرج الرجل، وخرجت الفتاة من خدرها، وقالت: يا فتى! ارجع، فإن كان رسول الله صلى الله عليه وسلم زوجنيك، فقد رضيت لنفسي ما رضي لي الله ورسوله، وأنت بعلي وأنا زوجتك، فمضى حتى أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبره، وقالت الفتاة لأبيها: يا أبتاه! النجاة قبل أن يفضحك الوحي، فإن يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم زوجنيه فقد رضيت ما رضي الله لي ورسوله، فخرج الشيخ حتى أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو من أدنى القوم مجلسا، فقال: أنت الذي رددت على رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رددت، قال: قد فعلت ذلك فأستغفر، وظننا أنه كاذب، فقد زوجناها إياه، فنعوذ بالله من سخط الله وسخط رسوله.

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذهب إلى صاحبتك فادخل بها، قال: والذي بعثك بالحق ما أجد شيئا حتى أسأل إخواني، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مهر امرأتك على ثلاثة من المؤمنين، اذهب إلى عثمان بن عفان فخذ منه مائتي درهم فأعطاه وزاده، واذهب إلى علي بن أبي طالب فخذ منه مائة درهم فأعطاه وزاده، واذهب إلى عبد الرحمن بن عوف فخذ منه مئة درهم فأعطاه وزاده، قال: واعلم أنها ليست بسنة جارية، ولا فريضة مفروضة، فمن شاء فليتزوج على القليل والكثير.

فبينا هو في السوق ومعه ما يشتريه لزوجته، فرح قريرة عيناه ينتظر[كذا في الأصل وفي بعض الطرق ينظر] ما يجهزها به، إذ سمع صوتا ينادي يا خيل الله! اركبي وأبشري، فنظر نظرة إلى السماء ثم قال: اللهم إله السماء وإله الأرض ورب محمد، لأجعلن هذه الدراهم اليوم فيما يحبه الله ورسوله والمؤمنون، فانتفض انتفاض الفرس العرق، فاشترى سيفا وفرسا ورمحا، واشترى جبة وشد عمامته على بطنه فاعتجر، ولم ير منه إلا حماليق عينيه حتى وقف على المهاجرين، فقالوا: هذا الفارس لا نعرفه، فقال لهم علي بن أبي طالب: كفوا عن الرجل، فلعله ممن طرأ عليكم من قبل البحرين، جاء يسألكم عن معالم دينه، فأحب أن يواسيكم اليوم بنفسه، إذ رآه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: من هذا الفارس الذي لم يأتنا، إذ التحمت الكتيبتان فأقبل يطعن برمحه، ويضرب بسيفه قدما قدما إذ قام فرسه، ونزل وحسر عن ذراعيه، فلما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ذراعيه، [وفي بعض الطرق: عرفه، فقال: أسعد أنت؟] قال: سعد بأبي أنت وأمي يا رسول الله! قال: سَعِدَ جَدُّك، فما زال يطعن برمحه ويضرب بسيفه، كل ذلك يقتل الله بطعنة رمحه إذ قالوا: قد صرع سعد، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم معنقا نحوه، فأتاه فرفع رأسه ووضعه في حجره، وأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح التراب عن وجهه بثوبه، وقال: ما أطيب ريحك وأحسن وجهك وأحبك إلى الله ورسوله.

قال: فبكى وضحك ثم أعرض بوجهه، ثم قال: ورد الحوض ورب الكعبة، فقال أبو أمامة: بأبي أنت وأمي ما الحوض؟ قال: حوض أعطانيه ربي عرضه ما بين صنعاء إلى بصرى، مكلل بالدر والياقوت، فيه دلاء عدد نجوم السماء، ماؤه أشد بياضا من اللبن وأحلى من العسل، من شرب منه شربة روي لا يظمأ بعدها أبدا، قالوا: يا رسول الله! رأيناك بكيت وضحكت ورأيناك أعرضت بوجهك.

فقال: أما بكائي: فبكيت شوقا إلى سعد، وأما ضحكي: ففرحت له لمنزلته من الله وكرامته عليه، وأما إعراضي: فإني رأيت أزواجه من الحور العين يبادرن كاشفات سوقهن باديات خلاخيلهن، فأعرضت عنهن حياء، فأمر بسيفه ورمحه وفرسه وما كان له، فقال: اذهبوا به إلى زوجته، فقولوا لهم: إن الله قد زوجه خيرا من فتاتكم، وهذا ميراثه، والذي نفس محمد بيده إني لأذب عن حوضي كما يذب البعير الأجرب عن الإبل و لا يخالطها، إنه لا يرد على حوضي إلا التقي النقي الذين يعطون ما عليهم في يسر، ولا يعطون ما عليهم [كذا في الأصل] [۱] في عسر".

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میرا کالا رنگ اور میرے چہرے کی بد صورتی میرے جنت میں داخلے سے مانع ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اس پاک ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جبکہ تم

---

[۱] "كتاب السنة لابن أبي عاصم" میں الفاظ یہ ہیں: "ولا يعطون مالهم في عسرة"(السنة: ۳۴۹/۲،رقم:۷۵، ت:محمد ناصر الدين،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولي ۱۴۰۰ھـ).

اپنے رب سے ڈرو اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ اللہ کی جانب سے لائے اس پر ایمان لے آو؟ اس شخص نے عرض کیا کہ اس پاک ذات کی قسم! جس نے آپ کو نبوت کے ذریعے عزت بخشی، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور بے شک محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، اور جو میرا اس مجلس میں آٹھ ماہ سے آپ کے پاس بیٹھنا ہوا ہے، اس میں جو کچھ بھی اللہ کی جانب سے آپ پر نازل ہوا ہے میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تیری قوم کے لئے ہے وہی تیرے لئے ہے، جو ان پر واجب ہے وہی تجھ پر واجب ہے، اور تم ان کے بھائی ہو، اس نے عرض کیا کہ میں نے آپ کے پاس مجھ سے ملنے والے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے اکثر مسلمانوں کو نکاح کا پیغام دیا تھا، لیکن انہوں نے میرے چہرے کی بدصورتی اور سیاہ رنگت کی بناء پر میرا پیغام نکاح رد کر دیا، اور درحقیقت میں اپنی قوم بنی سلیم کے معروف آباء واجداد میں حسب و نسب والا ہوں، لیکن مجھ پر میرے غلام ماموں کی سیاہ رنگت غالب آگئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا عمرو بن وہب آج کی مجلس میں حاضر ہے؟ یہ عمرو ثقیف میں سے تھا جنہوں نے قریب ہی میں اسلام قبول کیا تھا، اور اُن میں سختی تھی، لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں ہے، آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کیا اس کا ٹھکانا جانتے ہو؟ تو اس نے عرض کیا کہ جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ جاؤ اور نرمی سے اس کے دروازے پر دستک دو پھر سلام کرو، جب ملاقات ہو جائے تو اطلاع دو کہ رسولِ خدا نے تمہاری بیٹی سے میرا نکاح کر دیا ہے، ان کی ایک جوان بیٹی تھی جو حسن و جمال والی اور سمجھ دار تھی، جب وہ شخص دروازہ پر پہنچا تو وہ لوگ کچھ تنگی

محسوس کرنے لگے اور اس کے عربی لب ولہجہ کو سن کر خوش ہوئے، لیکن جب انہوں نے اس شخص کے چہرے کی بد صورتی اور سیاہ رنگت کو دیکھا تو وہ اجتناب کرنے لگے، چنانچہ اس نے کہا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرا نکاح تمہاری بیٹی سے کر دیا ہے، یہ سن کر انہوں نے بُرے طریقے سے ان کے پیغام نکاح کو رد کر دیا۔

جب وہ لوٹنے لگے تو وہ لڑکی اپنے گھر سے نکلی اور کہنے لگی: اے نوجوان! لوٹو، اگر اللہ کے رسول نے میرا تم سے نکاح کر دیا ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی پر میں راضی ہوں، آپ میرے شوہر اور میں آپ کی زوجہ ہوں، وہ نوجوان روانہ ہوئے اور آ کر رسول اللہ ﷺ کو قصہ کی خبر کی، اور وہ لڑکی اپنے والد سے کہنے لگی کہ نجات اسی میں ہے، اس سے پہلے کہ وحی آپ کو رسواء کر دے، رسول اللہ نے اس سے میرا نکاح کر دیا ہے تو جو اللہ اور اس کے رسول نے میرے لئے پسند کیا ہے میں اس پر راضی ہوں، تو وہ بوڑھا شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور لوگوں میں سب سے زیادہ حضور کے قریب بیٹھا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کا پیغام لوٹایا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں میں نے اس طرح کیا تھا، بس میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں، اور ہم یہ سمجھتے تھے کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے، لیکن اب ہم نے لڑکی کا نکاح اس سے کر دیا ہے، اور ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس کے عذاب اور رسول ﷺ کی ناراضگی سے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس نوجوان سے فرمایا: اپنی بیوی کے پاس جاؤ اور اسے رخصت کروا کر لے آؤ، اس نے عرض کیا کہ اس پاک ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، الا یہ کہ

میں اپنے بھائیوں سے مانگ لوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیری بیوی کا مہر تین مؤمنین پر ہے، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے دو سو درہم لو، انہوں نے وہ بھی دیئے اور زیادہ بھی دیئے، اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے ایک سو درہم لو، انہوں نے وہ بھی دیئے اور زائد بھی دیئے، اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے بھی ایک سو درہم لو، انہوں نے وہ بھی دیئے اور زائد بھی دیئے، اور جان لو کہ یہ مہر نہ سنت جاریہ ہے نہ فرض، جو کوئی نکاح کرنا چاہے وہ کم زیادہ پر کر سکتا ہے۔

اسی اثناء میں جب وہ بازار میں تھے اور ان کے پاس اپنی بیوی کے لئے سامان خریدنے کے اسباب موجود تھے، اور ان کی آنکھیں بیوی کے جہیز کے سامان کو دیکھ کر ٹھنڈ و سرور میں تھیں کہ اچانک ایک پکارنے والے کی آواز سنی کہ اے اللہ کے سواروں! سوار ہو جاؤ، خوشخبری لو، یہ سن کر اس نے ایک نظر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے اللہ! آسمان و زمین اور محمد کے رب! ان دراہم کو میں آج کے دن اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین کی رضامندی کے لئے ضرور خرچ کروں گا، وہ کپکپایا پسینے والے گھوڑے کے کپکپانے کی طرح، پھر اس نے تلوار، گھوڑا اور نیزہ خریدا، اور ایک جبہ خریدا اور اپنے عمامہ کو لپیٹ کر اس سے منہ ڈھانپ لیا، اس کی آنکھوں کے گوشوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آرہا تھا، (وہ روانہ ہوئے) حتی کہ جب وہ مہاجرین کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا کہ ہم اس شہسوار کو نہیں جانتے، جس پر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے الگ رہو، شاید کہ یہ ان میں سے ہو جو بحرین کی جانب سے تمہارے پاس آئے ہیں، تم سے تمہارے دین کی نشانیوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں، اور آج ارادہ ہو گیا ہے کہ تمہیں اپنی ذات سے فائدہ پہنچائے۔

اچانک رسول اللہ ﷺ کی اس پر نظر پڑی تو فرمایا: یہ شہسوار کون ہے جو ہمارے پاس نہیں آیا؟ جب دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں تو اس نے اپنے نیزے سے زخمی کرنا شروع کر دیا اور آگے بڑھ بڑھ کر ضربیں لگائیں، اچانک اس کا گھوڑا کھڑا ہو گیا تو وہ نیچے اترا اور اپنے دونوں بازوں کو کھول لیا، جب رسول اللہ ﷺ نے اس کے بازوں کی سیاہی کو اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا تو فرمایا: سعد؟ تو سعد نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: تیرا نصیب اچھا ہو، چنانچہ وہ مسلسل اپنے نیزے کے وار اور تلوار کی ضرب لگاتے رہے، اس کے نیزوں کے وار سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو موت کی گھاٹ اتارتے رہے کہ اچانک لوگوں کی آواز گونجی کہ سعد گرا دیا گیا ہے، تو رسول ﷺ اپنی جگہ سے اس کی جانب تشریف لائے، پھر اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا، پھر آپ ﷺ نے اپنے کپڑے سے ان کے چہرے کی مٹی صاف فرمائی، اور فرمایا: کیا ہی اچھی خوشبو ہے تیری اور کیا ہی حسین چہرا ہے اور تیری اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کیسی محبت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ پھر آپ ﷺ روئے پھر ہنسنے لگے، پھر اس سے چہرا پھیر کر فرمایا: رب کعبہ کی قسم! یہ حوض پر گئے، جس پر ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ کے رسول! یہ حوض کیا ہے؟ فرمایا: ایک حوض ہے میرے رب نے مجھے عطا فرمایا ہے، جس کی چوڑائی صنعاء سے بُصری کے برابر ہے، جس کو موتی اور یاقوت نے گھیرا ہوا ہے، اس میں آسمان کے ستاروں کے برابر ڈول ہیں، اس کا پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید ہے، اور شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے، جو کوئی اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا سیراب ہو جائے گا اسے اس کے بعد کچھ پیاس نہ لگے گی، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے

آپ کو روتے اور پھر ہنستے پھر چہرے کو پھیرتے ہوئے دیکھا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ رونا تو سعد کی محبت میں تھا، اور ہنسنا تو ان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام اور ان پر اللہ کے فضل و کرم کی وجہ سے ہوا، اور میرا اس سے چہرا پھیرنا اس وجہ سے تھا کہ میں نے حور عین بیویوں کو دیکھا جو کھلی پنڈلیوں اور آشکارہ پازیب کے ساتھ تیزی سے اس کی جانب آرہی تھیں، چنانچہ میں نے حیاء کی وجہ سے ان سے چہرا پھیر لیا، پھر نبی ﷺ نے ان کے نیزے، تلوار، گھوڑے اور ان کی دیگر اشیاء کے بارے میں فرمایا کہ یہ ان کی بیوی کے پاس لے جاؤ، اور ان کے خاندان والوں سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیٹی سے بہتر سے اس کا نکاح کر دیا ہے، اور یہ اس کی میراث ہے، اور اس پاک ذات کی قسم! جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے میں اپنے حوض سے (بعض لوگوں کو) ایسے دور کروں کا جیسے خارشی اونٹ کو دوسرے اونٹوں کے ساتھ ملنے سے روکا جاتا ہے، بے شک میرے حوض پر متقی اور پاک صاف لوگ ہی آئیں گے، وہ لوگ جو سہولت کے وقت دے دیتے ہیں وہ چیز جو ان کے ذمہ ہے، اور ان کو تنگی کے وقت ان کی چیز لوگ نہیں دیتے۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "أسد الغابة"[۱] میں حسن و قتادہ عن انس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ طریق سے تعلیقاً نقل کی ہے، نیز فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنبيه الغافلين"[۲] میں، حافظ ابو طاہر مُخَلِّص رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۹۳ھ) نے "الْمُخَلِّصِيَّات"[۳] میں، اور ابو طاہر مُخَلِّص رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن

[۱] أسد الغابة:۲/۴۱۸،رقم:۱۹۶۵،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دارالكتب العلمية ـبيروت،الطبعةالثانية ۱۴۲۴هـ.

[۲] تنبيه الغافلين:۱/۶۱۱،رقم:۹۵۸،ت:يوسف علي بدوي،دار ابن كثير ـ دمشق،الطبعةالثانية ۱۴۲۱هـ

[۳] المخلصيات:۴/۵۶،رقم:۳۰۰۷،ت:نبيل سعد الدين جرار،دار النوادرـالكويت،الطبعة الثانية ۱۴۳۲هـ

جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنوير الغبش في فضل السودان والحبش"[1] میں یہ روایت تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی سوید بن سعید پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[2] میں فرماتے ہیں:

"محمد بن عمر ليس بذاك المعروف، إنما ذكرته لشرطي في أول الكتاب مهما أنكرته من حديث فإني أذكره في كتابي وأبين حاله، ولم نجد للمتقدمين فيه كلاما على أنهم قد تكلموا فيمن هو خير منه إلا أنهم لم يبلغهم حاله، لأن محمد بن عمر هذا ليس بذاك المعروف".

محمد بن عمر "لیس بذاک المعروف" ہے، جب میں نے ان کی احادیث میں منکر احادیث حدیثیں پائیں تو اسے یہاں ذکر کر دیا، کیونکہ میں کتاب کے شروع میں بتا چکا ہوں کہ میں اپنی اس کتاب میں ایسے راویوں کو ذکر کروں گا اور ان کا حال بیان کروں گا، اور ہمیں ان کے بارے میں متقدمین کا کلام نہیں ملا، باوجودیکہ وہ ان سے بہتر لوگوں کے بارے میں بھی کلام کرتے ہیں، ہاں بات یہ ہوگی کہ اُن کو اِن کی حالت کے بارے میں بات نہیں پہنچی ہوئی ہوگی، کیونکہ محمد بن عمر "لیس بذاک المعروف" ہے۔

---

[1] تنوير الغبش في فضل السودان والحبش: ١٣٧/١، رقم: ٦٢، ت: مرزوق علي إبراهيم، دار الشريف ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٩ هـ.

[2] الكامل: ٤٣٤/٧، رقم: ١٦٨٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإصابة"[1] میں سعد اسود سلمی کے ترجمہ میں بحوالہ حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ مُخلِّص رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ مختصراً نقل کیا، پھر فرماتے ہیں: "ومحمد بن عمر، ذكر الحاكم أنه روى حديثا موضوعا، يعني هذا". اور سند کے راوی محمد بن عمر (یعنی کلاعی) کے بارے میں حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ اس نے من گھڑت حدیث روایت کی ہے۔ (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ (یعنی زیرِ بحث) حدیث ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[2] میں بھی بحوالہ حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو من گھڑت کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[3] میں محمد بن کلاعی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"قال ابن عدي: منكر الحديث. ثم ساق له حديثا باطلا عن قتادة، عن أنس". ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے، اس کے بعد قتادہ عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے اس کی ایک باطل حدیث لائے ہیں۔

---

[1] الإصابة:۷۵/۳،رقم:۳۲۲۵،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] لسان الميزان:٤٠٢/٧،رقم:٧٢٤٠،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] تاريخ الإسلام:٤/ ٩٦٤،رقم:٣٢٥،ت:الدكتور بشار عوّاد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠٣ء.

سند میں موجود راوی محمد بن عمر بن صالح کلاعی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں لکھتے ہیں: "شيخ، يروي عن أهل البصرة، منكر الحديث جدا، روى عنه سويد بن سعيد الأنباري، استحق ترك الاحتجاج بحديثه إذا انفرد".

یہ شیخ ہے، اہل بصرہ سے روایت کرتا ہے، منکر الحدیث ہیں، اس سے سوید بن سعید انباری روایت کرتا ہے، جب یہ کسی حدیث میں متفرد ہو تو اس کی حدیث سے احتجاج ترک کئے جانے کا استحقاق ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت تعلیقاً درج کی ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[2] میں اعتماد کیا ہے، نیز بذاتِ خود حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "دیوان الضعفاء"[3] میں محمد بن عمر کلاعی کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[4] میں محمد بن عمر کلاعی کو "منکر الحدیث عن ثقات الناس" فرما کر یہ روایت تخریج کی ہے، پھر فرماتے ہیں:

"محمد بن عمر ليس بذاك المعروف، إنما ذكرته لشرطي في أول الكتاب مهما أنكرته من حديث فإني أذكره في كتابي وأبين حاله

---

[1] المجروحين: ۲۹۱/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٦٦٧/۳، رقم: ۷۹۹۷، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] ديوان الضعفاء: ص: ۳٦۸، رقم: ۳۹۰٤، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضية الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة: ۱۳۸۷ هـ.

[4] الكامل: ٤۳٤/۷، رقم: ۱٦۸۳، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

ولم نجد للمتقدمين فيه كلاما على أنهم قد تكلموا فيمن هو خير منه إلا أنهم لم يبلغهم حاله لأن محمد بن عمر هذا ليس بذاك المعروف".

محمد بن عمر "لیس بذاک المعروف" ہے، جب میں نے ان کی احادیث میں منکر احادیث حدیثیں پائیں تو اسے یہاں ذکر کر دیا، کیونکہ میں کتاب کے شروع میں بتا چکا ہوں کہ میں اپنی اس کتاب میں ایسے راویوں کو ذکر کروں گا اور ان کا حال بیان کروں گا، اور ہمیں ان کے بارے میں متقدمین کا کلام نہیں ملا، باوجودیکہ وہ ان سے بہتر لوگوں کے بارے میں بھی کلام کرتے ہیں، ہاں بات یہ ہوگی کہ اُن کو اِن کی حالت کے بارے میں بات نہیں پہنچی ہوئی ہوگی، کیونکہ محمد بن عمر "لیس بذاک المعروف" ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام "منکر الحدیث عن الثقات" پر حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[1] میں اکتفاء کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں محمد بن عمر کلاعی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے لکھتے ہیں: "روى عن الحسن و قتادة حديثا موضوعا". حسن اور قتادہ سے من گھڑت حدیث روایت کرتا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو من گھڑت کہا ہے،

---

[1] ذخيرة الحفاظ: ص: ۱۰٦۹، رقم: ۲۲۷٤، ت: عبد الرحمن الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة ١٤١٦هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ۱/۱۱۱، رقم: ۲۲٤، ت: عبدالوهاب عبداللطيف، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

اور ان کے کلام پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

اہم فائدہ:

مذکورہ واقعہ سے ملتا جلتا قصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت جُلَیبِیب رضی اللہ عنہ کا بھی ہے، اور حضرت جُلَبِیب رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ "صحیح سند" سے ثابت ہے، اس کے دو طریق ہیں: ① حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا طریق ② حضرت انس رضی اللہ عنہ کا طریق۔

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا طریق

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی "مسند"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا عفان، حدثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن كنانة بن نعيم العَدَوِيْ، عن أبي برزة الأسلمي، أن جُلَيْبِيبا كان امرأ يدخل على النساء، يمر بهن ويلاعبهن، فقلت لإمرأتي: لا تدخلن عليكم جليبيبا، فإنه إن دخل عليكم، لأفعلن ولأفعلن، قال: وكانت الأنصار إذا كان لأحدهم أيم، لم يزوجها حتى يعلم هل للنبي صلى الله عليه وسلم فيها حاجة أم لا؟

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل من الأنصار: زوجني ابنتك؟ فقال: نعم وكرامة يا رسول الله! ونعم عيني، قال: إني لست أريدها لنفسي، قال: فلمن يا رسول الله؟ قال: لجُلَيْبِيْب، قال: فقال يا

---

[1] مسند الإمام أحمد: ٢٨/٣٣، رقم: ١٩٧٨٤، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة ١٤٢٠هـ

رسول الله! أشاور أمها، فأتى أمها، فقال: رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب ابنتك، فقالت: نعم ونعمة عيني، فقال: إنه ليس يخطبها لنفسه، إنما يخطبها لجُلَيْبِيْب، فقالت: أجُلَيْبِيْب إنيه؟ أجُلَيْبِيْب إنيه؟ أجُلَيْبِيْب إنيه؟ لا، لعمر الله لا نزوجه، فلما أراد أن يقوم ليأتي رسول الله صلى الله عليه وسلم فيخبره بما قالت أمها، قالت الجارية: من خطبني إليكم؟ فأخبرتها أمها، فقالت: أتردون على رسول الله صلى الله عليه وسلم أمره؟ ادفعوني، فإنه لم يضيعني، فانطلق أبوها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبره، فقال: شأنك بها، فزوجها جليبيبا.

قال: فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة له، قال: فلما أفاء الله عليه، قال لأصحابه: هل تفقدون من أحد؟ قالوا: نفقد فلانا ونفقد فلانا، قال: أنظروا هل تفقدون من أحد؟ قالوا: لا، قال: لكني أفقد جُلَيْبِيْبا، قال: فاطلبوه في القتلى، قال: فطلبوه فوجدوه إلى جنب سبعة قد قتلهم، ثم قتلوه، فقالوا: يا رسول الله! ها هو ذا إلى جنب سبعة قد قتلهم، ثم قتلوه، فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم فقام عليه، فقال: قتل سبعة وقتلوه، هذا مني وأنا منه، هذا مني وأنا منه، مرتين أو ثلاثا، ثم وضعه رسول الله صلى الله عليه وسلم على ساعديه، وحفر له، ما له سرير إلا ساعدا رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم وضعه في قبره، ولم يذكر أنه غسله.

قال ثابت: فما كان في الأنصار أيم أنفق منها، وحدث إسحاق

بن عبد الله بن أبي طلحة ثابتا، قال: هل تعلم ما دعا لها رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: أللّهم صب عليها الخير صبا، ولا تجعل عيشها كدا كدا، قال: فما كان في الأنصار أيم أنفق منها، قال أبو عبد الرحمن: ما حدث به في الدنيا أحد إلا حماد بن سلمة ما أحسنه من حديث ".

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جلیبیب رضی اللہ عنہ ایسا شخص تھا جو عورتوں کے پاس آکر، گزرتے ہوئے ان سے مزاح کر لیا کرتا تھا، تو میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ جلیبیب رضی اللہ عنہ تمہارے پاس ہرگز نہ آئے، اگر وہ تمہارے پاس آیا تو میں یوں کروں گا یوں کردوں گا، راوی کہتے ہیں کہ جب انصار میں سے کسی شخص کی بیوی فوت ہو جاتی تو وہ اس شخص کے ساتھ کسی عورت کا نکاح نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ وہ جان لیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابی سے فرمایا کہ کیا تم اپنی بیٹی کے نکاح کا عقد میرے سپرد کروگے؟ تو اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! بالکل یہ بات تو باعثِ عزت ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کا اپنے لئے ارادہ نہیں کیا، تو اس نے پوچھا کہ کس کے لئے اے اللہ کے رسول؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلیبیب کے لئے، راوی کہتے ہیں کہ اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اس کی والدہ سے مشورہ کرلوں، چنانچہ وہ لڑکی کی والدہ کے پاس آئے، اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام دیا ہے، تو اس نے کہا کہ بالکل یہ پیغام تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، تو اس نے کہا کہ انہوں نے اپنے لئے پیغام نہیں دیا بلکہ جلیبیب رضی اللہ عنہ کے لئے دیا ہے، لڑکی کی والدہ نے کہا: کیا جُلَیبِیب کے لئے؟ کیا جُلَیبِیب کے لئے؟

کیا جُلَیبِیب کے لئے؟ نہیں[1]، اللہ کی قسم ہر گز نہیں، ہم اپنی لڑکی کا اس سے نکاح نہیں کریں گے، جب اس نے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف آنے کا ارادہ کیا تاکہ ان کو اپنی بیوی کی بات بتا دے، تو لڑکی نے پوچھا کہ کس نے میرے لئے آپ کو نکاح کا پیغام دیا ہے؟ تو اس کی والدہ نے اس کو سارا قصہ بتایا، تو اس نے کہا کہ کیا آپ اللہ کے رسول کے حکم کو رد کر دیں گے؟ مجھے آپ ان کے حوالہ کر دیں، وہ مجھے ضائع نہیں کریں گے، چنانچہ اس کے والد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو یہی اطلاع کر دی، اور کہا کہ لڑکی کا معاملہ آپ کے حوالہ ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اس لڑکی کا نکاح جلیبیب رضی اللہ عنہ سے فرما دیا۔

راوی کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ غزوہ میں تشریف لے گئے، اور جب اللہ تعالی نے فیء سے نوازا تو، آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ تم میں ایسا کوئی ہے جو موجود نہ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں فلاں نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو اور کون نہیں ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اور تو کوئی ایسا نہیں جو موجود نہ ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن میں تو جلیبیب کو نہیں پاتا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو شہداء میں تلاش کرو، راوی کہتے ہیں کہ اس کو لوگوں نے تلاش کیا، تو اس کو پایا اُن سات لوگوں کے درمیان کہ جن کو اس نے قتل کیا تھا، پھر دوسروں نے اس کو قتل کر دیا، لوگوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ

---

[1] دیکھئے: النهاية في غريب الحديث: ۷۸/۱، ت: طاهر أحمد الزاوی و محمود محمد الطناحي، المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولى ۱۳۸۳ھـ۔

”وفيه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر رجلا أن يزوج ابنته من جليبيب، فقال: حتى أشاور أمها، فلما ذكره لها قالت: حلقا، ألجليبيب إنية، لا، لعمر الله، قد اختلف في ضبط هذه اللفظة اختلافا كثيرا، فرويت بكسر الهمزة والنون وسكون الياء وبعدها هاء، ومعناها أنها لفظة تستعملها العرب في الإنكار“.

کے رسول! بے شک وہ اُن سات لوگوں کے ساتھ ہے جن کو اس نے قتل کیا تھا، پھر دوسروں نے اس کو قتل کر دیا، نبی ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اس نے سات لوگوں کو قتل کیا ہے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، دو یا تین بار فرمایا، پھر آپ ﷺ نے ان کو اپنے بازوں پر اٹھایا، اور قبر کھدوائی، اس کے لئے کوئی چارپائی نہ تھی مگر اللہ کے رسول ﷺ کے بازو، پھر آپ ﷺ نے ان کو قبر میں رکھا، اور ان کو غسل دیئے جانے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

ثابت کہتے ہیں کہ انصار میں ان سے زیادہ خرچ کرنے والی کوئی بیوہ نہ تھی، اور اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے ثابت کو بیان کیا کہ تم جانتے ہو کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس عورت کے لئے کیا دعا فرمائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ اس پر خوب خیر برسادے، اور اس کی زندگی کو تھکا دینے والی نہ بنایئے، چنانچہ راوی کہتے ہیں کہ انصار میں ان سے زیادہ خرچ کرنے والی کوئی عورت نہ تھی، ابو عبد الرحمن [یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ عبد اللہ] کہتے ہیں کہ اس حدیث کو دنیا میں حماد بن سلمہ ہی نے بیان کیا ہے، ان کی حدیث کتنی اچھی ہے۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت ابو بکر احمد بن عمرو شیبانی المعروف ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے "الآحاد والمثاني"[1] میں، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح ابن حبان"[2]

[1] الآحاد والمثاني:٣٢٧/٤،رقم:٢٣٦١،ت:باسم فيصل أحمد الجوابرة،دار الراية – الرياض،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[2] صحيح ابن حبان:٣٤٢/٩،رقم:٤٠٣٥،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[۱] میں، امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح السنة"[۲] میں اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنوير الغبش في فضل السودان والحبش"[۳] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی حماد بن سلمہ پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[۴] میں مسند احمد کی مذکورہ روایت نقل کرکے لکھتے ہیں: "ورجال أحمد رجال الصحيح". اور احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

نوٹ: حضرت جُلَیبِیب رضی اللہ عنہ کے مذکورہ واقعہ کا آخری حصہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح"[۵] میں اختصار کے ساتھ تخریج کیا ہے۔

---

[۱] شعب الإيمان:۱۱٤/۳،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[۲] شرح السنة: ۱۹٦/۱٤،رقم:۳۹۹۷،ت:شعيب الأرنؤوط،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۳هـ

[۳] تنوير الغبش في فضل السودان والحبش:ص:۱٤۳،رقم: ٦٤،ت:مرزوق علي إبراهيم،دار الشريف – الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[۴] مجمع الزوائد:۳٦۸/۸،دار الكتاب العربي ـ بيروت .

[۵] الصحيح لمسلم:ص:۱۹۱۸،رقم:۲٤۷۲،ت:محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعةالأولى ۱٤۱۲هـ.

"صحیح مسلم" کے الفاظ ملاحظہ ہوں:"حدثنا إسحاق بن عمر بن سليط، حدثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن كنانة بن نعيم، عن أبي برزة، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان في مغزى له، فأفاء الله عليه، فقال لأصحابه: هل تفقدون من أحد؟ قالوا: نعم، فلانا وفلانا وفلانا،ثم قال: هل تفقدون من أحد؟ قالوا: نعم، فلانا وفلانا،ثم قال: هل تفقدون من أحد؟ قالوا: لا، قال: لكني أفقد جُلَيْبِيبا، فاطلبوه، فطلب في القتلى، فوجدوه إلى جنب سبعة قد قتلهم، ثم قتلوه، فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فوقف عليه، فقال: قتل سبعة، ثم قتلوه هذا مني وأنا منه، هذا مني وأنا منه، قال: فوضعه على ساعديه ليس له إلا ساعدا النبي صلى الله عليه وسلم، قال: فحفر له ووضع في قبره، ولم يذكر غسلا ".

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا طریق

حضرت جُلَیبِیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ثابت عن انس رضی اللہ عنہ "المصنف"[1] میں تخریج کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"أخبرنا عبد الرزاق، أخبرنا معمر، عن ثابت البناني، عن أنس، قال: خطب النبي صلى الله عليه وسلم على جليبيب امرأة من الأنصار إلى أبيها، فقال: حتى أستأمر أمها، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: فنعم إذا، فانطلق الرجل إلى امرأته فذكر ذلك لها، فقالت: لاها الله إذا، ما وجد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا جُلَيْبِيْب، وقد منعناها من فلان وفلان.

قال: والجارية في سترها تسمع، قال: فانطلق الرجل، وهو يريد أن يخبر النبي صلى الله عليه وسلم، فقالت الجارية: أتريدون أن تردوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم أمره؟ إن كان قد رضيه لكم فأنكحوه، فكأنها جلت عن أبويها، وقالت: صدقت، فذهب أبوها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: إن كنت قد رضيته فإني قد رضيته، قال: فتزوجها، ثم فزع أهل المدينة، فركب جُلَيْبِيْب، فوجدوه قد قتل، ووجدوا حوله ناسا من المشركين قد قتلهم، قال أنيس: فلقد رأيتها وإنها لأنفق بنت بالمدينة".

---

[1] المصنف لعبد الرزاق:۱۵۵/٦،رقم:۱۰۳۳۳،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية۱٤۰۳هـ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جُلَیبِیب رضی اللہ عنہ کے لئے ایک انصاری عورت کے والد کی طرف اس کی لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا، اس شخص نے کہا کہ میں ان کی والدہ سے مشورہ کروں گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، ایسا ہی سہی، وہ آدمی جب اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس بارے میں ذکر کیا، اس کی بیوی نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! یہ نہیں ہو سکتا، کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جلیبیب رضی اللہ عنہ کو ہی پاتے ہیں؟ ہم نے فلاں فلاں کو بھی اس کا رشتہ نہیں دیا۔

راوی کہتے ہیں کہ لڑکی پردے میں سن رہی تھی، جب وہ شخص لوٹ گیا کہ جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے، لڑکی نے کہا: کیا تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد کرنا چاہتے ہو؟ اگر اللہ کے رسول آپ کے لئے اُس شخص سے راضی ہیں تو آپ اُس سے نکاح کر دیں، گویا کہ اس نے اپنے والدین پر معاملے کو واضح کر دیا، اور اس کی والدہ نے کہا: تو نے سچ کہا، چنانچہ اس کے والد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور عرض کیا کہ اگر آپ اس شخص سے مطمئن ہیں تو میں بھی اس سے مطمئن ہوں، راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح کر دیا، جب مدینہ والے خوف کے حالات سے دوچار ہوئے، تو جلیبیب رضی اللہ عنہ سوار ہو کر روانہ ہو گئے، چنانچہ صحابہ نے ان کو شہید ہونے کی حالت میں پایا، اور اُن کے ارد گرد کچھ مشرکین تھے جن کو جُلَیبِیب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا، انیس [یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ] کہتے ہیں کہ میں نے اس کی بیوی کو اس حال میں پایا کہ وہ مدینہ میں سب سے زیادہ خرچ کرنے والی خاتون تھی۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح ابن حبان"[1] میں، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند"[2] میں، حافظ ابو محمد عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند عبد بن حمید"[3] میں اور امام ابو بکر احمد بن عمرو بزار رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند البزار"[4] میں بطریق امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ تخریج کی ہے، اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے علامہ ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأحاديث المختارة"[5] میں تخریج کی ہے، نیز امام ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے "مسند أبي يعلى"[6] میں تخریج کیا ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی معمر بن راشد پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

---

[1] صحيح ابن حبان:۳٦٥/۹،رقم:٤٠٥٨،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[2] مسند الإمام أحمد:۳۸٥/۱۹،رقم:۱۲۳۹۳،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة-بيروت،الطبعة ١٤٢٠هـ

[3] المنتخب من مسند عبد بن حميد:ص:۳۷۳،رقم:١٢٤٥،ت:صبحي البدري السامرائي،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

[4] مسند البزار:۳۲۰/۱۳،رقم:٦٩٢٥،ت:عادل بن سعد،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

[5] الأحاديث المختارة:۱۷۷/٥،رقم:۱۸۰۰،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش،دار خضر ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ.

[6] مسند أبي يعلى:۸۹/٦،رقم:۳۳٤۳،ت:حسين سليم أسد،دار المأمون للتراث ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

"مسند ابی یعلی" کے الفاظ یہ ہیں: "حدثنا محمد بن أبي بكر المقدمي، حدثنا ديلم بن غزوان، حدثنا ثابت، عن أنس، قال: كان رجل من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقال له: جُلَيْبِيْب، في وجهه دمامة، فعرض عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم التزويج، فقال: إذا تجدني كاسدا، فقال: غير أنك عند الله لست بكاسد". حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ایک شخص تھا جس کو جُلَیبیب رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا، اس کے چہرے پر بد صورتی واضح تھی، اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کرنے کو کہا، تو اس نے عرض کیا کہ آپ مجھے نہ بکنے والا سودا پائیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات نہیں بے شک آپ اللہ کے ہاں نہ بکنے والا سودا نہیں ہیں۔

روایت نمبر⑧

حکایت: عبد اللہ بن قلابہ کا شداد کی عجیب و غریب جنت دیکھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کے احوال سنانا، پھر کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کا اُن کی تصدیق کرنا۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

یہ روایت امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف والبیان"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"ما أخبرنا أبو القاسم المفسر، قال: أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن أحمد الصفار الأصبهاني، قال: أخبرنا أبو جعفر أحمد بن مهدي بن رستم الأصبهاني، قال: حدثنا عبد الله بن صالح المصري، قال: حدثني ابن لهيعة، وأخبرنا أبو القاسم، قال: أخبرنا أبو الحسن أحمد بن محمد بن عبدوس الطرايفي، قال: أخبرنا عثمان بن سعيد الدارجي، قال: أخبرنا عبد الله بن صالح قال: حدثني ابن لهيعة، عن خالد بن أبي عمران، عن وهب بن منبه، عن عبد الله بن قلابة أنه خرج في طلب إبل له شردت، فبينما هو في صحاري عدن إذا هو قد وقع على مدينة في تلك الفلوات عليها حصن، وحول الحصن قصور

[1] الكشف والبيان: ١٠/ ١٩٦، ت: أبومحمد بن عاشور، دار إحياء التراث العربي - بيرت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

كبيرة وأعلام طوال، فلما دنى منها ظن أن فيها أحدا يسأله عن إبله فلم
ير خارجا ولا داخلا، فنزل عن دابته وعقلها وسل سيفه ودخل من
باب الحصن، فلما دخل في الحصن إذا هو ببابين عظيمين لم ير
أعظم منهما، والبابان مرصعان بالياقوت الأبيض والأحمر، فلما رأى
ذلك دهش وأعجبه ففتح أحد البابين، فإذا هو بمدينة لم ير أحد
مثلها، وإذا قصور كل قصر معلق تحته أعمدة من زبرجد وياقوت
وفوق كل قصر منها غرف".

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن قلابہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ اپنے بد کے ہوئے اونٹوں کی تلاش میں نکلے، وہ عدن کے جنگلات میں اونٹ تلاش کر رہے تھے کہ اچانک جنگلات میں ان کے سامنے ایک شہر آیا، اس شہر میں قلعے تھے، اور قلعوں کے ارد گرد بڑے بڑے محلات اور طویل جھنڈے تھے، جب قلعہ کے قریب ہوئے تو خیال ہوا کہ قلعہ میں کوئی ملے گا تو اس سے اپنے اونٹوں کے بارے میں پوچھے گا، لیکن انہوں نے نہ کسی کو باہر سے اندر داخل ہوتے ہوئے اور نہ اندر سے کسی کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا، اس کے بعد اپنی سواری سے اترے اور سواری باندھ کر اپنی تلوار کو سونت لیا اور قلعے کے دروازے سے اندر داخل ہوگئے، جب قلعہ میں داخل ہوگئے تو اچانک انہوں نے دو بڑے دروازوں کو دیکھا ان سے بڑے دروازے انہوں نے کبھی نہ دیکھے تھے، اور وہ دونوں سفید اور سرخ یاقوت کے ساتھ دروازے مزین کئے گئے تھے، جب انہوں نے یہ دیکھا تو ان پر خوف طاری ہوا اور تعجب کرنے لگے، اس کے بعد دروازوں میں سے ایک کو کھولا تو اندر ایسا شہر تھا کہ اس جیسا پہلے کسی نے نہیں دیکھا

ہو گا، اور جب محلات کو دیکھا تو وہ محل ایسے ستونوں پر قائم تھے جو زبرجد اور یاقوت کے تھے، اور ہر محل کے اوپر اس میں کمرے تھے۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حافظ ابو شیخ عبد اللہ بن محمد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "العظمہ"[1] میں تخریج کی ہے، نیز علامہ بلاذُرِی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے اپنی سند سے تخریج کیا ہے[2]، تینوں سندیں سند میں موجود راوی عبد اللہ بن صالح مصری پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے "روح المعاني"[3] میں اس روایت کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"وعن عبد الله بن قلابة أنه خرج في طلب إبل له فوقع عليها فحمل ما قدر عليه مما ثم، وبلغ خبره معاوية فاستحضره، فقص عليه فبعث إلى كعب فسأله، فقال: هي إرم ذات العماد، وسيدخلها رجل من المسلمين في زمانك أحمر أشقر قصير على حاجبه خال وعلى عقبه خال، يخرج في طلب إبل له، ثم التفت فأبصر ابن قلابة، فقال: هذا والله ذلك الرجل".

عبد اللہ بن قلابہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے اونٹوں کی تلاش میں نکلے، جب ان کو اونٹ مل گیا تو وہاں شہر میں موجود جتنی چیزیں ممکن ہوئی اونٹ پر لاد کر لے آئے، اس واقعہ کی خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے

---

[1] العظمة:ص:١٤٩٣،رقم:٩٨٣،ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض.

[2] انظر:الروض المعطار للمؤرخ ابن عبد المنعم الحميري:ص:٢٢،ت:إحسان عباس،مكتبة لبنان .

[3] روح المعاني:٣٣٨/١٥،ت:علي عبد الباري عطية،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

ابوقلابہ کو بلوایا، (جب یہ حاضر ہوئے) تو سارا قصہ بیان کردیا، اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا، (جب وہ حاضر ہوگئے) تو ان سے (اس شہر) کے متعلق سوال کیا، حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بلند ستونوں والا شہر ہے اور عنقریب آپ ہی کے زمانے میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی اس شہر میں داخل ہوگا سرخی مائل بھورے رنگ والا ہوگا، چھوٹے قد کا ہوگا، اس کی پلک پر تل ہوگا، اور اس کی ایڑھی پر بھی ایک تل ہوگا، وہ اپنے اونٹوں کی تلاش میں نکلے گا، وہاں تک پہنچ جائے گا، پھر ایک جانب متوجہ ہوئے تو ابن قلابہ پر نظر پڑی تو کہا: اللہ کی قسم یہی ہے وہ آدمی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسیر"[1] میں نقل روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"وقد ذكر ابن أبي حاتم قصة إرم ذات العماد، هاهنا مطولة جدا، فهذه الحكاية ليس يصح إسنادها، ولو صح إلى ذلك الأعرابي فقد يكون اختلق ذلك أو أنه أصابه نوع من الهَوَس والخَبَال، فاعتقد أن ذلك له حقيقة في الخارج وليس كذلك، وهذا مما يقطع بعدم صحته، وهذا قريب مما يخبر به كثير من الجهلة والطامعين والمتحيلين من وجود مطالب تحت الأرض، فيها قناطير الذهب والفضة وألوان

---

[1] تفسير ابن كثير ٣٨٦/٨،ت:محمد حسين شمس الدين،دار الكتب العلمية۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

الجواهر واليواقيت واللئالئ والإكسير الكبير، لكن عليها موانع تمنع من الوصول إليها والأخذ منها، فيحتالون على أموال الأغنياء والضعفة والسفهاء فيأكلونها بالباطل في صرفها في بخاخير وعقاقير ونحو ذلك من الهذيانات ويطنزون بهم، والذي يجزم به أن في الأرض دفائن جاهلية وإسلامية وكنوزا كثيرة من ظفر بشيء منها أمكنه تحويله، فأما على الصفة التي زعموها فكذب وافتراء وبهت، ولم يصح في ذلك شيء مما يقولونه إلا عن نقلهم أو نقل من أخذ عنهم، والله سبحانه وتعالى الهادي للصواب".

اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے (ارم ذات العماد) کی تفسیر میں یہاں ایک طویل قصہ ذکر کیا ہے، اس حکایت کی سند درست نہیں ہے، اور اگر اس اعرابی تک کی طرف سند درست ہو تو پھر اس بدو نے اس قصہ کو گھڑا ہے یا یہ خبط میں مبتلا تھا، جس کی وجہ سے اس نے اسے حقیقت یقین کر لیا تھا، حالانکہ ایسا نہیں ہے، اور یہ خبر ان چیزوں میں سے ہے جس کی عدم صحت کا یقین ہے، اور یہ خبر قریب تر ہے ان خبروں کے جن کی بہت سے جہلاء، لالچی اور حیلہ باز لوگ خبر دیتے ہیں، جیسے زمین کے نیچے بہت سی مطلوبہ چیزیں ہیں، جس میں سونا اور چاندی کے ڈھیر لگے ہیں، مختلف رنگ کے جواہرات، یاقوت اور بڑی اکسیر (وہ شے جس کے لگانے سے تانبا سونا اور قلعی چاندی بن جاتی ہے) ہیں، لیکن ان پر ایسی روکاوٹیں پائی جاتی ہیں جو ان تک پہنچنے اور ان کو لینے سے مانع بنتی ہیں، چنانچہ یہ لوگ حیلہ کر کے اغنیاء، کمزور اور بے وقوف لوگوں کے مال کو ناحق کھاتے ہیں، اور دھونی، جڑی بوٹیوں اور بے ہودہ باتوں میں ان کا مال خرچ کر کے ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

تاہم یہ بات یقینی ہے کہ زمین میں زمانہ جاہلیت وزمانہ اسلام کے دفینے اور بہت سے خزانے موجود ہیں جس کو ان پر دسترس ہوگی اس کے لئے تو اس کا نکال لے جانا ممکن ہے، البتہ جس کیفیت پر انہوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے یہ تو کذب ہے، اور خالص افتراء ہے، اور اس بارے میں جو یہ کہہ رہے ہیں جو صرف ان سے یا جن سے انہوں نے لیا ہے ان سے منقول ہے، اس میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالی درستگی کی ہدایت دینے والے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الكافي الشاف"[1] میں امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ بحث روایت ذکر کر کے لکھتے ہیں: "آثار الوضع عليه لائحة". وضع کے آثار اس پر ظاہر ہیں۔

علامہ برہان الدین بِقَاعی رحمۃ اللہ علیہ نے "نظم الدرر"[2] میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ ابن خَلدُون رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تاریخ"[3] کے مقدمہ میں عبد اللہ بن قلابہ اور شداد کی جنت کی تفصیل ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"فصل: وأبعد من ذلك وأعرق في الوهم ما يتناقله المفسرون

---

[1] الكافي الشاف:ص:۳۱۷،رقم:۱۲۹۹،دار إحياء التراث العربي –بيروت،الطبعة الأولى۱٤۱۸هـ.
[2] نظم الدرر:۲۹/۲۲،دار الكتاب الإسلامي ـالقاهرة .
[3] مقدمةابن خلدون:۱۸/۱،ت:خليل شحادة وسهيل زكار،دار الفكرـبيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۱هـ.

في تفسير سورة الفجر في قوله تعالى: ألم تر كيف فعل ربك بعاد إرم ذات العماد. فيجعلون لفظة إرم اسما لمدينة". **فصل: اس سے زیادہ بعید اور عقل کے خلاف وہ بات ہے جس کو مفسرین سورۃ الفجر کی آیت "ارم ذات العماد" کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں، اور یہ مفسرین لفظ "ارم" ایک شہر کا نام قرار دیتے ہیں۔**

اس کے بعد علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے شداد و شدید کے واقعہ کو اختصاراً نقل کیا، پھر طبری رحمۃ اللہ علیہ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے حوالہ سے زیرِ بحث روایت عبداللہ بن قلابہ کے واقعہ کو اختصاراً نقل کرکے ان الفاظ سے اس کی تردید کی ہے:

"وقد ينتهي الهَذَيَان ببعضهم إلى أنها غائبة، وإنما يعثر عليها أهل الرياضة والسحر، مزاعم كلها أشبه بالخرافات، والذي حمل المفسرين على ذلك ما اقتضته صناعة الإعراب في لفظة ذات العماد أنها صفة إرم، وحملوا العماد على الأساطين، فتعين أن يكون بناء، ورشّح لهم ذلك قراءة ابن الزبير عاد إرم على الإضافة من غير تنوين، ثم وقفوا على تلك الحكايات التي هي أشبه بالأ قاصيص الموضوعة التي هي أقرب إلى الكذب المنقولة في عداد المضحكات"[1].

اور ان میں سے بعض کا ہذیان تو یہاں تک پہنچ گیا کہ یہ شہر غائب ہو گیا ہے، جس کا علم اہل ریاضت و سحر کو ہوتا ہے، یہ تمام کے تمام خیالات خرافات

---

[1] مقدمة ابن خلدون: ۱۹/۱، ت: خليل شحادة وسهيل زكار، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤٠١هـ.

کے مشابہ ہیں، اور اس ہذیان پر "ذات العماد" میں مفسرین کو صناعت اعراب کے تقاضے نے ابھارا ہے کہ "ذات العماد" ارم کی صفت ہے، اور مفسرین "عماد" کو محمول کرتے ہیں ستونوں پر، تو یہ بات متعین ہوگئی کہ یہ ایک عمارت تھی، اور ان کے اس قول کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی قراءت "عاد ارم" بلا تنوین اضافت کے ساتھ نے پروان چڑھایا، پھر مفسرین کو کچھ حکایات مل گئیں، جو من گھڑت قصوں کے مشابہ ہیں، جو ان جھوٹے منقول قصوں کے زیادہ قریب ہیں جو مضحکہ خیز قصوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ بالکل آخر میں لکھتے ہیں:

"وأي ضرورة إلى هذا المحمل البعيد الذي تُمُحِّلَت لتوجيهه لامثال هذه الحكايات الواهية؟ التي ينزه كتاب الله عن مثلها لبعدها عن الصحة"[1].

اور ان حکایات کے صحت سے دور ہونے کی وجہ سے آخر کیا ضرورت ہے کہ ان واہی حکایت جیسی امثال کی توجیہ میں دور دراز کے احتمالات پیش کئے جائیں؟ جن سے اللہ نے اپنی کتاب کو منزہ رکھا ہے۔

علامہ مؤرخ یاقوت رومی حموی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مؤرخ یاقوت رومی حموی رحمۃ اللہ علیہ "معجم البلدان"[2] میں عبد اللہ بن قلابہ اور شداد کی جنت کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] مقدمة ابن خلدون: ۲۰/۱، ت: خليل شحادة وسهيل زكار، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۱ هـ.
[2] معجم البلدان: ۱۵۷/۱، دار صادر ـ بيروت، الطبعة ۱۳۹۷هـ.

”قلت: هذه القصة مما قدمنا البراءة من صحتها، وظننا أنها من أخبار القصّاص المُنَمَّقَة، وأوضاعها الْمُزَوَّقَة“. سابقہ تفصیل کے ساتھ ذکر کردہ اس قصہ کی صحت سے ہم براءت کا اظہار کرتے ہیں، اور ہمارا گمان یہ ہے کہ یہ قصہ، قصہ گو لوگوں کی بناوٹی اور ان کی ملمع گھڑی ہوئی خبروں میں سے ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ”روح المعاني“[1] میں نقل روایت کے بعد فرماتے ہیں:

”وخبر شداد المذكورأخوه في الضعف، بل لم تصح روايته كما ذكره الحافظ ابن حجر فهو موضوع كخبر ابن قلابة“. اور شداد کی خبر ضعف میں ابن قلابہ کی خبر کی طرح ہے، بلکہ اسے روایت کرنا بھی صحیح نہیں ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے: ابن قلابہ کی خبر کی طرح، شداد کی یہ خبر بھی من گھڑت ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ”فتح القدير“[2] میں لکھتے ہیں:

”وقد ذكر جماعة من المفسرين أن إرم ذات العماد اسم مدينة مبنية بالذهب والفضة قصورها ودورها وبساتينها، وأن حصباءها

---

[1] روح المعاني: ۳۳۸/۱۵، ت: علي عبد الباري عطية، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۵ھ۔
[2] فتح القدير: ۵۳۰/۵، دار الكلم الطيب ۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۱۹ھ۔

جواهر وترابها مسك، وليس بها أنيس ولا فيها ساكن من بني آدم، وأنها لا تزال تنتقل من موضع إلى موضع، فتارة تكون باليمن، وتارة تكون بالشام، وتارة تكون بالعراق، وتارة تكون بسائر البلاد، وهذا كذب بحت لا ينفق على من له أدنى تمييز.

وزاد الثعلبي في تفسيره فقال: إن عبد الله بن قلابة في زمان معاوية دخل هذه المدينة، وهذا كذب على كذب وافتراء على افتراء، وقد أصيب الإسلام وأهله بداهية دهياء وفاقرة عظمى ورزية كبرى من أمثال هؤلاء الكذابين الدجالين الذين يجترئون على الكذب، تارة على بني إسرائيل، وتارة على الأنبياء، وتارة على الصالحين، وتارة على رب العالمين، وتضاعف هذا الشر وزاد كثرة بتصدر جماعة من الذين لا علم لهم بصحيح الرواية من ضعيفها من موضوعها للتصنيف والتفسير للكتاب العزيز، فأدخلوا هذه الخرافات المختلفة والأقاصيص المنحولة والأساطير المفتعلة في تفسير كتاب الله سبحانه، فحرفوا وغيروا وبدلوا، ومن أراد أن يقف على بعض ما ذكرنا فلينظر في كتابي الذي سميته: الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة".

اور مفسرین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ "ارم ذات العماد" یہ شہر کا نام ہے جس کے محلات، گھر اور باغات سونے چاندی کے بنے ہوئے تھے، اور اس کی کنکریاں موتی اور مٹی مشک تھی، اس میں کوئی انسان نہیں، اور نہ ہی بنی آدم میں کوئی اس میں رہائش اختیار کر سکا ہے، اور مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا ہے، کبھی تو یہ یمن میں ہوتا ہے، کبھی شام میں، اور کبھی عراق

میں، یہ خالص جھوٹ ہے، یہ روایت بالکل ادنی تمیز رکھنے والے شخص کے سامنے بھی نہیں چل سکتی۔

اور ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسیر" میں مزید فرماتے ہیں: عبد اللہ بن قلابہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس شہر میں داخل ہوا تھا، یہ جھوٹ پر جھوٹ اور بہتان پر بہتان ہے، اور اسلام اور مسلمانوں کو ان جیسے جھوٹوں دجالوں، جھوٹ پر جرأت کرنے والوں کی وجہ سے سخت مصائب زبردست مصیبت اور بڑی آفتیں پہنچی ہیں، یہ لوگ کبھی تو بنی اسرائیل پر جھوٹ بولتے ہیں، کبھی انبیاء علیہم السلام پر جھوٹ بولتے ہیں، کبھی نیک لوگوں پر جھوٹ بولتے ہیں، اور کبھی رب العالمین پر جھوٹ بولتے ہیں، اور جن لوگوں کو صحیح، ضعیف، موضوع روایات کا علم نہیں ہوتا ان لوگوں نے جب ان احکایات کو اپنی تصانیف و کتاب عزیز کی تفسیر میں ذکر کرنا شروع کر دیا تو اس کی برائی بدرجہا بڑھ گئی، چنانچہ ان لوگوں نے طرح طرح کی خرافات، کمزور قصوں اور گھڑی ہوئی داستانوں کو کتاب اللہ سبحانہ کی تفسیر میں شامل کرنا شروع کر دیا، چنانچہ ایسا کرکے وہ کتاب اللہ میں تحریف و تبدیلی کے مرتکب رہے ہیں، اور جو ہماری ذکر کردہ بات پر کچھ مطلع ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ میری "الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ" نامی کتاب کو دیکھ لے۔

حکایت کا حکم

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ یاقوت حموی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکایت کو من گھڑت قرار دیا ہے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر ⑨

روایت: شداد کی جنت کا تفصیلی حال

حکم: یہ من گھڑت حکایت ہے۔

روایت کا مصدر

یہ روایت حافظ ابو الشیخ عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”العظمة“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”حدثني أبي رحمه الله تعالى، حدثنا أحمد بن مهدي، حدثنا عبد الله بن صالح، قال: حدثني عبد الله بن لهيعة، عن خالد بن أبي عمران، عن وهب بن منبه رحمه الله تعالى، عن عبد الله بن قلابة أنه خرج في طلب إبل له نشزت، فبينما هو في صحاري عدن أبين والشجر تظله في تلك الفلوات، إذ وقع على مدينة في تلك الفلوات عليها حصن، حول ذلك الحصن قصور كثيرة وأعلام طوال، فلما دنا منها ظن أن فيها أحدا يسأله عن إبله، فإذا لا خارج يخرج من باب حصنها، ولا داخل يدخل منه.

فلما رأى ذلك نزل عن ناقته وعقلها، ثم استل سيفه ودخل من باب الحصن، فلما خلف الحصن إذا هو ببابين عظيمين لم ير في الدنيا شيء أعظم منهما، ولا أطول، وإذا خشبهما محمر، وفي ذينك

---

[1] العظمة:١٤٩٣/٤رقم:٩٨٣،ت:رضاء الله بن محمد إدريس،دار العاصمة ـ الرياض.

البابين مسامير من ياقوت أبيض وياقوت أحمر، يضيئ ذانك البابان فيما بين الحصن والمدينة، فلما رأى ذلك الرجل أعجبه، وتعاظمه الأمر، ففتح أحد البابين ودخل.

فإذا هو بمدينة لم ير الرائون مثلها قط، وإذا هي قصور قصور، على كل قصر معلق تحته أعمدة من زبرجد وياقوت، ومن فوق كل قصر منها غرف، وفوق الغرف غرف مبنية بالذهب والفضة واللؤلؤ والياقوت، والزبرجد، وكل مصاريع تلك القصور وتلك الغرف مثل مصراعي باب المدينة من حجر، كلها مفصصة بالياقوت الأبيض والياقوت الأحمر، متقابلة بعضها ببعض، ينور بعضها من بعض، مفروشة كلها تلك القصور وتلك الغرف باللؤلؤ وبنادق من مسك وزعفران، فلما عاين الرجل ما عاين، ولم ير فيها أحدا، ولا أثر أحد، وإنما هو شيء مفروغ منه، بناء لم يسكنه أحد، ولم ير أثرا لأحد من الناس إلا عصا حديدة أهاله ذلك وأفزعه.

ثم نظر إلى الأزقة، فإذا هو بالشجر في كل زقاق منها قد أثمرت تلك الأشجار كلها، وإذا تحت تلك الأشجار أنهار مطردة يجري ماؤها من قنوات من فضة، كل قناة منها أشد بياضا من الشمس، تجري تلك القنوات تحت الأشجار، وداخل الرجل العجب مما رأى، وقال: والذي بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق! ما خلق الله تبارك وتعالى مثل هذه في الدنيا، وإن هذه للجنة التي وصف الله عز وجل، ما بقي مما وصف الله تبارك وتعالى شيء إلا وهو في هذه

المدينة، هذه الجنة، الحمد لله الذي أدخلنيها.

ساهر على ذلك يوامر نفسه ويتدبر رأيه، إذ دعته نفسه أن يأخذ من لؤلؤها وياقوتها وزبرجدها، ثم يخرج حتى يأتي بلاده، ثم يرجع إليها، ففعل فحمل معه من لؤلؤها ومن بنادق المسك والزعفران، ولم يستطع أن يقلع من زبرجدها شيئا ولا من ياقوتها لأنها مثبتة في أبوابها وجدرانها، وكان ذلك اللؤلؤ والبنادق من المسك والزعفران منثورا في تلك الغرف والقصور كلها، فأخذ ما أراد وخرج إلى ناقته، فحل عقلها وركبها، ثم سار راجعا يقفو أثر ناقته حتى رجع إلى اليمن، فأظهر ما كان معه، فأعلم الناس أمره، وما كان من قصته، وباع بعض اللؤلؤ، وكان ذلك اللؤلؤ قد اصفر من طول مرور الليالي والأيام عليه، فلم يزل أمر ذلك الرجل ينمي ويخرج حتى بلغ أمير المؤمنين معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنه.

فأرسل رسولا وكتب إلى صاحب صنعاء يأمره أن يبعث له الرجل ليسأله عما كان من أمره، فخرج به رسول معاوية بن أبي سفيان من اليمن حتى قدم به الشام، وأمر صاحب صنعاء الرجل أن يخرج ببعض ما جاء به من متاع تلك المدينة، فسار الرجل ورسول أمير المؤمنين، حتى قدم على معاوية، فخلى به أمير المؤمنين، وسأله عما رأى وعاين، فقص عليه أمر المدينة، وما رأى فيها شيئا شيئا، فأعظم ذلك معاوية وأنكر ما حدثه، وقال: ما أظن ما تقول حقا؟ فقال الرجل: يا أمير المؤمنين! هي من متاعها الذي هو مفروش في قصورها

وغرفها وبيوتها، قال: ما هو؟ قال: اللؤلؤ وبنادق المسك والزعفران، فقال له معاوية: هات حتى أراه، فأراه لؤلؤا أصفر من أعظم ما يكون من اللؤلؤ، وأراه تلك البنادق، فشمها معاوية فلم يجد لها ريحا، فأمر بدق بندقة من تلك البنادق، فسطع ريحها مسكا وزعفرانا، فصدقه معاوية عند ذلك وقال: كيف لي حتى أعلم ما اسم هذه المدينة ومن بناها ولمن كانت؟

فوالله! ما أعطي أحد مثل ما أعطي سليمان بن داود على نبينا وعليه الصلاة والسلام، وما ملك سليمان مثل هذه المدينة، فقال بعض جلساء أمير المؤمنين: يا أمير المؤمنين! إنك لن تجد خبر هذه المدينة عند أحد من أهل الدنيا في زماننا هذا إلا عند كعب الأحبار، فإن رأى أمير المؤمنين أن يبعث إليه، ويأمر بأن يغيب عنه هذا الرجل، فإنه سيخبر أمير المؤمنين بأمرها، وأمر هذا الرجل إن كان دخلها، لأن مثل هذه المدينة على مثل هذه الصفة لا يستطيع هذا الرجل دخولها إلا أن يكون قد سبق في الكتاب الأول دخوله إياها، فابعث إلى كعب، فإنه يا أمير المؤمنين! لم يخلق الله عز وجل أحدا على ظهر الأرض أعلم منه، ولا من مضى من الدهر، ولا يكون من بعد اليوم إلا هو في التوراة مفسرا منسوبا معروفا مكانه، فليبعث إليه أمير المؤمنين، فإنه سيجد خبرها عنده.

فأرسل معاوية رضي الله عنه إلى كعب الأحبار رحمه الله تعالى، فلما أتاه، قال له أمير المؤمنين: يا أبا إسحاق! إني دعوتك لأمر رجوت

أن يكون علمه عندك، قال كعب: يا أمير المؤمنين! على الخبير سقطت، فسلني عما بدا لك؟ قال: أخبرني يا أبا إسحاق! هل بلغك أن في الدنيا مدينة مبنية بالذهب والفضة، وعمدها زبرجد وياقوت، وحصباء قصورها وغرفها اللؤلؤ، فيها أجنتها وأنهارها في الأزقة تحت الأشجار والأنهار؟ قال كعب: والذي نفس كعب بيده لقد ظننت يا أمير المؤمنين! أني سأوسد يميني قبل أن يسألني أحد عن تلك المدينة وما فيها ولمن هي؟ ولكن أخبرك بها، ومن بناها، ولمن هي؟ أما تلك المدينة، فهي حق كما بلغ أمير المؤمنين، وعلى ما وصف له، وأما صاحبها الذي بناها، فشداد بن عاد، وأما المدينة فإرم ذات العماد التي وصف الله عز وجل في كتابه المنزل على محمد صلى الله عليه وسلم: "إرم ذات العماد التي لم يخلق مثلها في البلاد"، وهي كما وصف لك لم يبن مثلها في البلاد، فقال معاوية: حدثنا بحديثها يا أبا إسحاق! يرحمك الله تعالى.

قال أبو إسحاق: أخبرك يا أمير المؤمنين! إن عادا الأولى ليس عاد قوم هود، ولكن عاد الأولى إنما هو هود، وقوم هود ولد ذلك، فكان عاد له ابنان: فسمى أحدهما شديدا، والآخر شدادا، فهلك عاد فبغيا، وتجبرا، وملكا فقهرا كل البلاد، وأخذاها عنوة وقسرا، حتى دان لهما جميع القبائل، حتى لم يبق أحد من الناس في زمانهما إلا وهو في طاعتهما، لا في مشرق الأرض، ولا في مغربها، وإنه لما صفا لهما ذلك، وقر قرارهما مات شديد وبقي شداد، فملك وحده، ولم ينازعه

أحد، ودانت له الدنيا كلها بأسرها، فكان مولعا بقراءة الكتب الأولى الفانية، وكلما مر فيه بذكر الجنة، وما سمع مما فيها من البنيان واللؤلؤ والياقوت دعته نفسه أن يقلد تلك الصفة في الدنيا عتوا على الله عز وجل وكبرا، فلما وقر ذلك في نفسه، والذي يريد أمر بصنعة تلك المدينة إرم ذات العماد، وأمر على صنعها مائة قهرمان، مع كل قهرمان ألف من الأعوان، قال: انطلقوا إلى أطيب فلاة في الأرض وأوسعها، فاعملوا لي فيها مدينة من ذهب وفضة، وياقوت وزبرجد ولؤلؤ، تحت تلك المدينة أعمدة من زبرجد، وعلى المدينة قصور، ومن فوق القصور غرف، ومن فوق الغرف غرف، واغرسوا تحت القصور في أزقتها أصناف الثمار كلها، وأجروا فيها الأنهار حتى يكون تحت الأشجار، فإني أسمع في الكتاب صفة الجنة، فأنا أحب أن أجعل مثلها في الدنيا، أتعجل سكناها.

فقال له قهارمته: وكانوا مائة قهرمان، تحت يد كل قهرمان منهم ألف من الأعوان، كيف لنا أن نقدر على ما وصفت لنا من الزبرجد والياقوت واللؤلؤ، والذهب والفضة، تبني منه مدينة من المدائن كما وصفت لنا؟ متى نقدر على هذا الذهب كله وهذه الفضة؟ فقال لهم شداد: أليس تعلمون أن ملك الدنيا كلها بيدي؟ قالوا: بلى، قال: فانطلقوا إلى كل شيء في الدنيا من معدن من معادن الزبرجد والياقوت، أو بحر فيه لؤلؤ، أو معدن ذهب، أو فضة، ووكلوا به من كل قوم رجلا يخرج لكم ما كان في كل معدن من تلك البلاد، ثم انطلقوا، فانظروا إلى ما كان في

أيدي الناس من ذلك، فخذوه سوى ما يأتيكم به أصحاب المعادن، فإن معادن الدنيا أكثر من ذلك، وما فيها مما لا تعلمون به أكثر، وأعظم مما كلفتم من صنعة هذه المدينة.

قال: فخرجوا من عنده، فكتب منه إلى كل ملك في الدنيا يأمره أن يجمع ما في بلاده من جوهرها، ويحفر معادنها، فانطلق أولئك القهارمة، فبعثوا بكل كتاب إلى ملك من تلك الملوك، وأخذ كل ملك ما يجد في يديه في ملكه عشر سنين حتى بعث إلى فعلة إرم ذات العماد بما قبله مما سأله من الزبرجد، والياقوت واللؤلؤ، والذهب والفضة، وأخذ القوم في طلبهم له مواضع، كلما أرادوا وضعه لهم من البساتين بساتين إرم ذات العماد، وإجراء الأنهار وغرس الأشجار، وحدودها على ما وصف لهم عشر سنين.

فقال له معاوية: يا أبا إسحاق! وكم كان عدد تلك الملوك التي كانت إرم؟ قال: كانت مائتين وستين ملكا قسمها بينهم، كل ملك منهم على حدة، وما عليه من الخراج، فقال له معاوية: أتمم حديثك يا أبا إسحاق! قال: فخرج عند ذلك الفعلة والقهارمة، فتبددوا في الصحاري ليجدوا ما يوافقه فلم يجدوا ذلك حتى وقفوا على صحراء عظيمة نقية من الجبال والتلال، فإذا هم بعيون مطردة فقالوا: هذه صفة إرم التي أمرنا بها فعمدوا، فأخذوا بقدر الذي أمرهم من العرض والطول، ثم جعلوا ذلك بحدود محدودة، ثم عمدوا إلى مواضع الأزقة التي فيها الحدود، فأجروا فيها قنوات تلك الأنهار، ثم وضعوا

الأساس من صخور الجزع اليماني، وعبوا طين ذلك الأساس من مُرّ ولُبَان، ومحلب.

فلما فرغوا مما وضعوا من الأساس، وأجروا القنوات، وأرسلت إليهم الملوك بالزبرجد، والياقوت والذهب، والفضة واللؤلؤ، والجوهر، كل ملك قد عمل ما كان في معدنه، فمنهم من بعث بالعمد مفروغ منها، ومنهم من بعث بالذهب، والفضة مفروغ منه مصنوعا، فدفعوه إلى تلك القهارمة والوزراء، فأقاموا فيها حتى فرغوا من بنائها، وهي على تلك العمد، وهي قصور من فوق القصور غرف، ومن فوق الغرف غرف مبنية بالذهب والفضة، والزبرجد، والياقوت التي بعث بها الملوك، فقال معاوية: يا أبا إسحاق! والله! إني لأحسبهم قد أقاموا في بنائها زمانا من الدهر، قال: نعم، يا أمير المؤمنين! إني لأجد مكتوبا في التوراة أنهم أقاموا في بنائها، وما أجلهم الملوك في الذي أمرهم من حمل ما في الدنيا إليه من كل زبرجد وياقوت، ولؤلؤ وذهب وفضة حتى فرغوا منها، أجده مكتوبا ثلاثمائة سنة، قال معاوية: وكم كان عمر شداد بن عاد صاحبها؟ قال: كان عمره تسعمائة سنة، قال معاوية: يا أبا إسحاق! لقد أخبرتنا عجبا، فحدثنا.

قال: يا أمير المؤمنين! إنما سماها الله تعالى: ”إرم ذات العماد التي لم يخلق مثلها في البلاد“ التي لم يعمل مثلها في البلاد، للذي فيها من الزبرجد والياقوت، وليس في الدنيا مدينة بالزبرجد غيرها ولا ياقوت غيرها، فلذلك قال الله عز وجل: ”إرم ذات العماد التي لم

يخلق مثلها في البلاد“ قال كعب: يا أمير المؤمنين! إنهم لما أتوه فأخبروه بفراغهم منها، قال: انطلقوا فاجعلوا عليها حصنا، واجعلوا حول الحصن ألف قصر عند كل قصر ألف علم، يكون في قصر من تلك القصور وزير من وزرائي، ويكون فوق كل علم منها ناطور، قال: فرجعوا، فعملوا تلك القصور والأعلام والحصن، ثم أتوه، فأخبروه بالفراغ مما أمرهم به، قال: فأمر ألف وزير من أهل خاصته، ومن يثق به أن يتهيأوا إلى النقلة إلى إرم ذات العماد، وأمر لتلك الأعلام برجال يسكنونها، ويقيمون فيها ليلهم ونهارهم، وأمر لهم بالعطاء والأرزاق، والجهاز إلى تلك الأعلام.

قال: وأمر الملك من أراد من نسائه، وخدمه بالجهاز إلى إرم ذات العماد، فأقاموا في جهازهم إليها عشر سنين، فسار الملك بمن أراد، وخلف من قومه في عدن أبين، والشجراء كثر مما سار[كذا في الأصل، والصحيح: والشحر أكثر ممن سار]، فلما استقل وسار إليها ليسكنها، وبلغها إلا مسيرة يوم وليلة، بعث الله عز وجل عليه، وعلى من كان معه صيحة من السماء، فأهلكتهم جميعا، ولم يبق منهم أحد، ولم يدخل إرم ذات العماد، ولا من كان معه، ولم يقدر على أن يدخلها أحد منهم حتى الساعة، فهذه صفة إرم ذات العماد، يا أمير المؤمنين! وسيدخلها رجل من المسلمين يا أمير المؤمنين! في زمانك هذا ويرى ما فيها، ويحدث بما فيها، ولا يصدق.

قال له معاوية: يا أبا إسحاق! هل تصفه؟ قال: نعم، هو رجل

أحمر أشقر قصير، على حاجبه خال، وعلى عنقه خال، يخرج ذلك الرجل في طلب إبل له في تلك الصحاري، فيقع على إرم ذات العماد فيدخلها ويحمل مما فيها، والرجل جالس عندك يا أمير المؤمنين! فالتفت كعب فرأى ذلك الرجل، فقال: هذا ذلك الرجل يا أمير المؤمنين! واسأله عما حدثتك به، فقال معاوية: يا أبا إسحاق! هذا من خدمي، ولم يبال، حتى قال: فقد دخلها، وإلا فسيدخلها، وسيدخلها أهل هذا الدين في آخر الزمان، فقال له معاوية: لقد فضلك الله تعالى يا أبا إسحاق! على غيرك من العلماء، ولقد أعطيت من علم الأولين والآخرين ما لم يعط أحد، فقال له كعب: والذي نفسي بيده، ما خلق الله تعالى شيئا إلا وقد فسره في التوراة لعبده موسى على نبينا وعليه أفضل الصلاة والسلام، تفسيرا يا أمير المؤمنين! وإن القرآن لشدة ووعيد، وكفى بالله وكيلا، وشدة ووعيدا".

وہب بن منبہ، عبد اللہ بن قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے بدکے ہوئے اونٹ کی تلاش میں نکلے، اس دوران کہ وہ عدن ابین کے صحراؤں میں تھے، اور ان جنگلات میں درخت ان پر سایہ کئے ہوئے تھے اچانک ان جنگلات میں ان کے سامنے ایک شہر آیا، جس میں ایک قلعہ تھا، اس قلعہ کے اردگرد بہت سارے محلات اور لمبے لمبے جھنڈے تھے، جب یہ اس سے قریب ہوئے تو خیال ہوا کہ اس میں کوئی تو ہوگا جس سے اپنے اونٹ کے بارے میں معلوم کریں، لیکن اس قلعہ کے دروازے سے نہ کوئی باہر نکلنے والا باہر نکلا اور نہ کوئی اس دروازے سے داخل ہوا۔

جب اس نے یہ منظر دیکھا تو اپنی اونٹنی سے اتر کر اسے باندھ دیا، پھر اپنی تلوار سونت کر قلعہ کے دروازے سے داخل ہو گیا، جب قلعہ پیچھے رہ گیا تو اچانک دو بڑے بڑے دروازے دکھائی دیئے کہ دنیا میں ان سے بڑے لمبے دروازے نہ دیکھے گئے ہوں گے، اور ان دروازں کی لکڑیاں سرخ تھیں، اور ان دروازں کی میخیں سفید و سرخ رنگ کے یاقوت کی تھیں، یہ دونوں دروازے شہر و قلعہ کے مابین چمک رہے تھے، جب اس آدمی نے یہ منظر دیکھا تو اسے بڑا تعجب ہوا، اس نے اس کو بہت بڑی بات سمجھا، اور دونوں دروازں میں سے ایک کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

جب یہ اندر داخل ہو گیا تو وہ ایک ایسا شہر تھا کہ اس جیسا دیکھنے والوں نے کبھی بھی نہیں دیکھا ہو گا، اور اندر شہر میں محل ہی محل تھے، ہر محل اپنے ماتحت زبرجد اور یاقوت کے ستونوں پر قائم تھا، اور ہر محل کے اوپر بہت سے کمرے تھے، اور کمروں کے اوپر دوسرے کمرے تھے جو سونے، چاندی، موتی، یاقوت اور زبرجد سے بنے ہوئے تھے، اور ان تمام محلات اور کمروں کے کواڑ پتھر کے بنے ہوئے شہر کے دروازے کے دو کواڑوں کی طرح تھے، اور یہ تمام تر سفید یاقوت اور سرخ یاقوت سے جڑے ہوئے تھے، ایک دوسرے کے مقابل تھے، باہم ایک دوسرے کو روشن کر رہے تھے، اور ان تمام تر محلات اور کمروں میں موتی اور بکھر جانے والے مشک وزعفران پھیلے ہوئے تھے، جب اس آدمی نے یہ دیکھی جانے والی چیزیں دیکھ لیں، لیکن اسے کوئی شخص نظر نہیں آیا، بلکہ اسے کسی شخص کی نشانی بھی نظر نہیں آئی، حالانکہ یہ تمام تر چیزیں بنا کر تعمیر کر دی گئی تھیں، جس میں کوئی رہنے والا نہ تھا، اور کہیں بھی کسی انسان کا اثر نہیں تھا، سوائے لوہے

کے ایک عصا کے جو اسے خوفزدہ کر رہا تھا، اور ڈرا رہا تھا۔

پھر اس کی نظر چند گلیوں کی طرف پڑی، جن میں ہر ایک گلی میں درخت ہی درخت تھے، یہ تمام تر درخت پھل دار تھے، اور سب درختوں کے نیچے نہریں جاری تھیں، ان نہروں کا پانی چاندی سے بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی نالیوں میں بہہ رہا تھا، اور ان نالیوں میں ہر ایک نالی سورج سے زیادہ سفید تھی، یہ نالیاں ان درختوں کے نیچے سے گزر رہی تھیں، یہ سب دیکھ کر اس شخص کے دل میں انتہائی تعجب پیدا ہوا اور کہنے لگا: اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق دیکر بھیجا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس جیسی دنیا پیدا نہ کی ہوگی، اور یہ تو وہ جنت ہے جس کا حال اللہ عزوجل نے بیان کیا ہے، ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی باقی نہیں ہے جس کا حال اللہ تعالیٰ نے بیان کیا مگر یہ کہ وہ اس شہر میں ہے، یہ تو جنت ہے، الحمد اللہ، اللہ نے مجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔

ان تمام تر چیزوں کو دیکھ کر وہ بے خوابی کے عالم میں اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا، اور اپنی ہی رائے پر غور کر رہا تھا، اچانک اسے خیال آیا کہ وہ اس شہر کے کچھ موتی یاقوت اور زبرجد اٹھالے اور پھر یہاں سے نکل کر اپنے شہر پہنچ جائے، پھر دوبارہ یہاں واپس آجائے، چنانچہ اس نے کچھ موتی، بکھری ہوئی مشک وزعفران اٹھالئے لیکن وہ زبرجد اور یاقوت میں سے کچھ اکھاڑ نہ سکا، کیونکہ یہ چیزیں دروازں اور دیواروں میں پیوست تھیں، البتہ موتی اور بکھری ہوئی مشک وزعفران ان تمام کمروں اور محلات میں پھیلے پڑے تھے، چنانچہ اس نے ان میں جو چاہا اٹھایا اور باہر اپنی اونٹنی کے پاس آکر اس کی رسی کھولی، اور اس پر سوار ہو کر اپنی اونٹنی کے نشان قدم پر چلتا چلتا واپس یمن پہنچ گیا، وہاں جا کر اپنی چیزوں کو

آشکارہ کیا، لوگوں کو اپنے معاملہ کی خبر دی، اور سارا قصہ سنایا، اور کچھ موتی بیچ دیئے، اور یہ موتی کئی راتیں اور دنوں کے گزر جانے کے بعد زرد ہو چکے تھے، اس آدمی کا یہ معاملہ خوب پھیل گیا حتی کہ اس کی خبر امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو پہنچی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک قاصد بھیجا اور اس کے ہاتھوں صنعاء کے امیر کو خط بھجوایا، اور حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس بھجوادو تاکہ میں اس کا قصہ اس سے دریافت کروں، چنانچہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا قاصد اس شخص کو لے کر یمن سے نکلا یہاں تک کہ شام پہنچ گیا، صنعاء کے امیر نے اس شخص سے یہ بھی کہا کہ تم اس شہر سے جو چیزیں لائے ہو وہ بھی اپنے ساتھ لے چلو، یہ شخص اور امیر المؤمنین کا قاصد واپس روانہ ہوئے حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے، امیر المؤمنین اس شخص کو تنہائی میں لے گئے، اور اس سے ان چیزوں کے بارے میں سوال کیا جو اس نے دیکھی تھیں، اس شخص نے اس شہر کا قصہ بیان کیا، اور جو کچھ دیکھا تھا ایک ایک کر کے سب بتادیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی باتیں بہت بڑی معلوم ہوئیں، اور انہوں نے اس کی باتوں کا انکار بھی کر دیا، اور کہا میں نہیں سمجھتا کہ جو تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہو؟ اس آدمی نے کہا: اے امیر المؤمنین! میرے پاس وہاں کا کچھ سامان بھی ہے، جو ان کے محلات، کمروں اور گھروں میں بکھرا ہوا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کیا چیزیں ہیں؟ اس شخص نے کہا موتی اور مشک وزعفران کے کچھ ٹکڑے ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لاؤ تاکہ میں اس کو دیکھ لوں، اس شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان موتیوں میں سب سے بڑا زرد رنگ کا موتی دکھایا اور مشک وزعفران کے ٹکڑے

بھی دکھائے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان ٹکڑوں کو سونگھا، کوئی خوشبو نہیں آئی، پھر حکم دیا کہ ٹکڑوں میں سے کسی ایک کو کوٹا جائے، جب اسے کوٹا گیا تو مشک وزعفران کی خوشبو پھیل گئی، اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو سچا کہا اور یہ بھی کہا میرے لئے یہ کیسے ممکن ہو گا کہ میں اس شہر کا نام جان لوں، اور اس شخص کو جان لوں جس نے اس کو تعمیر کیا ہے، کس نے اس کو بنایا ہے، اور یہ کس کا شہر ہے؟

اللہ کی قسم! جو چیزیں حضرت سلیمان بن داوٗد علی نبیناو علیہ الصلوۃ والسلام کو دی گئی ہیں وہ چیزیں کسی کو نہیں ملیں، حضرت سلیمان علیہ السلام اس شہر کے مالک نہ تھے، امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھنے والوں میں ایک فرد نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ ہمارے زمانے میں خبر دینے والوں میں اس شہر کی خبر حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہی پاسکتے ہیں، اگر امیر المؤمنین بہتر سمجھیں تو ان کی طرف کسی کو بھیج دیں، اور حکم کر دیں کہ یہ شخص اس کے سامنے نہ ہو، وہ آکر امیر المؤمنین کو اس شہر، اور اس آدمی کے معاملہ کی خبر دے، بشرطیکہ یہ شخص اس میں داخل ہوا ہو، اس لئے کہ یہ شہر اس حالت پر ہو تو کوئی آدمی اس میں داخل ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا مگر یہ کہ پہلی کتابوں میں اس میں داخل ہونے کی خبر گزر چکی ہو گی، تو آپ حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی کو بھیج دیں، کیونکہ کہ اے امیر المؤمنین! اللہ عزوجل نے روئے زمین پر ان سے بڑا عالم کسی کو پیدا نہیں کیا، جو کچھ سابقہ زمانے میں ہوا، اور آج کے بعد جو کچھ ہو گا، سب تورات میں وضاحت کے ساتھ، نسبت کے ساتھ اپنے معروف مقام پر موجود ہے، امیر المؤمنین کو ان کی طرف کسی کو بھیجنا چاہیے، وہ قاصد حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس

اس قصہ کی خبر پائے گا۔

چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف قاصد کو بھیجا، چنانچہ حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے تو ان سے امیر المؤمنین نے فرمایا: اے ابو اسحاق! بے شک میں نے آپ کو ایک ایسے کام کے لئے بلایا ہے کہ جس کا علم آپ کے پاس سے ملنے کی امید ہے، حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! آپ باخبر شخص سے پوچھ رہے ہیں، آپ کا جو جی چاہے مجھ سے پوچھیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو اسحاق! مجھے بتایئے! کیا آپ کو خبر پہنچی ہے کہ دنیا میں ایک ایسا شہر ہے جو سونا اور چاندی سے بنایا گیا ہے، اور اس کے ستون زبرجد اور یاقوت سے بنے ہوئے ہیں، اور اس کے محلات اور اس کے کمرے کی کنکریاں موتی ہیں، اور اس کی نہریں گلیوں میں جاری تھیں جو کہ درختوں اور نہروں کے نیچے بہہ رہی تھیں؟ حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں کعب کی جان ہے، اے امیر المؤمنین! میرا خیال تھا کہ میں اس شہر، جو کچھ اس میں ہے، جو لوگ اس میں رہتے تھے، ان کے بارے میں کسی کے پوچھنے سے پہلے ہی مر جاؤں گا، لیکن اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس کو کس نے بنایا تھا، اور یہ کس کا تھا بہر حال جہاں تک اس شہر کی بات ہے تو یہ سچ ہے جیسا کہ امیر المؤمنین کو خبر پہنچی ہے، اور اس کے اوصاف بتائے گئے ہیں، اور اسے بنانے والا مالک وہ شداد بن عاد تھا، اور شہر ”ارم ذات العماد“ جسے اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے، جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے: ”إرم ذات العماد التي لم يخلق مثلها في البلاد“. اور یہ شہر ایسا ہی ہے جیسا آپ کے سامنے بیان کیا گیا کہ اس جیسا شہروں میں نہیں بنایا گیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا: اے ابو اسحاق! اللہ آپ پر رحم کرے، ہمیں اس کے بارے میں کچھ بتایئے۔

ابو اسحاق نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ عادِ اولی قومِ ہود کی عاد نہیں ہے، بلکہ عادِ اولی تو ہود ہی ہے، اور ہود کی قوم ان کی اولاد ہے، چنانچہ عاد کے دو بیٹے تھے ایک کا نام اس نے شدید رکھا اور دوسرے کا نام شداد، کچھ عرصہ بعد عاد فوت ہو گیا، تو ان دونوں نے حد سے تجاوز کیا، تکبر کیا، اور جبراً تمام شہروں پر قابض ہو کر مالک بن گئے حتی کہ تمام تر قبائل ان کے سامنے جھک گئے، یہاں تک کہ ان کے زمانے میں مشرق و مغرب میں لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں بچا تھا جس نے ان کی اطاعت نہ کی ہو، اور یہ سب کچھ خالص ان دونوں کے لئے ہو گیا اور ان دونوں کو قرار حاصل ہو گیا تو شدید مر گیا، اور شداد رہ گیا، تو اب یہ شداد اکیلا مالک ہو گیا، اور اس کے کوئی مد مقابل نہ تھا، اور ساری دنیا اس کے سامنے جھک گئی تھی، یہ پہلی گزشتہ کتب خوب پڑھتا تھا، اور جب وہ کتب میں جنت کا ذکر دیکھتا، اور ان میں سنتا کہ جنت میں عمارتیں، موتی اور یاقوت ہوں گے تو اس کا جی اللہ رب العزت کے مقابلہ میں تکبر کرتے ہوئے للچایا تاکہ وہ بھی دنیا میں ایسی ہی جنت بنائے گا، جب اس کا ارادہ پختہ ہو گیا تو اس نے شہر ارم ذات العماد کی تعمیر کا حکم دیا، اور اس کی تعمیر پر سو منتظمین مقرر کئے، اور ہر منتظم کے ساتھ ہزار مددگار تھے، شداد نے ان سے کہا: تم زمین کے سب سے عمدہ اور وسیع خطہ کی جانب جاؤ، جس میں سونے، چاندی، یاقوت، زبرجد اور موتی کا ایک شہر بناؤ، اس شہر کے نیچے زبرجد کے ستون ہوں، شہر میں بہت سے محلات ہوں، ہر محل میں متعدد کمرے ہوں، اور ان کمروں پر بھی کمرے ہوں، ان محلات کے

نیچے ان کی گلیوں میں قسم قسم کے پھل ہوں، اور اس میں نہروں کو اس طرح جاری کرو کہ وہ ان درختوں کے نیچے سے بہہ رہی ہوں، ایسا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے کتاب میں جنت کو اسی کیفیت پر سنا ہے، اب میں یہ چاہتا ہوں کہ دنیا میں ایسی ہی جنت بنالوں، اور اس میں رہائش اختیار کروں۔

شداد کے منتظمین نے شداد سے کہا، جن کی تعداد ایک سو تھی، ہر منتظم کے ماتحت ہزار مددگار تھے، ہمارے لئے یہ کیسے ممکن ہو گا کہ ہم زبرجد، یاقوت، موتی، سونا اور چاندی سے آپ کا ذکر کردہ شہر بنائیں، یہ سونا، چاندی ہمیں کب حاصل ہو سکے گا؟ شداد نے ان سے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ ساری دنیا کی ملکیت میرے ہاتھوں میں ہے؟ وہ کہنے لگے: کیوں نہیں، شداد نے کہا: تم دنیا میں موجود زبرجد، یاقوت کے معدنیات، سمندر میں موجود موتی، یا سونے چاندی کے معدنیات کی طرف نکلو، اور ہر قوم میں ایک شخص کو مقرر کر دو جو ان شہروں کی معدنیات تمہارے لئے نکالے، اس کے بعد پھر لوگوں کے قبضہ میں ایسی چیزوں کو دیکھو، وہ ان سے لے لو، سوائے ان لوگوں کے جو تمہارے پاس معدنیات لا چکے ہوں، کیونکہ دنیا کی معدنیات ان سے بہت زیادہ ہیں، اور ان معدنیات میں بہت کچھ ہے جو تمہیں معلوم نہیں، اور تمہیں اس شہر کو بنانے کی جو ذمہ داری سونپی جا رہی ہے اس سے بھی زیادہ اشیاء ان معدنیات میں ہیں۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ منتظمین شداد کے پاس سے روانہ ہوئے تو شداد کی جانب سے دنیا کے ہر بادشاہ کو لکھا گیا کہ وہ اپنے شہر میں موجود جواہرات کو اکٹھا کرنے اور معدنیات کھودنے کا حکم دے، چنانچہ یہ منتظمین روانہ ہو گئے، اور انہوں نے ان بادشاہوں میں سے ہر ایک بادشاہ کو خط بھجوا دیا، اور ہر

بادشاہ نے دس سال تک اپنی ملکیت میں موجود چیزیں جمع کیں، تاکہ قبول شدہ معاہدہ کے مطابق شداد کے منگوائے ہوئے زبرجد، یاقوت، موتی، سونا چاندی کو ارم ذات العماد کی تعمیر کے لئے بھیج دے، نیز ہر بادشاہ نے شداد کے واسطہ ان منتظمین کے مطالبہ پر مختلف جگہیں لے لیں، دس سال تک ان کی چاہت کے مطابق ان کے لئے بتائے گئے طریقہ پر ارم ذات العماد کے باغات کے باغات بناتے رہے، نہریں جاری کرتے، درخت اگاتے، ان کی حدبندیاں کرتے۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو اسحاق! ارم کے ان بادشاہوں کی تعداد کیا تھی؟ حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ دو سو ساٹھ بادشاد تھے، جنہوں نے ارم کو آپس میں تقسیم کر دیا تھا، ہر بادشاہ اور اس کے ذمہ خراج الگ الگ تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اے ابو اسحاق! اپنی بات پوری کرو، حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کے بعد مزدور و منتظمین صحراؤں میں پھیل گئے، تاکہ انھیں کوئی موافق جگہ مل جائے، لیکن انھیں یہ میسر نہ ہوا، حتی کہ اتفاق سے انھیں بہت بڑا صحراء مل گیا، جو پہاڑ اور ٹیلوں سے خالی تھا، اس میں جاری رہنے والے چشمے ان کے سامنے تھے، وہ کہنے لگے: شداد نے ہمیں جس ارم کا حکم دیا ہے یہ مقام اسی کے مطابق ہے، چنانچہ انہوں نے اسے اختیار کیا اور شداد کے حکم کے مطابق لمبائی چوڑائی کی پیمائش کرنے لگے، پھر حدبندیاں کیں، پھر ان حدود میں ان گلیوں کی جگہوں کا تعین کیا، ان میں انھوں نے نہروں سے چھوٹی چھوٹی نالیاں جاری کیں، پھر جذع یمانی کی چٹانوں سے اس کی بنیاد رکھی، جس بنیاد کا گارا مُر (ایک قسم کی دوا جو ایک درخت سے نکل کر جم جاتی ہے جس کا مزہ کڑوا اور بو اچھی ہوتی ہے) صنوبر، اور محَلَب

(ایک قسم کا درخت جس کے بیج سے خوشبو حاصل کی جاتی ہے) کا تھا۔

جب یہ لوگ بنیاد رکھنے سے فارغ ہوگئے، اور پانی کی نالیاں جاری کر دیں، اور بادشاہوں نے ان کی جانب زبرجد، یاقوت، سونا، چاندی، موتی اور جواہرات بھیج دیئے، ہر بادشاہ اپنے معدن میں کام کر چکا، ان میں سے بعض نے تیار ستون بھیجے، بعض نے سونے چاندی سے بنے ہوئے تیار ستون بھیجے، ان لوگوں نے یہ اشیاء ان منتظمین اور وزراء کے حوالہ کر دیں، تو انہوں نے ان میں کام شروع کر دیا حتی کہ وہ اس شہر کی تعمیر سے فارغ ہوگئے، یہ شہر انہیں ستونوں پر قائم تھا، یہ شہر محل ہی محل تھا محلات کے اوپر کمرے تھے، کمروں کے اوپر بھی سونے چاندی، زبرجد، یاقوت کے کمرے تھے جو بادشاہوں نے بھیجے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو اسحاق! اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ انھیں اس شہر کے بنانے میں طویل عرصہ گزرا ہوگا، ابو اسحاق کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جی ہاں، اے امیر المؤمنین! مجھے تورات میں ملا ہے کہ انہوں نے اس کی تعمیر کی، اور بادشاہ جنہیں شداد نے سامان دنیا میں زبرجد و یاقوت، موتی، سونا، چاندی ان تک پہنچانے کا حکم دیا تھا، ایک عرصہ تک اس میں مشغول رہے، آخر کار اس شہر کی تعمیر سے فارغ ہوگئے، میں نے تورات میں دیکھا کہ اس میں تین سو سال لگے ہیں، حضرت معاویہ نے کہا: اے ابو اسحاق! آپ نے ہمیں عجیب باتیں بتائی ہیں، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ابو اسحاق کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالی نے اس شہر کا نام "إرم ذات العماد التي لم يخلق مثلها في البلاد" رکھا ہے، ایسا شہر، شہروں میں کہیں بھی نہیں بن سکا، جس میں زبرجد و یاقوت ہوں، دنیا میں اس

کے علاوہ کوئی ایسا شہر نہیں جو زبرجد سے بنا ہو، اور نہ اس کے علاوہ کوئی شہر جو یاقوت سے بنا ہو، اسی وجہ سے اللہ عزوجل فرماتے ہیں: ”إرم ذات العماد التي لم يخلق مثلها في البلاد“، حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے امیر المؤمنین! جب ان لوگوں نے آکر خبر دی کہ وہ شہر کی تعمیر سے فارغ ہو گئے ہیں، تو شداد نے کہا: چلو، اب اس شہر میں قلعے بناؤ، ہر قلعہ کے اردگرد ہزار محل ہوں، ہر محل میں ہزار جھنڈے ہوں، ان محلات میں ہر محل میں میرے وزراء میں سے کوئی ایک وزیر ہو گا، اور ان میں موجود ہر جھنڈے کا ایک نگہبان ہو گا، کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ واپس گئے اور یہ محلات، جھنڈے اور قلعے بھی تیار کر لئے، پھر آکر ان سے بھی فراغت کی اطلاع کی جس کا شداد نے ان کو حکم دیا تھا، کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شداد نے اپنے ایک ہزار خصوصی وزراء اور قابل اعتماد لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ارم ذات العماد کی طرف منتقل ہونے کی تیاری کر لیں، اور ان مقامات میں رہنے والوں، ان میں شب وروز بسنے والے لوگوں کو بھی حکم کیا، اور ان کے لئے ان مقامات میں عطایاء، اخراجات اور سامان کا حکم دیا۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بادشاہ نے اپنی عورتوں، خدام کو ارم ذات العماد کی جانب تیاری کا حکم دیا، چنانچہ یہ تمام لوگ دس سال تک اس شہر میں اقامت کی تیاری میں مشغول رہے، چنانچہ بادشاہ اپنی چاہت کے مطابق افراد کو لے کر چل دیا، اور عدن ابین وشحر میں اپنی قوم میں سے جانشین کو مقرر کیا، جن کی تعداد اس کے ساتھ جانے والوں سے زیادہ تھی، جب سب جمع ہو کر اس کی جانب رہائش کے لئے روانہ ہوئے، اور جب وہ وہاں سے ایک دن اور رات کے سفر کے بقدر پہنچ گئے تو اللہ عزوجل نے شداد اور جو لوگ وصاحبین اس کے

ساتھ تھے ان پر آسمان سے ایک چیخ بھیجی، جس نے ان سب کو ہلاک کر دیا، ایک بھی باقی نہ رہا، شداد نہ تو خود ارم ذات العماد میں داخل ہو سکا، اور نہ اس کے ساتھ والے ارم ذات العماد میں داخل ہو سکے، اور اب تک بھی کوئی انسان اس میں داخل نہیں ہو سکا ہے، اے امیر المؤمنین! یہ تھا وہ قصہ ارم ذات العماد کا، البتہ اے امیر المؤمنین! مسلمانوں میں سے ایک شخص عنقریب اس میں داخل ہو گا، آپ ہی کے اسی زمانے میں، وہ جو کچھ اس شہر میں ہے اسے دیکھ لے گا، اور اس کے بارے میں لوگوں کو بتائے گا، اور اسے سچا نہیں سمجھا جائے گا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کعب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کیا تم اس شخص کا حلیہ بتا سکتے ہو؟ کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہاں! وہ شخص گہرے سرخ وزرد رنگ کا ہو گا، قد چھوٹا ہو گا، اس کی ابرو، اور گردن پر تل ہو گا، یہ شخص اپنے اونٹ کی تلاش میں ان صحراؤں تک جا پہنچے گا، اور اچانک اس کے سامنے ارم ذات العماد آجائے گا، جس میں وہ داخل ہو کر وہاں کی کچھ چیزیں اٹھا لائے گا، اے امیر المؤمنین! وہ شخص تو آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے، کعب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی کو دیکھ کر کہا کہ اے امیر المؤمنین! یہ ہے وہ شخص، آپ اس سے پوچھ لیجئے جو میں نے آپ کو بتایا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو اسحاق! یہ تو میرا خادم ہے، اور کوئی پروا نہیں کی، کعب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: پھر یا تو اس میں داخل ہو چکا ہے ورنہ جلد داخل ہو جائے گا، اور آخری زمانے میں اس دین والے بھی جلد اس میں داخل ہوں گے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے کعب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اے ابو اسحاق! اللہ تعالی نے تمہیں دوسرے علماء پر فضیلت دے رکھی ہے، تمہیں اولین وآخرین کا وہ علم ملا ہے جو کسی کو نہیں مل سکا، کعب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں

میری جان ہے، اے امیر المؤمنین! اللہ تعالی نے جو کچھ پیدا کیا ہے، اس کی وضاحت اپنے بندے موسی علی نبیناوعلیہ افضل الصلاۃ والسلام کی تورات میں کر دی ہے، اور قرآن تو شدت ووعید کے لئے ہے، اور اللہ کارساز ہیں، شدت فرمانے اور وعید بیان کرنے کے لئے کافی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تفسیر"[۱] میں فرماتے ہیں:

"وإنما نبهت على ذلك لئلا يغتر بكثير مما ذكره جماعة من المفسرين عند هذه الآية من ذكر مدينة يقال لها: إرم ذات العماد، مبنية بلبن الذهب والفضة، قصورها ودورها وبساتينها، وإن حصباءها لآلئ وجواهر وترابها بنادق المسك وأنهارها سارحة وثمارها ساقطة، ودورها لا أنيس بها وسورها وأبوابها تصفر، ليس بها داع ولا مجيب، وأنها تنتقل فتارة تكون بأرض الشام وتارة باليمن وتارة بالعراق وتارة بغير ذلك من البلاد، فإن هذا كله من خرافات الإسرائيليين من وضع بعض زنادقتهم ليختبروا بذلك عقول الجهلة من الناس أن تصدقهم في جميع ذلك.

وذكر الثعلبي وغيره: أن رجلا من الأعراب وهو عبد الله بن

[۱] تفسير ابن كثير:٣٨٦/٨،ت:محمد حسين شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

قلابة في زمان معاوية، ذهب في طلب أباعر له شردت، فبينما هو يتيه في ابتغائها إذ اطلع على مدينة عظيمة، لها سور وأبواب، فدخلها فوجد فيها قريبا مما ذكرناه من صفات المدينة الذهبية التي تقدم ذكرها، وأنه رجع فأخبر الناس، فذهبوا معه إلى المكان الذي قال، فلم يروا شيئا".

میں نے اس پر اس لئے تنبیہ کی ہے کہ کسی کو اس بات سے دھوکہ نہ لگے کہ اس آیت کے تحت مفسرین کی ایک جماعت نے ایک شہر کا ذکر کیا ہے جسے ارم ذات العماد کہا جاتا ہے، جس کے محل، کمرے، اور باغات سونے چاندی کی اینٹوں سے بنائے گئے تھے، اس کی کنکریاں موتی و جواہر کی تھیں، اس کی مٹی مشک کی تھیں، اس کی نہریں رواں ہیں، اس کے پھل گرے ہوئے ہیں، اس کے کمروں میں کوئی انسیت والا نہیں، اس کی دیواریں اور دروازیں زرد ہیں جس میں پکارنے والا ہے، نہ جواب دینے والا، یہ شہر منتقل ہوتا رہتا ہے، کبھی شام میں، کبھی یمن میں، کبھی عراق میں، کبھی اس کے علاوہ شہروں میں، یہ سب اسرائیلی خرافات ہیں، ان کے زندیق لوگوں نے گھڑی ہیں، تاکہ وہ جاہل لوگوں کی عقل کو آزمائش میں ڈال دیں کہ وہ ان تمام چیزوں میں ان کی تصدیق کریں۔

اور ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک بدو شخص عبد اللہ بن قلابہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے بدکے ہوئے اونٹوں کی تلاش میں نکلا، وہ اپنے اونٹوں کی تلاش میں بھٹک ہی رہا تھا کہ اچانک وہ ایک بڑے شہر پر مطلع ہوا، جس کی دیواریں اور دروازے تھے، وہ اس شہر میں داخل ہوگیا اور اسے اس شہر سے ایسی چیزیں ملیں جو قریب قریب ایسی ہی تھیں جو ہم نے کچھ

پہلے سونے کے شہر کے احوال بتاتے ہوئے ذکر کی تھیں، اس نے واپس آکر لوگوں کو اس کی خبر کی تو لوگ اس کے ساتھ اس کے بتائے ہوئے مقام تک گئے، لیکن ان لوگوں کو کچھ نظر نہیں آیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "فتح الباري"[1] میں لکھتے ہیں:

"وأخرج بن أبي حاتم من طريق وهب بن منبه، عن عبد الله بن قلابة قصة مطولة جدا، أنه خرج في طلب إبل له، وأنه وقع في صحاري عدن، وأنه وقع على مدينة في تلك الفلوات فذكر عجائب ما رأى فيها، وأن معاوية لما بلغه خبره أحضره إلى دمشق، وسأل كعبا عن ذلك، فأخبره بقصة المدينة ومن بناها وكيفية ذلك مطولا جدا، وفيها ألفاظ منكرة، وراويها عبد الله بن قلابة لا يعرف، وفي إسناده عبد الله بن لهيعة".

اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے وہب بن منبہ عن عبد اللہ بن قلابہ کے طریق سے ایک طویل قصہ تخریج کیا ہے کہ وہ (عبد اللہ بن قلابہ) اپنے اونٹوں کی تلاش میں نکلے حتی کہ قبیلہ عدن کے صحراؤں میں پہنچے، اور ان جنگلات میں اچانک ایک شہر ان کے سامنے آیا، (واپس آکر) ابن قلابہ نے وہ عجائب ذکر کئے جو انھوں نے دیکھے تھے، اور جب اس کی خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے عبد اللہ بن قلابہ کو دمشق بلوایا، اور حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے متعلق

[1] فتح الباري: ۷۰۲/۸، ت: محمد فواد عبد الباقي، المكتبة السلفية.

پوچھا، انہوں نے اس شہر کا قصہ اور اس کے بنانے والے اور اس کی کیفیت کا بہت طویل ذکر کیا، (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور اس قصہ میں منکر الفاظ ہیں، اور اس کے راوی عبد اللہ بن قلابہ معروف نہیں ہیں، اور اس کی سند میں عبد اللہ بن لہیعہ موجود ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ "روح المعاني"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"وخبر شداد المذكور أخوه في الضعف بل لم تصح روايته، كما ذكره الحافظ ابن حجر، فهو موضوع كخبر ابن قلابة". اور شداد کی خبر جو بیان کی گئی ہے وہ ضعف میں اسی (یعنی عبد اللہ بن قلابہ کی حدیث) کے مثل ہے بلکہ اس کو روایت کرنا صحیح نہیں ہے، جیساکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بیان کیا ہے، چنانچہ ابن قلابہ کی خبر کی طرح یہ بھی من گھڑت ہے۔

علامہ ابن خَلدُون رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تاریخ"[2] کے مقدمہ میں عبد اللہ بن قلابہ اور شداد کی جنت کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"فصل: وأبعد من ذلك وأعرق في الوهم ما يتناقله المفسرون في تفسير سورة الفجر في قوله تعالى: ألم تر كيف فعل ربك بعاد إرم

---

[1] روح المعاني: ۳۳۸/۱۵، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.
[2] مقدمة ابن خلدون: ۱۸/۱، ت: خليل شحادة و سهيل زكار، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۱هـ.

ذات العماد. فيجعلون لفظة إرم اسما لمدينة". **فصل: اس سے زیادہ بعید اور عقل کے خلاف وہ بات ہے جس کو مفسرین سورۃ الفجر کی آیت (اِرم ذات العماد) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں، اور یہ مفسرین لفظ "ارم" ایک شہر کا نام قرار دیتے ہیں۔**

اس کے بعد علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے شداد وشدید کے واقعہ کو اختصاراً نقل کیا، پھر طبری رحمۃ اللہ علیہ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے حوالہ سے زیرِ بحث روایت عبد اللہ بن قلابہ کے واقعہ کو اختصاراً نقل کر کے ان الفاظ سے اس کی تردید کی ہے:

"وقد ينتهي الهَذَيَان ببعضهم إلى أنها غائبة، وإنما يعثر عليها أهل الرياضة والسحر مزاعم كلها أشبه بالخرافات، والذي حمل المفسرين على ذلك ما اقتضته صناعة الإعراب في لفظة ذات العماد أنها صفة إرم، وحملوا العماد على الأساطين، فتعين أن يكون بناء، ورشّح لهم ذلك قراءة ابن الزبير عاد إرم على الإضافة من غير تنوين، ثم وقفوا على تلك الحكايات التي هي أشبه بالأ قاصيص الموضوعة التي هي أقرب إلى الكذب المنقولة في عداد المضحكات"[1].

اور ان میں سے بعض کا ہذیان تو یہاں تک پہنچ گیا کہ یہ شہر غائب ہو گیا ہے، جس کا علم صرف اہل ریاضت وسحر کو ہوتا ہے، یہ تمام کے تمام خیالات خرافات کے مشابہ ہیں، اور اس ہذیان پر "ذات العماد" میں مفسرین کو صناعت

---

[1] مقدمة ابن خلدون: ۱۹/۱، ت: خليل شحادة و سهيل زكار، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۱هـ.

اعراب کے تقاضے نے ابھارا ہے، کیونکہ ”ارم ذات العماد“ یہ ارم کی صفت ہے، اور مفسرین ”عماد“ کو محمول کرتے ہیں ستونوں پر تو یہ بات متعین ہو گئی کہ یہ ایک عمارت تھی، اور ان کے اس قول کو ابن زبیر کی قراءت ”عاد ارم“ بلا تنوین اضافت کے ساتھ نے پروان چڑھایا، پھر مفسرین کو کچھ حکایات مل گئیں، جو من گھڑت قصوں کے مشابہ ہیں، جو ان جھوٹے منقول قصوں کے زیادہ قریب ہیں جو مضحکہ خیز قصوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ بالکل آخر میں لکھتے ہیں:

”وأي ضرورة إلى هذا المحمل البعيد الذي تُمُحِّلَت لتوجيهه لامثال هذه الحكايات الواهية التي ينزه كتاب الله عن مثلها لبعدها عن الصحة؟“[1].

اور ان حکایات کے صحت سے دور ہونے کی وجہ سے آخر کیا ضرورت ہے کہ ان واہی حکایت جیسی امثال کی توجیہ میں دور دراز کے احتمالات پیش کیے جائیں، جن سے اللہ نے اپنی کتاب کو منزہ رکھا ہے؟

علامہ مؤرخ یاقوت رومی حموی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مؤرخ یاقوت رومی حموی رحمۃ اللہ علیہ ”معجم البلدان“[2] میں عبد اللہ بن قلابہ اور شداد کی جنت کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] مقدمة ابن خلدون: ۲۰/۱،ت:خليل شحادة وسهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۱هـ.

[2] معجم البلدان: ۱۵۷/۱،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ۱۳۹۷هـ.

"قلت: هذه القصة مما قدمنا البراءة من صحتها وظننا أنها من أخبار القصّاص المُنَمَّقَة وأوضاعها الْمُزَوَّقَة". سابقہ تفصیل کے ساتھ ذکر کردہ اس قصہ کی صحت سے ہم براءت کا اظہار کرتے ہیں، اور ہمارا گمان یہ ہے کہ یہ قصہ، قصہ گو لوگوں کی بناوٹی اور ان کی ملمع گھڑی ہوئی خبروں میں سے ہے۔

علامہ مرعی بن یوسف مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مرعی بن یوسف مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۰۳۳ھ) "الفوائد الموضوعة"[1] میں فرماتے ہیں:

"وقصة جنة شداد إرم ذات العماد، كل ذلك كذب باطل لا أصل له". شداد کی جنت ارم ذات العماد کا قصہ سب کا سب جھوٹ، باطل، بے اصل ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ یاقوت حموی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مرعی بن یوسف مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے شداد کے اس قصہ کو من گھڑت، باطل اور منکر الفاظ پر مشتمل قرار دیا ہے، اس لئے اسے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] الفوائد الموضوعة: ص: ۸۰، رقم: ۲۳، ت: محمد بن لطفي الصباغ، دار الوراق ـ الرياض، الطبعة ۱٤۱۹ھ۔

روایت نمبر⑩

روایت: ” أول من يصلي علي الرب عزوجل... “. ”آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے رب تعالیٰ میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔۔۔“۔

(اردو زبان میں اس کا اسی طرح ترجمہ کیا جاتا ہے، خود راقم الحروف اس سے بری ہے)۔

حکم: یہ روایت من گھڑت ہے، واضح رہے کہ ہماری تحقیق روایت کے خاص ٹکڑے ” أول من يصلي علي الرب عزوجل.... “. (سب سے پہلے رب تعالی میری نماز جنازہ پڑھیں گے) کی حیثیت سے ہے۔

روایت کا مصدر

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المعجم الکبیر“[1] میں یہ روایت ان لفظوں سے تخریج کی ہے:

”حدثنا محمد بن أحمد بن البراء، ثنا عبد المنعم بن إدريس بن سنان، عن أبيه، عن وهب بن منبه، عن جابر بن عبد الله، وعبد الله بن عباس في قول الله عز وجل: إذا جاء نصر الله والفتح .... فقال علي رضي الله عنه:

يا رسول الله! إذا أنت قبضت فمن يغسلك؟ وفيم نكفنك؟ ومن يصلي عليك؟ ومن يدخل القبر؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يا علي! أما الغسل فاغسلني أنت، والفضل بن عباس يصب عليك الماء، [كذا

[1] المعجم الكبير:٥٨/٣،رقم:٢٦٧٦،ت:حمدي عبدالمجيدالسلفي،مكتبة ابن تيمية–القاهرة،الطبعة الثانية ١٤٠٤هـ.

في الأصل] وجبريل عليه السلام ثالثكما، فإذا أنتم فرغتم من غسلي فكفنوني في ثلاثة أثواب جدد، وجبريل عليه السلام يأتيني بحنوط من الجنة، فإذا أنتم وضعتموني على السرير فضعوني في المسجد وأخرجوا عني، فإن أول من يصلي علي الرب عز وجل من فوق عرشه، ثم جبريل عليه السلام، ثم ميكائيل، ثم إسرافيل عليهما السلام، ثم الملائكة زمرا زمرا، ثم ادخلوا، فقوموا صفوفا لا يتقدم علي أحد....".

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں منقول ہے: اذا جاء نصر اللہ والفتح۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کا انتقال ہو جائے تو آپ کو غسل کون دے؟ اور آپ کو کس چیز میں کفن دیا جائے؟ اور آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے؟ اور آپ کو قبر میں کون اتارے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! آپ مجھے غسل دینا، اور فضل بن عباس پانی ڈالے، اور تمہارے ساتھ تیسرے جبرائیل علیہ السلام ہوں گے، اور جب تم مجھے غسل دے کر فارغ ہو جاؤ تو مجھے تین نئے کپڑوں میں کفن دینا، اور جبرائیل علیہ السلام میرے پاس جنت کی خوشبو لائیں گے، جب تم مجھے چارپائی پر رکھو تو مجھے مسجد میں رکھ دینا، اور میرے پاس سے نکل جانا، کیونکہ سب سے پہلے میری نماز جنازہ عرش کے اوپر سے میرا رب پڑھے گا، پھر جبرائیل علیہ السلام پڑھے گا، پھر مکائیل علیہ السلام پڑھے گا، پھر اسرافیل علیہ السلام پڑھے گا، پھر ملائکہ گروہ در گروہ پڑھیں گے، پھر تم داخل ہونا، اور صف در صف کھڑے ہو جانا، کوئی مجھ سے آگے نہ بڑھے۔۔۔"۔

بعض دیگر مصادر

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "حلية الأولياء"[1] میں، پھر حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب الموضوعات"[2] میں اور علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "إثبات صفة العلو"[3] میں اس روایت کی تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اسے "كتاب الموضوعات"[4] میں تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث موضوع، محال، كافأ الله من وضعه، وقبح من يشين الشريعة بمثل هذا التخليط البارد والكلام الذي لا يليق بالرسول صلى الله عليه وسلم، ولا بالصحابة، والمتهم به عبد المنعم بن إدريس".

یہ حدیث من گھڑت محال ہے، اللہ تعالی اس کے گھڑنے والے کو اوندھا کرے، اور اللہ تعالیٰ برا کرے ایسے شخص کا کہ جو شریعت کو عیب دار کرے، اس جیسے سرد ملے جلے کلام سے اور ایسے کلام سے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق

---

[1] حلية الأولياء: ٤/ ٧٣، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[2] كتاب الموضوعات: ٢٩٥/١، ت: عبدالرحمن محمدعثمان، المكتبة السلفية بالمدينة المنورة، الطبعة ١٣٨٦هـ.

[3] إثبات صفة العلو: ١٠١، رقم: ٢٠، ت: أحمد بن عطية بن علي الغامدي، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[4] كتاب الموضوعات: ١/ ٣٠١، ت: عبدالرحمن محمدعثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٣٨٦هـ.

نہیں ہے، اور نہ ہی صحابہ کی شان کے لائق ہے، اور اس روایت میں متہم عبد المنعم بن ادریس ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[1] میں، اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی موافقت کرتے ہوئے اسے من گھڑت کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[3] میں فرماتے ہیں: "رواه الطبراني، وفيه عبد المنعم بن إدريس، وهو كذاب وضاع". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور اس میں عبد المنعم بن ادریس ہے، اور وہ جھوٹا، حدیث گھڑنے والا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنير"[4] میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق کو اختصاراً نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهو حديث طويل في (ثلاث) أوراق، فيه قصة عكاشة، لكنه ضعيف، ثم عبد المنعم متروك، قال أحمد: يكذب على وهب وعلى غيره، متروك، ووالده ضعفه ابن

---

[1] اللآلئ المصنوعة: ۲۵۴/۱، ت: صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ۳۲۷/۱، رقم: ۱۳، ت: عبدالوهاب عبداللطيف وعبدالله بن محمد الصديق، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[3] مجمع الزوائد: ۹/ ۳۱، دار كتب العربي ـ بيروت.

[4] البدر المنير: ۵/ ۲۷٦، ت: أسامه بن أحمد، دار الهجرة ـ الرياض.

عدي، قال ابن دحية في تنويره: حكى البزار والطبري أنه عليه السلام قال: أول (من) يصلي (علي) رب العزة... في حديث طويل، كرهت أن أذكره، لأن البزار قال في علله: إنه موضوع".

یہ لمبی حدیث ہے، تین اوراق پر مشتمل ہے، اس میں عکاشہ کا قصہ ہے، تاہم یہ حدیث ضعیف ہے، اور عبد المنعم متروک ہے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وہب اور وہب کے علاوہ پر جھوٹ بولتا ہے، متروک ہے، اور اس کے والد کی ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے تضعیف کی ہے، ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تنویر" میں کہا ہے کہ بزار رحمۃ اللہ علیہ اور طبری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: سب سے پہلے میری نماز جنازہ اللہ رب العزت پڑھیں گے، یہ ایک لمبی حدیث میں ہے، مجھے یہ بات ناگوار لگتی ہے کہ میں اس کو ذکر کروں، اس لئے کہ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "علل" میں اسے من گھڑت کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "العلو للعلي الغفار"[1] میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: "هذا حديث موضوع، وأراه من افتراء عبد المنعم، وإنما رويته لهتك حاله".

یہ حدیث من گھڑت ہے، اور میرا خیال یہ ہے کہ اسے عبد المنعم نے گھڑا ہے، اور میں نے اس کو عبد المنعم کی بری حالت کو بتانے کے لئے روایت کیا ہے۔

---

[1] العلو للعلي الغفار: ص: ٥١، رقم: ٨٦، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة أضواء السلف-الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

ابو عبد اللہ عبد المنعم بن ادریس بن سنان بن کلیم، ابن بنت وہب بن منبہ یمانی (المتوفی ۲۲۸ھ) کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الکبیر"[۱] میں فرماتے ہیں: "ذاهب الحديث".

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[۲] میں لکھتے ہیں: "يضع الحديث على أبيه وعلى غيره من الثقات، لا يحل الاحتجاج به، ولا الرواية عنه". وہ اپنے والد اور ان کے علاوہ ثقہ لوگوں پر حدیث گھڑتا تھا، نہ تو اس سے احتجاج درست ہے، اور نہ ہی اس سے روایت کرنا درست ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يكذب على وهب بن منبه"[۳]. عبد المنعم بن ادریس وہب بن منبہ پر جھوٹ بولتا ہے۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عبد المنعم الذي روى عن وهب بن منبه ليس بثقة، أخذ كتبا فرواها"[۴]. عبد المنعم وہ ہے جس نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے، وہ ثقہ نہیں ہے، کتابیں لیکر اس سے روایت کرتا تھا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ عبد المنعم کے بارے میں فرماتے ہیں: "الكذاب الخبيث"[۵].

---

[۱] التاريخ الكبير: ۳۹۵/۵، رقم: ۱۹۵۱، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹ هـ.

[۲] المجروحين: ۱۵۷/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ۔ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲ هـ.

[۳] تاريخ بغداد: ۱۳٤/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۵ هـ.

[۴] تاريخ بغداد: ۱۳٤/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۵ هـ.

[۵] تاريخ بغداد: ۱۳٤/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۵ هـ.

حافظ ابو حفص عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وعبد المنعم متروك الحديث، أخذ كتب أبيه فحدث بها عن أبيه، ولم يكن سمع من أبيه شيئا"[۱]. عبد المنعم متروک الحدیث ہے، اپنے والد کی کتابیں لے کر اس کے ذریعے اپنے والد سے روایت کرتا تھا، جبکہ اس نے اپنے والد سے کچھ بھی نہیں سنا۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "واهي الحديث"[۲].

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكين"[۳] میں لکھتے ہیں: "ليس بثقة".

حافظ زکریا بن یحیی ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يشتري كتب السيرة، فيرويها، ما سمعها من أبيه، ولا بعضها"[۴]. عبد المنعم بن ادریس سیرت کی کتابیں خرید کر اس سے روایت کرتا تھا، جبکہ اس نے وہ روایت اپنے والد سے نہ سنی ہوتی اور نہ اس کا بعض حصہ سنا ہوتا۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ذاهب الحديث"[۵].

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو وأبوه متروكان"[۶]. یہ اور ان

---

[۱] تاریخ بغداد: ۱۳۵/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[۲] تاریخ بغداد: ۱۳۵/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[۳] الضعفاء والمتروكين: ۳۸۷، ت: محمد إبراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ..

[۴] تاریخ بغداد: ۱۳۵/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[۵] لسان الميزان: ۲۸۰/۵، رقم: ٤٩٣٩، ت: شيخ عبدالفتاح أبو غدة، دارالبشائر الإسلامية ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[۶] كتاب الموضوعات: ۱/ ۳۰۱، ت: عبدالرحمن محمدعثمان، المكتبة السلفية ۔ المدينة المنورة، الطبعة ١٣٨٦هـ.

کے والد متروک ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[1] میں فرماتے ہیں: "تركوه، وقال أحمد: كان يكذب على وهب". محدثین نے اسے ترک کردیا تھا، اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ وہب پر جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل" میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وعبد المنعم بن إدريس صاحب أخبار بني إسرائيل كوهب بن منبه وغيره، لا يعرف بالأحاديث المسندة"[2]. عبدالمنعم بن ادریس، وہب بن منبہ وغیرہ کی طرح بنی اسرائیل کی خبریں نقل کرنے والا ہے، مسند (یعنی مرفوع روایتوں) میں یہ معروف نہیں ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة" میں فرماتے ہیں: "قال أحمد ويحيى: يكذب على وهب، وقال ابن حبان: يضع الحديث"[3]. احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ اپنے والد پر جھوٹ باندھتا ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ حدیث گھڑتا ہے۔

روایت کا حکم

آپ جان چکے ہیں کہ حافظ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو من گھڑت کہا

---

[1] المغني في الضعفاء: ۱۷/۲، رقم: ۳۸۵۷، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ هـ.

[2] الكامل: ۳۵/۷، رقم: ۱٤۹٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد المعوض، دار الكتب العلمية – بيروت.

[3] تنزيه الشريعة: ۸۲/۱، رقم: ۲۰٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله بن محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱ هـ.

ہے، حافظ بزار رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وعلامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو من گھڑت کہا ہے، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ اس میں عبد المنعم بن ادریس کذاب وضاع راوی ہے، چنانچہ ان تمام اقوال کی روشنی میں یہ روایت اس تفصیل کے ساتھ من گھڑت ہے، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ ہماری تحقیق روایت کے خاص ٹکڑے "أول من يصلي علي الرب عزوجل....". ("سب سے پہلے رب تعالی میری نماز جنازہ پڑھیں گے"، راقم الحروف اس سے بری ہے، لوگوں کی زبانوں پر یہ انہی الفاظ سے ہے) کی حیثیت سے ہے، اس خاص ٹکڑے کے ساتھ روایت کو صرف عبد المنعم بن ادریس ہی نے نقل کیا ہے، بذات خود عبد المنعم کا وضاع کذاب ہونا معروف ہے، جیساکہ تفصیل گزر گئی ہے، تاہم روایت کے دیگر اجزاء یعنی جبرائیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام اسرافیل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھنے کا ذکر عبد المنعم کے طریق کے علاوہ دیگر سندوں میں بھی آتا ہے، جس سے فی الحال تعارض نہیں کیا جارہا، الحاصل روایت کے حکم یعنی موضوع ہونے کا تعلق خاص ٹکڑے "أول من يصلي علی الرب عزوجل....". کی حیثیت سے ہے، دیگر اجزاء کا حکم یہاں نقل نہیں کیا جارہا، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑪

روایت: غار ثور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ کا ڈسنا

حکم: یہ منکر روایت ہے، حتی کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قصہ گو صوفیوں کی گھڑی ہوئی چیز کے مشابہ قرار دیا ہے، اس لئے غار ثور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ کے ڈسنے کا مشہور واقعہ درست نہیں ہے، البتہ یہ بات درست ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار میں موجود سوراخوں میں اپنا پاؤں داخل کیا تھا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی موذی جانور نقصان نہ پہنچائے۔

روایت کا مصدر

یہ روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "دلائل النبوة"[1] میں اس سند کے ساتھ تخریج کی ہے:

"وأخبرنا أبو الحسين علي بن محمد بن عبد الله بن بشران العدل ببغداد، قال: حدثنا أحمد بن سلمان النجار الفقيه إملاء، قال: قرئ على يحيى بن جعفر وأنا أسمع، قال: أخبرنا عبد الرحمن بن إبراهيم الراسبي، قال: حدثني فُرَات بن السائب، عن ميمون بن مِهْرَان، عن ضبة بن مِحْصَن العَنَزِي، عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه في قصة ذكرها، قال:

فقال عمر: والله لليلة من أبي بكر ويوم خير من عمر عمر، هل

---

[1] دلائل النبوة: ۲/ ٤٧٦، ت: عبدالمعطي قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.

لك أن أحدثك بليلته ويومه؟ قال: قلت: نعم، يا أمير المؤمنين! قال: أما ليلته، فلما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم، هارب من أهل مكة خرج ليلا فتبعه أبو بكر، فجعل يمشي مرة أمامه، ومرة خلفه، ومرة عن يمينه، ومرة عن يساره، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما هذا يا أبا بكر! ما أعرف هذا من فعلك؟ قال: يا رسول الله! أذكر الرصد فأكون أمامك، وأذكر الطلب فأكون خلفك، ومرة عن يمينك ومرة عن يسارك، لا آمن عليك.

قال: فمشى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلته على أطراف أصابعه، حتى حفيت رجلاه، فلما رآه أبو بكر رضي الله عنه أنها قد حفيت حمله على كاهله، وجعل يشتد به حتى أتى به فم الغار، فأنزله، ثم قال: والذي بعثك بالحق لا تدخله حتى أدخله، فإن كان فيه شيء نزل بي قبلك، فدخل فلم ير شيئا، فحمله فأدخله، وكان في الغار خرق فيه حيات وأفاعي، فخشي أبو بكر أن يخرج منهن شيء يؤذي رسول الله صلى الله عليه وسلم، فألقمه قدمه فجعلن يضربنه ويلسعنه الحيات والأفاعي، وجعلت دموعه تنحدر، ورسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول له: يا أبا بكر! لا تحزن، إن الله معنا، فأنزل الله سكينته الاطمئنانية [كذا في الأصل] لأبي بكر، فهذه ليلته. وأما يومه...".

ضبہ بن مِحْصَن عَنَزِی رحمۃ اللہ علیہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہجرت کا قصہ نقل کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک رات اور ایک دن عمر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی سے بہتر ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

میں ان کی رات اور دن کے متعلق تمہیں بتاؤں؟ ضبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ جی اے امیر المؤمنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان کی رات کا قصہ سنو۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں سے روپوش ہو کر رات میں نکلے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چل پڑے، ابو بکر رضی اللہ عنہ کبھی تو آپ کے آگے چلتے، اور کبھی آپ کے پیچھے، اور کبھی آپ کے دائیں طرف، اور کبھی آپ کے بائیں طرف چلتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو بکر! یہ کیا ہے؟ میں آپ کے اس طرح کرنے کو نہیں سمجھ سکا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب مجھے خیال ہوتا ہے کہ کوئی گھات میں بیٹھا ہوگا، تو میں آگے ہو جاتا ہوں، اور جب یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی پیچھے سے آرہا ہوگا تو میں آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں، اور اسی خیال سے کبھی آپ کے دائیں ہو جاتا ہوں، اور کبھی آپ کے بائیں، مجھے آپ کے بارے میں اطمینان نہیں ہوتا۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات اپنی انگلیوں کے بل پر چلتے رہے، یہاں تک کہ آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے، جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں زخمی ہو چکے ہیں تو آپ کو اپنے کندھے پر اٹھالیا، اور آپ کو جلدی سے لے کر غار کے دہانے تک پہنچے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتار کر کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، آپ غار میں داخل نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ میں آپ سے پہلے داخل ہو جاؤں، تاکہ اگر اس میں کوئی چیز ہو تو آپ سے پہلے میں اس کا سامنا کروں، چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے، لیکن انہیں کوئی چیز نظر نہیں آئی، واپس پلٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر غار

میں داخل ہوئے، اور غار میں ایک سوراخ تھا، جس میں سانپ تھے، ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کو خوف ہوا کہ ان سوراخوں سے کوئی ایسی چیز نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچادے، چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں اس سوراخ میں داخل کر دیا، تو سانپوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ڈسنا شروع کر دیا، جس سے ان کے آنسوں نیچے بہنے لگے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، اے ابو بکر! غمگین مت ہو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ پر اپنا سکینہ واطمینان نازل کر دیا، تو یہ ان کی وہ رات تھی، اب ان کے دن کا قصہ سنو۔۔۔"۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت علامہ ابو بکر احمد بن مروان دینوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۳۳ھ) نے "المجالسة وجواهر العلم"[1] میں، حافظ ابو القاسم لَالِکَائی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۱۸ھ) نے "شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة"[2] میں، حافظ ابن منده اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۷۵ھ) نے "الفوائد"[3] میں، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ دمشق"[4] میں، حافظ ابو القاسم اسماعیل بن محمد اصبہانی الملقب قوام السنہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۵ھ) نے "سير سلف الصالحين"[5] میں اور علامہ

---

[1] المجالسة وجواهر العلم:۳۸۰/۵،رقم:۲۲۳۸،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دارابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[2] شرح أصول اعتقاد أهل السنةوالحماعة:ص:۱۳٥٤،رقم:۲٤۲٦،ت:أحمدبن سعدبنحمدان الغامدي، دار طيبة .

[3] الفوائد:۲۰٤/۱،رقم:٦۲٤،ت:خلاف محمود عبد السميع،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[4] تاريخ دمشق:۷۹/۳۰ـ۸۰،ت:محب الدين دارالفكر ـ الطبعة ۱٤۱٥هـ.

[5] سير سلف الصالحين:ص:۷۸،ت:كرم بن حلمي بن فرحات بن أحمد،دارالراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

ابن بلبان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۸۴ھ) نے "تحفة الصديق"[۱] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی فُرات بن سائب پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية والنهاية"[۲] اور "السيرة النبوية"[۳] میں لکھتے ہیں: "وفي هذا السياق غرابة ونكارة". مذکورہ حدیث کے طرز بیان میں غرابت اور نکارت موجود ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[۴] میں لکھتے ہیں: "وهو يشبه وضع الطرقية". یہ روایت قصہ گو صوفیوں کی گھڑی ہوئی چیز کے مشابہ ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[۵] میں اور حافظ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[۶] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[۱] تحفة الصديق:ص:۱۲۴– ۱۲۵،ت:محيي الدين مستو،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ.

[۲] البداية والنهاية:۱۸۰/۳،مكتبة المعارف ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[۳] السيرة النبوية:۲۳۸/۲،ت:مصطفى عبدالواحد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱۳۹٦هـ.

[۴] ميزان الاعتدال:٥٤٥/۲،رقم:٤۸۰٤،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[۵] لسان الميزان:۸۱/٥،رقم:٤٥۹۰،ت:عبدالفتاح أبوغدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[۶] الكشف الحثيث:ص:۱٦۳،رقم:٤۲٤،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۷هـ.

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الإسلام"[1] میں فرماتے ہیں: "وهو منكر، سكت عنه البيهقي، وساقه من حديث يحيى بن أبي طالب، قال: أخبرنا عبد الرحمن بن إبراهيم الراسبي، قال: حدثني فُرَات بن السائب، عن ميمون، عن ضبة بن محصن، عن عمر، وآفته من هذا الراسبي، فإنه ليس بثقة، مع كونه مجهولا، ذكره الخطيب في تاريخه فغمزه".

یہ منکر حدیث ہے، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نقل کر کے اس سے سکوت اختیار فرمایا ہے، اور وہ اسے اس سند عن یحی بن ابی طالب، عن عبد الرحمٰن بن ابراہیم راسبی، عن فرات بن سائب، عن میمون، عن ضبہ بن مِحْصَن، عن عمر رضی اللہ عنہ سے لائے ہیں، اس حدیث کی آفت یہ راسبی ہے، اس لئے کہ یہ ثقہ نہیں ہے، اور ساتھ ساتھ مجہول بھی ہے، خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد" میں ذکر کر کے اس پر طعن کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو علی عبد الرحمن بن ابراہیم راسِبی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الرحمن بن ابراہیم راسبی کو "فيه ضعف ولين" کہا ہے[2]۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ بغداد"[3] میں عبد الرحمن بن

[1] تاريخ الإسلام: ٦٧٢/١، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
[2] لسان الميزان: ٨٢/٥، رقم: ٤٥٩٠، ت: عبدالفتاح أبو غدة، دارالبشائرالإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
[3] تاريخ مدينةالسلام: ٥٣٣/١١، رقم: ٥٣٢٤، ت: بشارعوادمعروف، دارالغرب الإسلامي ـ الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

ابراہیم راسبی عن مالک بن انس کی سند سے منقول حکایت "وصی عیسی بن مریم" کو منکر حدیث قرار دیا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سابقہ حکایت وصی عیسی بن مریم کے بارے میں فرماتے ہیں: "لا يثبت عن مالك ولا نافع"[1]. یہ مالک ونافع سے ثابت نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[2] میں لکھتے ہیں: "عبد الرحمن بن إبراهيم الراسبي، عن مالك، أتى بخبر باطل طويل، وهو المتهم به، وأتى عن فرات بن السائب، عن ميمون بن مهران، عن ضبة بن محصن، عن أبي موسى بقصة الغار، وهو يشبه وضع الطرقية".

عبد الرحمٰن بن ابراہیم راسبی مالک رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے ایک طویل باطل خبر لایا ہے، اور یہ اسی کے ساتھ متہم ہے، اور یہ عن فرات بن سائب، عن میمون بن مہران، عن ضبہ بن مِحْصَن، عن ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ کے انتساب سے غار ثور کے قصہ کو لایا ہے، اور یہ روایت قصہ گو صوفیوں کی گھڑی ہوئی چیز کے مشابہ ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[3] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[4] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر

[1] لسان الميزان:٨٢/٥،رقم:٤٥٩٠،ت:عبدالفتاح أبو غدة،دارالبشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] ميزان الاعتدال:٥٤٥/٢،رقم:٤٨٠٤،ت:على محمدالبجاوي،دارالمعرفة ـ بيروت

[3] الكشف الحثيث:ص:١٦٣،رقم:٤٢٤،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[4] تنزيه الشريعة:٧٧/١،رقم:١٣٤،ت:عبدالوهاب عبداللطيف و عبدالله محمد الصديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

اکتفاء کیا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني في الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "عن مالك، حديثه موضوع". مالک سے روایت کرتا ہے، اس کی حدیث من گھڑت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإصابة في تمييز الصحابة"[2] میں عبد الرحمٰن بن ابراہیم راسبی کو "أحد الضعفاء" لکھا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] میں عبد الرحمن بن ابراہیم راسبی کو وضاعین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو سلیمان فرات بن سائب جزری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[4] میں لکھتے ہیں: "تركوه، منكر الحديث". محدثین نے اسے ترک کر دیا تھا، یہ منکر الحدیث ہے۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[5] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے

---

[1] المغني في الضعفاء: ۵۳۰/۱، رقم: ۳۵۱۸، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.
[2] الإصابة في تمييز الصحابة: ۱۳٤/٤، رقم: ۲۹۹۰، ت: عبد الله بن عبد المحسن – القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۹هـ.
[3] تنزيه الشريعة: ۷۷/۱، رقم: ۱۳٤، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.
[4] التاريخ الكبير: ۲۰/۷، رقم: ۹۹۲۱، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.
[5] الضعفاء لأبي نعيم: ص: ۱۲۹، رقم: ۱۹۱، ت: فاروق حمادة، مطبعة النجاح الجديدة.

"المغني" [1] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرات بن سائب کو "ضعیف الحدیث، منکر الحدیث" کہا ہے۔ [2]

نیز ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرات کو "ضعیف الحدیث" کہا ہے۔ [3]

حافظ یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعرفة" [4] میں فرات بن سائب کو "متروك مهجور" قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين" [5] میں لکھتے ہیں: "كان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات، ويأتي بالمعضلات عن الثقات، لا يجوز الاحتجاج به، ولا الرواية عنه، ولا كتابة حديثه إلا على سبيل الاختبار". یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتے ہیں، اور ثقہ لوگوں کے انتساب سے معضل روایات لاتے ہیں، اس سے نہ تو احتجاج جائز ہے اور نہ ہی اس سے روایت لینا، اس کی حدیث کی کتابت کرنا جائز نہیں ہے تاہم اختبار کے طور پر ایسا کر سکتے ہیں۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرات بن سائب کو "ليس حديثه بشيء" [6] کہا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الفرات بن السائب قريب من

---

[1] المغني في الضعفاء:۹۹/۲،رقم:۴۸۹۲،ت:نورالدين عتر،إحياءالتراث الإسلامي ـقطر.

[2] الجرح و التعديل:۸۰/۷،رقم:۴۵۵،دارالكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[3] الجرح و التعديل:۸۰/۷،رقم:۴۵۵،دارالكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[4] المعرفة والتاريخ:۱۴۱/۳،ت:أكرم ضياءالعمري،مكتبة الدار ـالمدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۴۱۰هـ.

[5] المجروحين:۲۰۷/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـبيروت،الطبعة ۱۴۱۲هـ.

[6] المجروحين:۲۰۷/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـبيروت،الطبعة ۱۴۱۲هـ.

محمد بن زياد الطحان في ميمون، يتهم بما يتهم ذاك"[1]. فرات بن سائب میمون سے نقل کرنے میں محمد بن زیاد طحان کے قریب قریب ہے، یہ فرات ان چیزوں میں متہم ہے جن چیزوں میں محمد بن زیاد متہم ہے۔

علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الخثيث"[2] میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "فمراد أحمد والله أعلم بقوله: يتهم بما يتهم به ذاك، أي: بالوضع". احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ یہ فرات محمد بن زیاد کی طرح حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرات کو "متروك الحديث" کہا ہے۔[3]

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[4] میں لکھتے ہیں: "ولفرات بن السائب غير ما ذكرت من الحديث، خاصة أحاديثه عن ميمون بن مهران مناكير". فرات بن سائب کی اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں، خصوصاً ان کی میمون بن مہران سے منقول احادیث منکر ہیں۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرات کو "متروك الحديث" کہا ہے۔[5]

---

[1] الضعفاء الكبير:٤٥٨/٣،رقم:١٥١٤،ت:عبدالمعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية- بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] الكشف الحثيث:٢٠٨،رقم:٥٨٧،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضةالعربية - بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين:ص:١٩٦،رقم:٥١٢،ت:بوران الضناوي كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية- بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[4] الكامل:١٣٦/٧،رقم:١٥٧٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية - بيروت.

[5] ميزان الاعتدال:٣٤١/٣،رقم:٦٦٨٩،ت:على محمد البجاوي،دار المعرفة - بيروت .

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرات کو "ذاهب الحديث" کہا ہے۔[1]

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدث عن ميمون بن مهران أحاديث موضوعة"[2]. فرات بن سائب نے میمون بن مہران کے انتساب سے من گھڑت احادیث بیان کی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرات کو "واه" کہا ہے۔[3]

اہم نوٹ: واضح رہے کہ زیر بحث واقعہ میں یہ مضمون قابل تحمل سند سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار میں موجود سوراخوں میں اپنا پاؤں داخل کر دیا تھا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی موذی جانور نقصان نہ پہنچائے، ملاحظہ ہو:

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ "مصنف"[4] میں لکھتے ہیں: "وكيع، عن نافع بن عمر، عن رجل، عن أبي بكر، أنهما لما انتهيا، قال: إذا جحر، قال: فألقمه أبو بكر رجله، فقال: يا رسول الله! إن كانت لدغة أو لسعة كانت بي".

نافع بن عمر جمیحی، عن رجل، عن ابی بکر کی سند سے نقل کرتے ہیں کہ جب

---

[1] لسان الميزان:٣٢٢/٦،رقم:٦٠٢٠،ت:عبدالفتاح أبوغدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] المدخل إلى الصحيح:ص:١٨٦،رقم:١٥٧،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] تعجيل المنفعة:١١١/٢،رقم:٨٤٨،ت:إكرام الله إمدادالحق،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[4] مصنف ابن أبي شيبة:٣٤٥/٧،رقم:٣٦٦١٧،ت:كمال يوسف الحوف،دارالتاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ غار تک پہنچ گئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ایک سوراخ غار میں دکھائی دیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں اس میں داخل کر دیا، اور کہا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی چیز ڈنک مارے یا ڈسے تو وہ مجھے ڈسے۔

نافع بن عمر جمیحی کی یہ روایت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل الصحابة"[1] میں، حافظ ابو القاسم لَالِکَائی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الأصول"[2] اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق"[3] میں تخریج کی ہے۔

نیز یہی مضمون ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے جسے علامہ ابو بکر محمد بن حسین آجری رحمۃ اللہ علیہ نے "الشريعة"[4] میں، حافظ ابو القاسم لَالِکَائی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة"[5] میں اور حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "حلية الأولياء"[6] میں نقل کیا ہے۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ زیر بحث روایت "مشكاة المصابيح" میں بحوالہ "رزين" نقل کی گئی ہے، لیکن حافظ رزین رحمۃ اللہ علیہ کی "تجريد الصحاح" تا حال دستیاب نہیں ہے۔

---

[1] فضائل الصحابة: ص:٦٢، رقم:٢٢، ت: وصي الله بن محمد عباس، إحياء التراث الإسلامي ـ مكة المكرمة، الطبعة الألى ١٤٠٤هـ.

[2] شرح أصول اعتقاد أهل السنة والحماعة: ص:١٣٥٤، رقم:٢٤٢٥، ت: أحمدبن سعدبن حمدان الغامدي، دار طيبة ـ السعودية الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] تاريخ دمشق: ٨١/٣٠، ت: محب الدين دار الفكر ـ الطبعة ١٤١٥هـ.

[4] الشريعة: ص:١٨١٣، رقم:١٢٧٥، ت: عبدالله بن عمربن سليمان الدميجي، دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[5] شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: ص:١٣٥٥، رقم:٢٤٢٧، ت: أحمد بن سعد بن حمدان الغامدي، دار طيبة.

[6] حلية الأولياء: ٣٣/١، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦.

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو منکر اور قصہ گو صوفیوں کی گھڑی ہوئی چیز کے مشابہ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے اکتفاء کیا ہے، نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت میں نکارت و غرابت بیان کی ہے، اس لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سانپ کے ڈسنے کا مشہور واقعہ منسوب کرنا درست نہیں ہے، البتہ یہ بات درست ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار میں موجود سوراخوں میں اپنا پاؤں داخل کیا تھا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی موذی جانور نقصان نہ پہنچائے تفصیل گزر چکی ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑫

روایت: "لكل شيء عَرُوْس و عَرُوْس القرآن الرحمن".
ہر شئ کی دلہن ہوتی ہے، قرآن کی دلہن الرحمن (سورت) ہے۔

حکم: شدید ضعیف ہے، نیز علامہ مجد الدین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر قرار دیا ہے، چنانچہ اسے بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت "شعب الإيمان"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"أخبرنا أبو عبد الرحمن السلمي، ثنا علي بن الحسين بن جعفر الحافظ ببغداد، ثنا أحمد بن الحسن دُبَيْس المقرئ، ثنا محمد بن يحيى بن جعفر الكِسَائِي المقرئ، ثنا هشام اليزيدي، ثنا علي بن حمزة الكِسَائِي، ثنا موسى بن جعفر، عن أبيه جعفر، عن أبيه، عن علي بن الحسين، عن أبيه، عن علي رضي الله عنه قال : سمعت النبي صلى الله عليه و سلم يقول : لكل شيء عَرُوْس، وعَرُوْس القرآن الرحمن".

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہر شئ کی دلہن ہوتی ہے، قرآن کی دلہن الرحمن (سورت) ہے۔

---

[1] شعب الإيمان: ١١٧/٤،رقم: ٢٢٦٥،ت:عبد العلي عبد الحميد حامد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

نیز یہی روایت علامہ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الکشف والبیان"[1] میں تخریج کی ہے۔

اہم نوٹ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں موجود راوی "ابو الحسین علی بن حسین بن جعفر"، اس حدیث کو احمد بن حسن دُبیس سے نقل کر رہا ہے، جبکہ امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں "ابو الحسین جباری"، احمد بن حسن دُبیس سے اس حدیث کو نقل کر رہا ہے[2]، اب احتمال ہے کہ یہ دونوں نام ایک ہی راوی کے ہیں، جیسا کہ دونوں کی کنیت ابو الحسین ہے، تو یہ راوی حدیث گھڑنے میں متہم ہے، جس کا تفصیلی ترجمہ آگے آرہا ہے، اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ دونوں الگ الگ راوی ہوں، اس صورت میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں موجود راوی "ابو الحسین علی بن حسین بن جعفر" کا ترجمہ آرہا ہے کہ یہ ایک "متہم راوی" ہے، اور امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں موجود راوی "ابو الحسین جباری" نے اس "متہم" کی متابعت کی ہے، اور خود اس "ابو الحسین جباری" کا ترجمہ کتبِ رجال وغیرہ میں نہیں ملتا، واللہ اعلم۔

---

[1] الكشف والبيان:١٧٦/٩،ت:أبي محمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:"أخبرنا الأستاذ أبو الحسين الجباري، قال: حدثت عن أحمد بن الحسن المقري، قال:حدّثنا محمد بن يحيى الكيساني، قال:حدثنا هشام البربري، قال: حدثنا علي بن حمزة الكسائي، قال: حدثنا موسى بن جعفر عن أبيه جعفر عن أبيه عن علي بن الحسين عن أبيه عن علي قال: سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول: لكل شيء عروس، وعروس القرآن سورة الرحمن جل ذكره". (الكشف والبيان:٩/ ١٧٦،ت:أبي محمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ).

روایت پر ائمہ حدیث کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فيض القدير"[1] میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وفيه علي بن الحسن دُبَيْس[2]، عده الذهبي في الضعفاء والمتروكين، وقال الدارقطني: ليس بثقة". اس حدیث کی سند میں علی بن حسن دُبَیس ہے، جسے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعفاء میں شمار کیا ہے، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "لیس بثقہ" کہا ہے۔

تاہم علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "التيسير"[3] میں اس حدیث کو نقل فرمانے کے بعد اسے "إسناده حسن" کہا ہے۔

علامہ محمد بن صدیق غماری رحمۃ اللہ علیہ نے "المداوي"[4] میں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کی "فيض القدير" کی عبارت ذکر کرنے بعد ان کا تعاقب ان الفاظ سے فرمایا ہے:

"قلت: وإذ ذلك كذلك، فمن أين قلت في الصغير: إنه حسن. مع أن المؤلف رمز لضعفه؟!". اگر تو ایسا ہی ہے، تو آپ نے "صغیر" (یعنی

[1] فيض القدير: ٢٨٦/٥، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[2] یہ بظاہر تصحیف ہے، درست نام "أحمد بن حسن دُبَيْس" ہے۔

[3] التيسير بشرح الجامع الصغير: ٢٩٧/٢، مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض.

[4] المداوي لعلل الجامع الصغير وشرحي المناوي: ٢٧١/٥، رقم: ٧٣١٩، دار الكتب ـ مصر، الطبعة الأولى ١٩٩٦م.

التیسیر) میں اس حدیث کو حسن کیسے کہہ دیا، حالانکہ مصنف (سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس پر ضعف کی علامت لگائی ہے؟

علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ "بصائر ذوي التمييز"[1] میں فرماتے ہیں:

"فيه أحاديث منكرة، منها حديث أبيّ [كذا في الأصل][2]: لكل شيء عَرُوس، وعَرُوس القرآن سورة الرحمن جل ذكره". اس سورت کے فضائل میں بعض احادیث نقل کی جاتی ہیں جو کہ منکر ہیں ان میں ابی کی حدیث "ہر شئ کی دلہن ہوتی ہے، قرآن کی دلہن الرحمن (سورت) ہے"۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ "التنوير"[3] میں مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"رمز المصنف لضعفه، لأن فيه أحمد بن الحسن، عده الذهبي في الضعفاء والمتروكين، قال الدارقطني: ليس بثقة". مصنف رحمۃ اللہ علیہ (سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس حدیث پر ضعف کی علامت لگائی ہے، کیونکہ اس

---

[1] بصائر ذوي التمييز: ٤٤٩/١، ت: عبد الحليم الطحاوي، لجنة إحياء التراث الإسلامي ـ مصر، الطبعة الثالثة ١٤١٦هـ.

[2] بظاہر یہ نام "ابی" تصحیف ہے، درست نام احمد بن حسن دُبَیس ہے۔

[3] التنوير شرح الجامع الصغير: ٨٥/٩، رقم: ٧٣٠١، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

حدیث کی سند میں احمد بن حسن ہے، جسے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعفاء میں شمار کیا ہے، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "لیس بثقہ" کہا ہے۔

سند میں موجود راوی ابو علی احمد بن حسن بن علی بن حسین مقری المعروف بدُبَیس خیاط کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[1] میں فرماتے ہیں: "منکر الحدیث".

حافظ ابو الحسن دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "لیس بثقة"[2].

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[3] میں حافظ ابو الحسن دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[4] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] تاريخ بغداد: ٣٠٨/٤،رقم:٢٠٣٨،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[2] تاريخ بغداد: ٣٠٩/٤،رقم:٢٠٣٨،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

[3] المغني في الضعفاء: ٦٣/١،رقم: ٢٦٤،ت:أبي الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] لسان الميزان: ٤٣٢/١،رقم:٤٤٩،ت:سلمان عبدالفتاح أبوغدة،دار البشار الاسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

سند میں موجود راوی ابو الحسین علی بن حسن بن جعفر بغدادی مُخَرِّمِی رُصَافِی المعروف ابن کرنیب و ابن عطار (المتوفی ۳۷۶ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[1] میں فرماتے ہیں: "وكان يتعاطى الحفظ والمعرفة، وكان ضعيفا". اور یہ حفظ و معرفت میں خوب مشغول رہتا تھا، اور یہ ضعیف تھا۔

امام حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ذكرت للدارقطني ابن العطار، فذكر من إدخاله على المشايخ شيئا فوق الوصف، وأنه أشهد عليه، واتخذ محضرا بإدخاله أحاديث على دعلج"[2]. میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ابن عطار کا تذکرہ کیا، تو انہوں نے ذکر کیا کہ یہ مشائخ پر ایسی چیزیں داخل کرتا ہے جو بیان سے بھی باہر ہیں، اور انہوں نے اس کے خلاف گواہی دی، اور انہوں نے ایک دستاویز تیار کر رکھی تھی، ان احادیث پر مشتمل تھی جو اس نے دعلج پر داخل کی ہیں۔

قاضی ابو بکر محمد بن عمر داودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان عندنا ها هنا في المُخَرَّم، وكان من أحفظ الناس لمغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم يسردها من حفظه، إلا أنه كان كذابا، يدعي ما لم يسمع، ويضع

---

[1] تاريخ بغداد:۳۱۷/۱۳،رقم:٦٢١١،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] تاريخ بغداد:۳۱۹/۱۳،رقم:٦٢١١،ت:بشار عواد معروف،دارالغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

الحديث، ورأيت في كتبه نسخا عتقا قد قطع من كل جزء أول ورقة فيه، وكتب بدلها بخطه، وسمع فيها لنفسه، أو كما قال"[1].

اور یہ ہمارے ہاں مُخَرِّم میں رہتا تھا، اور یہ لوگوں میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مغازی کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا تھا اور اسے اپنے حفظ سے بیان کرتا تھا، البتہ یہ کذاب تھا، ایسی چیزوں کا دعوی کرتا تھا جو اس نے نہیں سنی ہوتی، اور حدیث گھڑتا تھا، اور میں نے اس کا ایک پرانا نسخہ دیکھا جس میں اس نے ہر جزء کا پہلا صفحہ کاٹ دیا تھا، اور اس کی جگہ اپنی تحریر لکھ دی تھی، اور اس میں اپنی سماعت کا اظہار کر دیا۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "ا لضعفاء وا لمتروکین"[2] میں حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابو بکر داودی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ الإسلام"[3] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ قاضی ابو بکر داودی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ محمد بن ابی الفوارس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وكان مخلطا في الحديث"[4].

اور یہ حدیث میں خلط ملط کرتا تھا۔

---

[1] تاريخ بغداد:۳۲۰/۱۳،رقم: ٦٢١١،ت:بشار عواد معروف،دارالغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الضعفاءوالمتروكين:۱۹۲/۲،رقم:٢٣٦٦،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[3] تاريخ الإسلام:٤٢٨/٨،رقم:٢٥٣،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] تاريخ بغداد:۳۲۰/۱۳،رقم: ٦٢١١،ت:بشار عواد معروف،دارالغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں فرماتے ہیں: "یضع الحدیث، ویفتری علی اللہ". یہ حدیث گھڑتا تھا، اور اللہ تعالی پر افتراء باندھتا تھا۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[2] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "متهم بالوضع والكذب، وكان ذا حفظ وعلم". حدیث گھڑنے میں متہم ہے اور جھوٹا ہے، اور یہ حفظ وعلم والا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کرنے کے بعد حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابو بکر محمد بن عمر داودی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ محمد بن ابی الفوارس کے کلام کو نقل کیا ہے۔

نیز علامہ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف الحثیث"[4] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہ الشریعۃ"[5] میں علی بن حسن بن جعفر کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال:١٢٤/٣،رقم:٥٨٢٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[2] ميزان الاعتدال:١٢٠/٣،رقم:٥٨٠٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[3] لسان الميزان:٥١٥/٥،رقم:٥٣٥٣،ت:عبدالفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] الكشف الحثيث:ص:١٨٥،رقم:٥٠١،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[5] تنزيه الشريعة:٨٧/١،رقم:٣٠٣،ت:عبدالوهاب عبداللطيف و عبدالله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت کا حکم

آپ جان چکے ہیں کہ سند میں موجود راوی احمد بن حسن دُبَیس کے بارے میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جرح کے شدید صیغے (منکر الحدیث، لیس بثقہ) استعمال فرماتے رہے ہیں۔

اسی طرح اگر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں "ابو الحسین علی بن حسین بن جعفر" اور امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں "ابو الحسین جباری" دونوں نام ایک ہی راوی کے ہیں، جیسا کہ دونوں کی کنیت ابو الحسین ہے، تو یہ راوی قاضی ابو بکر محمد بن عمر داودی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حدیث گھڑنے میں متہم ہے، جس کی تفصیل گزر چکی ہے، یہ احتمال بھی ہے کہ یہ دونوں الگ الگ راوی ہوں، اس صورت میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں موجود راوی "ابوالحسین علی بن حسین بن جعفر" "متہم" ہے، اور امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں موجود راوی "ابو الحسین جباری" نے اس "متہم" کی متابعت کی ہے، اور خود اس "ابو الحسین جباری" کا ترجمہ کتبِ رجال وغیرہ میں نہیں ملتا۔

نیز علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "منکر" قرار دیا ہے۔

متعدد مقام پر آچکا ہے کہ فضائل کے باب میں حدیث ضعیف کو بیان کرنا درست ہے، لیکن اس کے لئے اتفاقی شرط یہ ہے کہ وہ روایت ضعف شدید سے خالی ہو، اور یہ شرط یہاں مفقود ہے، اس لئے اسے اس سند کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر⑬

روایت: ایک کفن چور کا مردہ عورت سے زنا کرنا، پھر توبہ کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں آنا۔

حکم: یہ روایت حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثابت نہیں ہے، اور بعض حفاظ نے اسے من گھڑت تک کہا ہے، الحاصل اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

یہ روایت دو سندوں سے منقول ہے:

① روایت بطریق عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ② روایت بطریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

روایت بطریق عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

اسے فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنبيه الغافلين"[1] میں اس سند سے تخریج کیا ہے:

"حدثني أبي، حدثنا أبو الحسين الفرَّاء، حدثنا أبو بكر الجرجاني، عن محمد بن إسحاق، عمن حدثه، عن معمر، عن الزهري، قال: دخل عمر بن الخطاب على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يبكي، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما يبكيك يا عمر؟ فقال: يا رسول الله! بالباب شاب قد أحرق فؤادي، وهو يبكي، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا عمر! أدخله علي، قال: فدخل وهو

[1] تنبيه الغافلين:ص:١٠٦،رقم:١١٦،ت:يوسف علي بديوي،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ.

يبكي، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما يبكيك يا شاب؟ قال: يا رسول الله! أبكتني ذنوب كثيرة وخفت من جبار غضبان علي.

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أشركت بالله شيئا يا شاب؟ قال: لا، قال: أقتلت نفسا بغير حق؟ قال: لا، قال: فإن الله يغفر ذنبك ولو كان مثل السموات السبع والأرضين السبع والجبال الرواسي، قال: يا رسول الله! ذنبي أعظم من السموات السبع، والأرضين السبع، والجبال الرواسي، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: ذنبك أعظم من الكرسي؟ قال: ذنبي أعظم، قال: ذنبك أعظم أم العرش؟ قال: ذنبي أعظم، قال: ذنبك أعظم أم إلهك؟ يعني عفو الله، قال: بل الله أعظم وأجل، قال: فإنه لا يغفر الذنب العظيم إلا الله العظيم، يعني العظيم التجاوز، قال: أخبرني عن ذنبك، قال: فإني أستحي منك يا رسول الله! قال: أخبرني عن ذنبك، قال: يا رسول الله! إني كنت رجلا نباشا، أنبش القبور منذ سبع سنوات، حتى ماتت جارية من بنات الأنصار، فنبشت قبرها فأخرجتها من كفنها، فمضيت غير بعيد، إذ غلب الشيطان على نفسي، فرجعت فجامعتها، فمضيت غير بعيد، إذ قامت الجارية وقالت: ويلك يا شاب! أما تستحي من دَيَّان يوم الدين، يوم يضع كرسيه للقضاء، ويأخذ للمظلوم من الظالم، تركتني عريانة في عسكر الموتى، وأوقفتني جنبا بين يدي الله تعالى، فوثب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يدفع في قفاه، وهو يقول: يا فاسق! ما أحوجك إلى النار، اخرج عني، فخرج الشاب تائبا إلى الله تعالى أربعين ليلة.

فلما تم له أربعون ليلة، رفع رأسه إلى السماء، فقال: يا إله محمد وآدم وحواء! إن كنت غفرت لي فأعلم محمدا صلى الله عليه وسلم وأصحابه، وإلا فأرسل نارا من السماء فأحرقني بها، ونجني من عذاب الآخرة، قال: فجاء جبريل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: السلام عليك يا محمد! ربك يقرئك السلام فقال: هو السلام ومنه السلام، وإليه يرجع السلام.

قال: يقول الله تعالى: أنت خلقت الخلق؟ قال: بل هو الذي خلقني وخلقهم، قال: يقول أنت ترزقهم؟ قال: بل الله يرزقهم وإياي، قال: يقول أنت تتوب عليهم؟ قال: بل الله يتوب علي وعليهم، قال يقول الله تعالى: تب على عبدي فإني تبت عليه، فدعا النبي صلى الله عليه وسلم الشاب وبشره بأن الله تعالى تاب عليه".

زہری رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ یارسول اللہ! دروازہ پر ایک نوجوان رو رہا ہے جس نے میرا دل جلا دیا ہے، فرمایا عمر! اسے اندر لے آؤ، وہ نوجوان روتا ہوا حاضر ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی، کہنے لگا یارسول اللہ! میرے گناہوں کا ڈھیر مجھے رُلا رہا ہے اور مجھے جبار سے ڈر آتا ہے کہ وہ مجھ پر غضب ناک ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوجوان! کیا تو نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہے؟ عرض کیا نہیں، کیا تو نے کسی جان کو ناحق قتل کیا ہے؟ عرض کیا نہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ تعالی تیرے گناہوں کو معاف فرما دیں گے اگرچہ وہ سات آسمان، سات زمینوں اور تمام پہاڑوں کے برابر ہوں، نوجوان بولا حضور! میرا گناہ ساتوں آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں سے بھی بڑا ہوا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا کرسی؟ کہنے لگا میرا گناہ بڑا ہے، فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش؟ اس نے کہا میرا گناہ بڑا ہے، ارشاد فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا تیرا اللہ؟ یعنی اس کی عفو، کہنے لگا ہاں البتہ میرا اللہ اور اس کی عفو بہت بڑی ہے، پس ارشاد فرمایا کہ گناہِ عظیم کو خدائے عظیم ہی معاف فرمائے گا جو بہت ہی عفو و درگزر کرنے والا ہے، پھر فرمایا: ذرا اپنا گناہ تو بتا! اس نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے آپ سے حیا آتی ہے، آپ ﷺ نے پھر پوچھا تو کہنے لگا میں کفن چور تھا اور سات سال تک یہی پیشہ کیا۔

ایک دفعہ انصار کی ایک لڑکی فوت ہوئی، میں نے اس کی قبر کھودی اور کفن اتار کر چل دیا، تھوڑی دور گیا تھا کہ شیطان نے مجھ پر غلبہ پایا اور میں نے لوٹ کر اس سے مجامعت کر لی، نکل کر تھوڑی دور گیا تھا، کیا دیکھتا ہوں وہ لڑکی کھڑی پکار کر کہہ رہی ہے اے نوجوان! تجھے قیامت کے دن جزا سزا دینے والے سے حیا نہیں آئی، جس وقت وہ اپنی کرسی فیصلہ کے لئے رکھیں گے اور ظالم سے مظلوم کا بدلہ دلوائیں گے، تو مرنے والوں کے مجمع میں مجھے ننگی کر کے چل دیا ہے اور میرے اللہ کے روبرو مجھے بحالت جنابت حاضر ہونے پر مجبور کیا، یہ سنتے ہی حضور ﷺ اچھل کر کھڑے ہو گئے اور اس کی گدی میں ایک دَھول [تھپڑ] رسید کی اور فرمایا او فاسق! تُو تَو بس آگ کے لائق ہی ہے، دفع ہو یہاں سے! نوجوان وہاں سے نکلا، چالیس راتوں تک اللہ کے حضور توبہ کرتا، مارا مارا پھرتا رہا، چالیس راتوں کے بعد آسمان کی طرف

سر اٹھا کر کہنے لگا اے محمد (ﷺ) کے خدا! آدم وحوا کے معبود! اگر تجھے میری توبہ منظور ہے تو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کی خبر دے دے، ورنہ پھر آگ بھیج کر مجھے جلا دے اور آخرت کے عذاب سے نجات دے دے۔

اتنے میں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، سلام کہا اور اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو سلام پہنچایا، آپ نے فرمایا وہ خود سلام ہیں، سلام کا مبدا اور منتہیٰ بھی وہی ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کیا مخلوق کو آپ نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا: مجھے بھی اور تمام مخلوق کو اسی نے پیدا فرمایا، عرض کیا: وہ پوچھتے ہیں کہ کیا آپ مخلوق کو رزق دیتے ہیں؟ فرمایا: بلکہ مجھے بھی اور تمام مخلوق کو اللہ تعالی ہی رزق دیتے ہیں، عرض کیا: وہ پوچھتے ہیں کہ کیا بندوں کی توبہ آپ قبول کرتے ہیں؟ فرمایا: بلکہ میری بھی اور تمام بندوں کی توبہ وہی قبول فرماتے ہیں، پھر کہا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کی توبہ قبول کرلی ہے، آپ بھی اس پر نگاہِ شفقت فرمایئے، حضور ﷺ نے اس نوجوان کو بلا کر اسے توبہ قبول ہونے کی بشارت سنائی[1]۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کا مختصر تذکرہ اپنی تفسیر "بحر العلوم"[2] میں کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ اس کفن چور کا نام بُہلول تھا، اور یہ بھی لکھا ہے کہ آیت شریفہ "وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ" اس بُہلول کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

---

[1] تنبيه الغافلين:ص: ۱۰۰،مترجم:عبدالمجيدأنور،مكتبة الحرمين ـ لاهور،باكستان .

[2] بحر العلوم: ۳۰۰/۱،ت:علي محمدمعوض،عادل أحمدعبدالموجود،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

بعض دیگر مصادر

یہی روایت علامہ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "الکشف والبیان"[1] میں تخریج کی ہے، نیز حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "أسد الغابة"[2] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإصابة"[3] میں روایت کو اسی سند سے نقل کیا ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی معمر پر آکر جمع ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ حدیث کا کلام

حافظ ابن الاثیر کا کلام

حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ "أسد الغابة"[4] میں روایت بطریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (اس کا ذکر آگے آرہا ہے) اور بطریق عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نقل کرکے فرماتے ہیں: "ولم يثبت منها كبير شيء". ان کے بارے میں کچھ زیادہ ثابت نہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

آپ "الإصابة"[5] میں بُہلُول بن ذُؤَیب کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "جاء ذكره في حديث لم يثبت". بُہلول بن ذؤیب کا ذکر ایک ایسی حدیث

---

[1] الكشف والبيان: ٢٤٤/٨، ت: أبو محمد بن عاشور، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] اسد الغابة: ٤٢١/١، رقم: ٥٠٢، ت: علي محمد معوض، عادل أحمد عبدالموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[3] الإصابة: ٤٦٠/١، رقم: ٧٥٠، ت: علي محمد معوض، عادل أحمد عبدالموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[4] أسد الغابة: ٤٢١/١، رقم: ٥٠٢، ت: علي محمد معوض، عادل أحمد عبدالموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[5] الإصابة: ٤٥٩/١، رقم: ٧٥٠، ت: علي محمد معوض، عادل أحمد عبدالموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

میں ہے جو ثابت نہیں ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بطریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (اس کا ذکر آگے آرہا ہے) کو ذکر کیا، پھر فرماتے ہیں:

"قلت: حكم عليه بعض الحفاظ بالوضع، لكن ذكر أبو موسى أن أبا الشيخ أخرج عن إسحاق بن إبراهيم، عن سلمة بن شبيب، عن عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهري نحوا منه مرسلا، ولم يسم الرجل، وذكره أبو سعد النيسابوری في كتاب الأسباب الداعية إلى التوبة".

میں (ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ بعض حفاظ نے اس پر من گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے، لیکن ابو موسی نے ذکر کیا کہ ابو الشیخ نے عن اسحاق بن ابراہیم، عن سلمہ بن شبیب، عن عبد الرزاق، عن معمر، عن الزہری مرسلاً اسی طرح اس کی تخریج کی ہے، اور آدمی کا نام نہیں لیا، اور ابو سعد نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی کتاب "الأنساب الداعيه إلى التوبه" میں ذکر کیا ہے۔

روایت بطریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

اس طریق کا ذکر حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "أسد الغابة"[1] میں ان الفاظ سے کیا ہے:

"بهلول بْن ذؤيب. قال أبو موسى بإسناد غير متصل، عن أبي هريرة، قال: دخل معاذ بن جبل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو

[1] أسدالغابة: ٤٢١/١، رقم: ٥٠٢، ت: علي محمد معوض، عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

يبكي بكاء شديدا، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما يبكيك يا معاذ....".

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس حال میں کہ وہ بہت زیادہ رو رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ کیوں رو رہے ہو؟۔۔۔"۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإصابة"[1] میں اس طریق کا ذکر ان جیسے الفاظ سے کیا ہے۔

تاہم ہمیں اس کی متصل سند ابو جعفر محمد بن علی قمی[2] کی کتاب "أمالي الصدوق"[3] میں ہی مل سکی ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا محمد بن إبراهيم بن إسحاق، قال: حدثنا أحمد بن محمد الهمداني، قال: أخبرنا أحمد بن صالح بن سعد التميمي، قال: حدثنا موسى بن داود، قال: حدثنا الوليد بن هشام، قال: حدثنا هشام بن حسان، عن الحسن بن أبي الحسن البصري، عن عبد الرحمن بن

---

[1] الإصابة:٤٦٠/١،رقم:٧٥٠،ت:علي محمد معوض،عادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] محمد بن علي بن الحسين بن بابويه أبو جعفر القُمِّي،نزل بغداد، وحدث بها عن أبيه، وكان من شيوخ الشيعة، ومشهوري الرافضة. (تاريخ بغداد:١٥٠/٤،رقم:١٣٤٢،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ).

رأس الإمامية، أبو جعفر محمد بن العلامة علي بن الحسين بن موسى بن بَابَوَيْه القُمِّي،صاحب التصانيف السائرة بين الرافضة،يضرب بحفظه المثل . (سير أعلام النبلاء:٣٠٣/١٦،رقم:٢١٢،ت:شعيب الأرنوؤط،موسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعةالثالثة ١٤٠٥هـ).

[3] أمالي الصدوق:ص:٤٢،رقم:٣،موسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

غنم الدَوْسِي، قال: دخل معاذ بن جبل على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم باكيا، فسلم فرد عليه السلام، ثم قال: ما يبكيك يا معاذ! فقال: يا رسول الله! إن بالباب شابا طري الجسد، نقي اللون، حسن الصورة، يبكي على شبابه بكاء الثكلى على ولدها يريد الدخول عليك، فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: أدخل علي الشاب يا معاذ! فأدخله عليه، فسلم فرد عليه السلام.

ثم قال: ما يبكيك يا شاب؟ قال: كيف لا أبكي وقد ركبت ذنوبا إن أخذني الله عزوجل ببعضها أدخلني نار جهنم، ولا أراني إلا سيأخذني بها، ولا يغفر لي أبدا، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: هل أشركت بالله شيئا؟ قال: أعوذ بالله أن أشرك بربي شيئا، قال: أقتلت النفس التي حرم الله؟ قال: لا، فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: يغفر الله لك ذنوبك وإن كانت مثل الجبال الرواسي، قال الشاب: فإنها أعظم من الجبال الرواسي، فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: يغفر الله لك ذنوبك وإن كانت مثل الأرضين السبع وبحارها ورمالها وأشجارها وما فيها من الخلق، قال: فإنها أعظم من الأرضين السبع وبحارها ورمالها وأشجارها وما فيها من الخلق.

فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: يغفر الله لك ذنوبك وإن كانت مثل السماوات السبع ونجومها ومثل العرش والكرسي، قال: فإنها أعظم من ذلك، قال: فنظر النبي صلى الله عليه وآله وسلم إليه كهيئة الغضبان، ثم قال: ويحك يا شاب! ذنوبك أعظم أم ربك، فخر

الشاب لوجهه وهو يقول: سبحان ربي، ما شيء أعظم من ربي، ربي أعظم يا نبي الله! من كل عظيم، فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: فهل يغفر الذنب العظيم إلا الرب العظيم! قال الشاب: لا والله يا رسول الله! ثم سكت الشاب، فقال له النبي صلى الله عليه وآله وسلم: ويحك يا شاب! ألا تخبرني بذنب واحد من ذنوبك، قال: بلى، أخبرك أني كنت أنبش القبور سبع سنين، أخرج الأموات وأنزع الأكفان، فماتت جارية من بعض بنات الأنصار، فلما حملت إلى قبرها ودفنت وانصرف عنها أهلها وجن عليها الليل، أتيت قبرها فنبشتها، ثم استخرجتها ونزعت ما كان عليها من أكفانها، وتركتها متجردة على شفير قبرها، ومضيت منصرفا، فأتاني الشيطان، فأقبل يزينها لي ويقول: أما ترى بطنها وبياضها؟ أما ترى وركيها؟ فلم يزل يقول لي هذا، حتى رجعت إليها ولم أملك نفسي حتى جامعتها وتركتها مكانها، فإذا أنا بصوت من ورائي يقول: يا شاب! ويل لك من دَيَّان يوم الدين، يوم يقفني وإياك كما تركتني عريانة في عساكر الموتى، ونزعتني من حفرتي، وسلبتني أكفاني، وتركتني أقوم جنبة إلى حسابي، فويل لشبابك من النار.

فما أظن أني أشم ريح الجنة أبدا، فما ترى لي يا رسول الله؟ فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم: تنح عني يا فاسق! إني أخاف أن أحترق بنارك، فما أقربك من النار، فما أقربك من النار، ثم لم يزل صلى الله عليه وآله وسلم يقول: ويشير إليه، حتى أمعن من بين يديه،

فذهب فأتى المدينة، فتزود منها، ثم أتى بعض جبالها فتعبد فيها، ولبس مسحا، وغل يديه جميعا إلى عنقه، ونادى: يا رب! هذا عبدك بهلول، بين يديك مغلول، يا رب! أنت الذي تعرفني، وزل مني ما تعلم، يا سيدي يا رب! إني أصبحت من النادمين، وأتيت نبيك تائبا، فطردني وزادني خوفا، فأسألك باسمك وجلالك وعظمة سلطانك أن لا تخيب رجائي، سيدي ولا تبطل دعائي، ولا تقنطني من رحمتك، فلم يزل يقول ذلك أربعين يوما وليلة، تبكي له السباع والوحوش.

فلما تمت له أربعون يوما وليلة رفع يديه إلى السماء، وقال: اللهم ما فعلت في حاجتي؟ إن كنت استجبت دعائي وغفرت خطيئتي، فأوح إلى نبيك، وإن لم تستجب لي دعائي ولم تغفر لي خطيئتي وأردت عقوبتي، فعجل بنار تحرقني أو عقوبة في الدنيا تهلكني، وخلصني من فضيحة يوم القيامة، فأنزل الله تبارك وتعالى على نبيه صلى الله عليه وآله: (والذين إذا فعلوا فاحشة) يعني الزنا (أو ظلموا) أنفسهم يعني بارتكاب ذنب أعظم من الزنا ونبش القبور وأخذ الاكفان (ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم) يقول: خافوا الله فعجلوا التوبة.

(ومن يغفر الذنوب إلا الله) يقول عزوجل: أتاك عبدي يا محمد! تائبا فطردته، فأين يذهب، وإلى من يقصد، ومن يسأل أن يغفر له ذنبا غيري؟ ثم قال عزوجل: (ولم يصروا على ما فعلوا وهم يعلمون)

قول: لم يقيموا على الزنا ونبش القبور وأخذ الأكفان (أولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنات تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها ونعم أجر العاملين) فلما نزلت هذه الآية على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، خرج هو يتلوها ويتبسم، فقال لأصحابه: من يدلني على ذلك الشاب التائب؟ فقال معاذ: يا رسول الله! بلغنا أنه في موضع كذا وكذا، فمضى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بأصحابه حتى انتهوا إلى ذلك الجبل، فصعدوا إليه يطلبون الشاب، فإذا هم بالشاب قائم بين صخرتين، مغلولة يداه إلى عنقه، وقد اسود وجهه، وتساقطت أشفار عينيه من البكاء وهو يقول: سيدي قد أحسنت خلقي، وأحسنت صورتي، فليت شعري ماذا تريد بي، أفي النار تحرقني؟ أو في جوارك تسكنني؟

اللّهم إنك قد أكثرت الإحسان إلي، وأنعمت علي، فليت شعري ماذا يكون آخر أمري، إلى الجنة تزفني، أم إلى النار تسوقني؟ اللهم إن خطيئتي أعظم من السماوات والأرض، ومن كرسيك الواسع وعرشك العظيم، فليت شعري تغفر لي خطيئتي، أم تفضحني بها يوم القيامة؟ فلم يزل يقول نحو هذا وهو يبكي ويحثو التراب على رأسه، وقد أحاطت به السباع، وصفت فوقه الطير، وهم يبكون لبكائه، فدنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فأطلق يديه من عنقه، ونفض التراب عن رأسه، وقال: يا بهلول! أبشر، فإنك عتيق الله من النار، ثم قال صلى الله عليه وآله وسلم لأصحابه: هكذا تداركوا الذنوب كما

تدار كها بهلول، ثم تلا عليه ما أنزل الله عز وجل فيه وبشره بالجنة".

روایت بطریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر ائمہ کا کلام

اس طریق کے بارے میں حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام گزر چکا ہے، یعنی یہ روایت ان کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔

روایت کا حکم

حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں ہے، نیز بعض حفاظ نے اسے من گھڑت تک کہا ہے، اس لئے اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر⑭

روایت: مسنون دعا:

"اللّٰهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه،
وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه".

"اے اللہ! ہمیں حق کا حق ہونا دکھا کر اس کی پیروی کی توفیق عطاء کر،
اور باطل کا باطل ہونا دکھا کر اس سے بچنے کی توفیق عطاء کر"۔

حکم: حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں اس روایت کی کسی اصل پر مطلع نہیں ہو سکا ہوں" انتہی، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، البتہ بعض مقامات پر اسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر بھی نقل کیا گیا ہے، چنانچہ ان حضرات کی جانب ان کے ذکر کردہ الفاظ سے اسے منسوب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ ذیل میں اس دعا کی بحیثیتِ حدیث تحقیق ذکر کی جائے گی۔

یہ روایت مرفوعاً و موقوفاً دونوں طرح سے منقول ہے:

مرفوع طریق

روایت کا مصدر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "إحياء علوم الدين"[1] میں اس روایت کو مرفوعاً ان

[1] إحياء علوم الدين:٣٦٩/٢،دار المعرفة - بيروت.

الفاظ سے نقل کرتے ہیں:

"اللّٰهم أرني الحق حقا فأتبعه، وأرني المنكر منكرا وارزقني اجتنابه، وأعذني من أن يشتبه علي، فأتبع هواي بغير هدى منك، واجعل هواي تبعا لطاعتك، وخذ رضا نفسك من نفسي في عافية، واهدني لما اختلف فيه من الحق بإذنك، إنك تهدي من تشاء إلى صراط مستقيم".

اے اللہ! مجھے حق کا حق ہونا دکھا کر اس کی اتباع کی توفیق عطاء کر، اور منکر کا منکر ہونا دکھا کر اس سے بچنے کی توفیق عطا کر، اور مجھ پر حق کو مشتبہ نہ ہونے دیں کہ میں آپ کی رہنمائی کے بغیر خواہشات کی پیروی کرنے لگوں، اور میری خواہشات کو اپنی اطاعت کے تابع کر دے، اور عافیت میں اپنی ذات کی رضامندی میرے جی میں ڈال دیجئے، اور جس چیز میں اختلاف ہو جائے اس میں اپنے حکم سے حق کی طرف میری رہنمائی فرما، بے شک آپ جسے چاہیں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تفسیر" میں اسے ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"وفي الدعاء المأثور: اللهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه، وأرنا الباطل باطلا، ووفقنا لاجتنابه، ولا تجعله ملتبسا علينا فنضل، واجعلنا للمتقين إماما".

اور ایک ماثور دعا میں آتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں حق کا حق ہونا دکھا کر اس کی

اتباع کی توفیق عطاء کر، اور باطل کا باطل ہونا دکھا کر اس سے بچنے کی توفیق عطاء کر، اور حق کو ہم پر ملتبس نہ کیجئے تاکہ ہم گمراہ نہ ہو جائیں، اور ہمیں متقی لوگوں کا امام بنا دیجئے۔[1]

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "منهاج السنة النبوية"[2] میں اسے "دعائے ماثور" کہہ کر نقل کیا ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني عن حمل الأسفار"[3] میں اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "لم أقف لأوله على أصل". میں اس حدیث کے ابتدائی حصے کی کسی اصل پر واقف نہیں ہو سکا ہوں۔

[1] تفسير ابن كثير: ۵۷۱/۱۰، ت:سامي بن محمد سلامة، دار طيبة۔الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ہی نے درج بالا الفاظ سے پہلے "صحیحین" کی اس ذیلی حدیث کا ذکر کیا ہے، جس میں زیرِ بحث روایت جیسی دعا کے الفاظ بھی ہیں، چنانچہ ایسے موقع پر یہ دعا مانگیں، الفاظ یہ ہیں: "وفي صحيح البخاري ومسلم عن عائشة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا قام من الليل يصلي يقول: اللّهم رب جبريل وميكائيل وإسرافيل! فاطر السموات والأرض! عالم الغيب والشهادة! أنت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون، اهدني لما اختلف فيه من الحق بإذنك، إنك تهدي من تشاء إلى صراط مستقيم". اور صحیح بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو نماز پڑھتے، یہ دعا فرماتے تھے: اے اللہ! اے جبرائیل علیہ السلام، مکائیل علیہ السلام واسرافیل علیہ السلام کے رب! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! چھپی ہوئی اور آشکارہ چیزوں کے جاننے والے! آپ بندوں کی اختلافی چیزوں میں فیصلہ فرمائیں گے، آپ اپنے حکم سے حق میں اختلاف کی صورت میں میری رہنمائی فرما دیجئے، بے شک آپ جس کی چاہیں سیدھے راستے کی جانب رہنمائی فرماتے ہیں۔

[2] منهاج السنة: ۱۹/۱، ت:محمد رشاد سالم، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ الفاظ یہ ہیں: "اللّهم أرني الحق حقا، ووفقني لاتباعه، وأرني الباطل [باطلا، ووفقني لاجتنابه، ولا تجعله] مشتبها علي، فأتبع الهوى".

[3] المغني عن حمل الأسفار: ص:٦٤٣، رقم:٢٤٠٦، دار المعرفة ـ بيروت.

حافظ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الشافعية الكبرى"[1] میں مذکورہ روایت کو ان روایات میں شمار کیا ہے جس کی انہیں سند نہیں مل سکی ہے۔

موقوف طریق

علامہ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "قوت القلوب"[2] میں زیرِ بحث دعا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر نقل کی ہے، الفاظ یہ ہیں:

"اللّهم أرنا الحق حقا فنتبعه، وأرنا الباطل باطلا فنجتنبه، ولا تجعل ذلك علينا متشابها، فنتبع الهوى". اے اللہ! ہمیں حق کا حق ہونا دکھا کر اس کی اتباع کی توفیق عطاء کر، اور باطل کا باطل ہونا دکھا کر اس سے بچنے کی توفیق کر، اور حق کو ہم پر متشابہ نہ کیجئے کہ ہم خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "إحياء علوم الدين"[3] میں اسی طرح اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ذکر کیا ہے۔

اور علامہ منصور بن یونس بن ادریس بہوتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۱ھ) نے "شرح منتهي الإرادات"[4] میں اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کے طور پر ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

---

[1] طبقات الشافعية الكبرى:٦/٣٢٥،ت:محمود محمد الطناحي،عبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

[2] قوت القلوب:ص:٣٦٦،ت:محمود إبراهيم محمد الرضواني،مكتبة دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] إحياء علوم الدين:٤/٤٠١،دار المعرفة ـ بيروت.

[4] شرح منتهي الإرادات:٣/٤٩٧،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

"وكان من دعاء عمر: اللّهم أرني الحق حقا، ووفقني لاتباعه، وأرني الباطل باطلا، ووفقني لاجتنابه". اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا ہے: اے اللہ! مجھے حق کا حق ہونا دکھا کر اس کی اتباع کی توفیق عطاء کر، اور باطل کا باطل ہونا دکھا کر اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

روایت کا حکم

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول گزر چکا ہے کہ "میں اس روایت کے اول حصہ (یعنی زیرِ بحث دعا) کی کسی اصل پر مطلع نہیں ہو سکا ہوں"، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

بعض مقامات پر اسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر بھی نقل کیا گیا ہے، چنانچہ ان حضرات کی جانب ان کے ذکر کردہ الفاظ سے اسے منسوب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

روایت نمبر⑮

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قبر کا چین میں ہونا

حکم: ہمارے زمانے میں زبان زد عام وخاص یہی ہے کہ مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ چین میں مدفون ہیں، یہ بات درست نہیں، درست بات یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال مدینہ یا اس کے قریب کسی مقام پر ہوا، مدینہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، پھر وہیں اور بعض روایات کے مطابق بقیع میں ان کو دفن کیا گیا۔

درست قول کی تفصیل

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "معرفة الصحابة"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا أحمد بن محمد بن جبلة، ثنا محمد بن إسحاق، ثنا عبيد الله بن سعد، ثنا عمي يعقوب، قال: حدثني أبي، عن ابن إسحاق، حدثني يحيى بن عباد، عن أبيه، قال: لما توفي سعد بن أبي وقاص دخل به المسجد، فأدخل على أزواج النبي صلى الله عليه وسلم في الحجر، ليصلين عليه، ففعلن ثم خرجنا به فصلي عليه في الموضع الذي يصلى فيه على الجنائز، ثم انطلقنا به فدفناه بالبقيع".

جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو ان کو مسجد میں لایا گیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حجروں میں لے جایا گیا، تاکہ وہ ان کی نماز جنازہ پڑھ سکیں، چنانچہ انھوں نے نماز جنازہ پڑھی اس کے بعد ہم ان کو لے

[1] معرفة الصحابة: ١٣١/١، رقم: ٥١٣، ت: عادل بن يوسف العزازي، دار الوطن للنشر۔ الرياض.

کر روانہ ہوئے اور ان کی نماز جنازہ اسی جگہ ادا کی گئی جہاں عام طور پر دیگر جنازوں کی نماز ادا کی جاتی تھی، جنازہ کے بعد ہم ان کو لے کر چلے اور انہیں بقیع میں دفن کر دیا۔

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق کے علاوہ مزید سات طرق ذکر کئے ہیں[1]، جن میں اسی سے ملتا جلتا مضمون وارد ہوا ہے، ان سب میں قدر مشترک یہی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال مدینہ میں ہوا ہے، نیز ان میں سے بعض طرق میں اس کا اضافہ ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال اپنے قصر میں ہوا جو عقیق میں مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے، انتقال کے بعد لوگ انہیں اپنے کندھوں پر اٹھا کر مدینہ لے آئے اور یہ واقعہ ۵۵ھ کا ہے، اور مروان نے جو اس وقت مدینہ کا حاکم تھا ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔[2]

---

[1] معرفة الصحابة: ١٣١/١، رقم: ٥٠٤، ٥١٠، ٥١١، ٥١٢، ٥١٣، ٥١٤، ٥١٥، ٥١٧، ت:عادل بن يوسف العزازي، دار الوطن للنشر ـ الرياض.

[2] حافظ ابو زید عمر بن شبہ نمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۶۲ھ) نے "تاریخ المدینة المنورة" میں ابن دہقان سے نقل کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بقیع میں اپنی تدفین کے لئے جگہ کی تعیین کی تھی، اور انھیں وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کے بعد لوگوں کو بتا دینا کہ مجھے یہاں دفن کریں، چنانچہ اُن کے انتقال کے بعد ابن دہقان نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو ان کی وصیت بتا دی، ان کے بیٹے نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بقیع میں اُن کے ذکر کردہ مقام پر تدفین کی، عبارت ملاحظہ ہو:

"(قبر سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه) حدثنا محمد بن يحيى، قال: أخبرني عبد العزيز بن عمران، عن عبد الرحمن بن خارجة، قال: أخبرني ابن دهقان، قال: دعاني سعد بن أبي وقاص، فخرجت معه إلى البقيع، وخرج بأوتاد، حتى إذا جاء من موضع زاوية دار عقيل الشرقية الشامية، أمرني فحفرت، حتى إذا بلغت باطن الأرض ضرب فيها الأوتاد، ثم قال: إن هلكت، فادللهم على هذا الموضع يدفنوني فيه، فلما هلك، قلت ذلك لولده، فخرجنا حتى دللتهم على ذلك الموضع، فوجدوا الأوتاد، فحفروا له هناك ودفنوه" (تاريخ المدينة: ١١٦/١، ت:فهيم محمد شلتوت).

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ) نے "وفاء الوفاء" میں حافظ ابو زید عمر بن شبہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے (وفاء الوفاء: ٨٨/٣، ت:خالد عبد الغني محفوظ، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ).

انہی سے ملتے جلتے مضامین حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإصابة"[1] میں اور حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "أسد الغابة"[2] اور حافظ عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ "الاستیعاب"[3] میں ذکر کئے ہیں۔

پھر بعد میں "الصحیح لمسلم"[4] کی یہ روایت ملی، جس میں صاف موجود ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مدینہ ہی میں ادا کی گئی، ملاحظہ ہو:

وحدثني هارون بن عبد الله، ومحمد بن رافع واللفظ لابن رافع، قالا: حدثنا ابن أبي فديك، أخبرنا الضحاك يعني ابن عثمان، عن أبي النضر، عن أبي سلمة بن عبد الرحمن، أن عائشة، لما توفي سعد بن أبي وقاص، قالت: ادخلوا به المسجد حتى أصلي عليه، فأنكر ذلك عليها، فقالت: والله، لقد صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابني بيضاء في المسجد سهيل وأخيه، قال مسلم: سهيل بن دَعْد وهو ابن البيضاء أمه بيضاء.

جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کو مسجد کے اندر لے آؤ، تاکہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کر سکوں، لیکن ان کے اس

[1] الاصابة:٦٣/٣،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] أسد الغابة:١/ ١٨٨،رقم:٧٠،ت:علي محمد معوض،عادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[3] الاستيعاب:٢/ ٦١٠،ت:علي محمد البجاوي،دار الجيل – بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[4] الصحيح لمسلم:٦٦٩/٢،رقم:١٠١،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

فعل پر انکار کیا گیا، جس پر انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل رضی اللہ عنہ اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد کے اندر ہی ادا کی تھی۔ مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سہیل بن دَعد رضی اللہ عنہ، بیضاء رضی اللہ عنہا کا بیٹا ہے، بیضاء رضی اللہ عنہا ان کی والدہ ہیں۔

تحقیق کا خلاصہ اور حکایت کا حکم

ہمارے زمانے میں زبان زد عام وخاص یہی ہے کہ مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ چین میں مدفون ہیں، یہ بات درست نہیں ہے، مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق درست بات یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال مدینہ یا اس کے قریب کسی مقام پر ہوا، مدینہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، پھر وہیں اور بعض روایات کے مطابق بقیع میں ان کو دفن کیا گیا۔

روایت نمبر (۱۶)

صحابی رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر سن کر دعا کرنا:

”أللّهم أعمنى حتى لا أرى شيئا بعده“.

اے اللہ! میری بینائی لے لیجئے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد میں کچھ بھی نہ دیکھ سکوں

حکایت: حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ انصاری رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر سن کر یہ دعا کرنا: ”اللّهم أعمنى حتى لا أرى شيئا بعده“. اے اللہ! میری بینائی لے لیجئے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد میں کچھ بھی نہ دیکھ سکوں، پھر وہ نابینا ہو گئے۔

روایت کا مصدر

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”تفسیر“[1] میں آیت شریفہ: ”ومن يطع الله والرسول فأولئك مع الذين أنعم الله“ کے تحت تحریر فرماتے ہیں: ”وذكر مكي عن عبد الله هذا أنه لما مات النبي صلى الله عليه وسلم قال: اللّهم أعمني حتى لا أرى شيئا بعده، فعمي، وحكاه القُشَيْرِي فقال: اللّهم أعمني فلا أرى شيئا بعد حبيبي، حتى ألقى حبيبي، فعمي مكانه“.

مکی (یعنی ابو محمد مکی بن ابی طالب قیسی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۳۷ھ) اس

---

[1] الجامع لأحكام القرآن: ٦/ ٤٤٨، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة- بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ حکایت نقل کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرماگئے تو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی: اے اللہ! میری بنائی لے لیجیے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد میں کچھ بھی نہ دیکھ سکوں، پھر وہ نابینا ہوگئے۔

اس واقعہ کو قُشیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! میری بینائی میرے اپنے محبوب سے ملاقات کرنے تک لے لیجیے، تاکہ میں اپنے محبوب کے بعد کچھ بھی نہ دیکھ سکوں، چنانچہ وہ اسی جگہ نابینا ہوگئے۔

حکایت کا حکم

واضح رہے کہ یہ قصہ عام وخاص کے نزدیک مشہور صحابی عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ انصاری رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب ہے، یہ وہی صحابی ہیں جنہیں خواب میں اذان دکھائی گئی تھی، پھر انہوں نے کلماتِ اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر عرض کئے تھے، اور یہ حکایت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے فوراً بعد کی ہے، جس میں حضرت عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے مذکورہ کلمات کہے ہیں، لیکن یہ حکایت ہمیں سنداً نہیں ملی، اس لئے اسے سند ملنے تک بیان نہ کریں۔

روایت نمبر⑰

روایت: ”لكل شيء آفة، وللعلم آفات“.
ہر چیز کی آفت ہوتی ہے، اور علم کی بہت سی آفتیں ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو ”الأسرار المرفوعة“[1] میں لاکر لکھتے ہیں: ”من كلام الأعلام“. یہ بڑے علماء کا قول ہے۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے ”كشف الخفاء“[2] میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ ”اللؤلؤ المرصوع“[3] میں لکھتے ہیں: ”من كلام الأعلام“. یہ بڑے علماء کا قول ہے۔

روایت کا حکم

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاؤقجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ اعلام (بڑے علماء) کا قول ہے، اس لئے اسے علماء کا قول کہہ کر

[1] الأسرار المرفوعة: ۲۸٤، رقم: ۳٦۹، ت: محمد الصباغ، دار الأمانة ـ بيروت، الطبعة ۱۳۹۱ هـ.
[2] كشف الخفاء: ۲/۱٤٦، رقم: ۲۰٦٤، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ۱۳۵۱هـ.
[3] اللؤلؤ المرصوع: ۱٤۸، رقم: ٤۳٤، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۵ هـ.

نقل کرنا چاہیے، اور رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

اہم فائدہ: آفاتِ علم میں سے بعض امور کا ذکر درج ذیل مرفوع، غیر مرفوع روایات میں ملتا ہے:

① حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ "مصنف"[1] میں سلیمان اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً آپ ﷺ کا قول اس سند سے تخریج کرتے ہیں:

"حدثنا وكيع، قال: حدثنا الأعمش، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آفة العلم النسيان، وإضاعته أن تحدث به غير أهله". علم کی آفت اس کا بھول جانا ہے، اور علم کا ضائع کرنا یہ ہے کہ تم نااہل لوگوں کے سامنے علمی گفتگو کرو۔

یہی مرفوع روایت امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی "سنن"[2] میں سلیمان اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً تخریج کی ہے، اسے فضائل کے باب میں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

② حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ "مصنف"[3] میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا درج ذیل ارشاد تخریج کرتے ہیں:

"حدثنا وكيع، عن أبي العميس، عن القاسم، قال: قال عبد الله: آفة العلم النسيان". عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علم کی آفت اسے

---

[1] مصنف: ۲۸۶/۵، رقم: ۲۶۱۳۹، ت: كمال يوسف الحوت، دار التاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۹ هـ
[2] سنن الدارمي: ۱/ ٤۸۸، رقم: ٦٤۸، ت: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۱ هـ.
[3] مصنف: ۲۸۶/۵، رقم: ۲٦۱٤۰، ت: كمال يوسف الحوت، دار التاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۹ هـ

بھول جانا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد امام دارمی نے بھی اپنی "سنن"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

"أخبرنا محمد بن يوسف، عن سفيان، عن طارق، عن حكيم بن جابر قال: قال عبد الله: إن لكل شيء آفة، وآفة العلم النسيان". ہر چیز کے لئے کوئی آفت ہوتی ہے، اور علم کی آفت اس کا بھول جانا ہے۔

③ حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "حلية الأولياء"[2] میں امام ابو جعفر باقر محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کا درج ذیل قول تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا أبو حامد بن جبلة، ثنا محمد بن إسحاق، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا أبو الأحوص، عن منصور، عن أبي جعفر محمد بن علي قال: لكل شيء آفة، وآفة العلم النسيان". ہر چیز کی آفت ہوتی ہے، اور علم کی آفت اس کا بھول جانا ہے۔

---

[1] سنن الدارمي: ١/ ٤٨٧، رقم: ٦٤٧، ت: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[2] حلية الأولياء: ١٨٣/٣، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

روایت نمبر⑱

روایت: ”المؤمن في المسجد كالسمك في الماء، والمنافق في المسجد كالطير في القفص“.

مؤمن مسجد میں ایسا ہے جیسے مچھلی پانی میں،

اور منافق مسجد میں ایسا ہے جیسے پرندہ پنجرہ میں۔

حکم: علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انتہائی تلاش کے باوجود مجھے یہ روایت حدیث کی کتابوں میں نہیں ملی، اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق انہیں اس حدیث کی معرفت نہیں ہے، اور یہ روایت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مشابہ ہے، الحاصل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، البتہ اسے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر بیان کر سکتے ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ ”حسن التنبه لما ورد في التشبه“[1] میں فرماتے ہیں:

”وقرأت في بعض المجاميع حديثا: المؤمن في المسجد كالسمك في الماء، والمنافق في المسجد كالطير في القفص، ولم أجده في كتب الحديث مع التطلب، ولكن معناه صحيح، يشهد له الحديث

---

[1] حسن التنبه لما ورد في التشبه: ۹۲/۱۲، ت: نور الدين طالب، دار النوادر ـ لبنان، الطبعة الأولى ۱٤۳۲هـ.

المتقدم: إذا رأيتم الرجل يعتاد المسجد فأشهدوا له بالإيمان".

میں نے بعض مجامیع میں ایک حدیث پڑھی ہے کہ مؤمن مسجد میں ایسا ہے جیسے مچھلی پانی میں، اور منافق مسجد میں ایسا ہے جیسے پرندہ پنجرہ میں، لیکن انتہائی تلاش کے باوجود مجھے یہ روایت حدیث کی کتابوں میں نہیں مل سکی، البتہ اس کا معنی صحیح ہے، اس کے لئے سابقہ حدیث شاہد ہے کہ جب تم کسی شخص کو مسجد کا عادی دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ "کشف الخفاء"[1] میں لکھتے ہیں: "لم أعرفه حديثا، وإن اشتهر بذلك، ويشبه أن يكون من كلام مالك بن دينار، فقد نقل المناوي عنه، أنه قال: المنافقون في المسجد كالعصافير في القفص".

مجھے اس کے حدیث ہونے کی معرفت نہیں، اگرچہ اس کی شہرت حدیث ہونے کی حیثیت سے ہے، اور یہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے مشابہ ہے، چنانچہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر نقل کیا ہے کہ منافقین مسجد میں ایسے ہوتے ہیں جیسے پرندے پنجروں میں ہوتے ہیں۔

روایت کا حکم

علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انتہائی تلاش کے باوجود مجھے یہ

---

[1] كشف الخفاء: ۲۹٤/۲، رقم: ۲٦٨٩، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

روایت حدیث کی کتابوں میں نہیں ملی، اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق انہیں اس حدیث کی معرفت نہیں ہے، اور یہ روایت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مشابہ ہے، الحاصل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، البتہ اسے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر بیان کرسکتے ہیں۔

روایت نمبر ⑲

رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے سال ہر حاملہ عورت کے گھر لڑکے کا پیدا ہونا

حکم: اس روایت کو علامہ مَقْرِیزِی رحمۃ اللہ علیہ نے قصہ گو لوگوں کی مزین کردہ روایت کہا ہے، اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس میں شدید نکارت ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

علامہ تقی الدین مَقْرِیزِی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۵ھ) ”إمتاع الأسماع“[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

”فخرج أبو نعيم من حديث أبي أحمد الزبيري، قال: حدثنا سعيد بن محمد المدني، عن عمرو بن قتيبة قال: سمعت أبي وكان من أوعية العلم، قال: لما حضرت الولادة آمنة قال الله لملائكته: افتحوا أبواب السماء كلها، وأمر الله الملائكة بالحضور، فنزلت تبشر بعضها بعضا، وتطاولت جبال الدنيا، وارتفعت البحار وتناثر أهلها، فلم يبق ملك إلا حضر، وأخذ الشيطان فغل سبعين غلا، وألقي منكوسا في لجة البحر الخضراء، وغلت الشياطين والمردة، وألبست الشمس يومئذ نورا عظيما، وأقمن على رأسها سبعون ألف حوراء في الهواء ينتظرن ولادة محمد صلى الله عليه وسلم، وكان قد أذن الله

[1] إمتاع الأسماع: ٥٨/٤، ت: محمد عبد الحميد النميسي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

ملك السنة لنساء الدنيا أن يحملن ذكورا كرامة لأحمد، وأن لا تبقي شجرة إلا حملت، ولا خوف إلا عاد أمنا.

فلما ولد النبي صلى الله عليه وسلم امتلأت الدنيا كلها نورا، وتباشرت الملائكة، وضرب في كل سماء عمود من زبرجد، وعمود من ياقوت، وقد استنار به، وهي معروفة في السماء، قد رآها النبي صلى الله عليه وسلم ليلة أسري به، قيل: ما ضرب استبشارا بولادتك، وقد أنبت الله ليلة ولد على شاطئ الكوثر سبعين ألف شجرة من المسك الأذفر، وجعلت ثمارها بخور أهل الجنة، وكل أهل السموات يدعون الله بالسلامة، ونكست الأصنام كلها، وأما اللات والعزى فإنها أخرجا من خزانتهما وهما يقولان: ويح قريش، جاءهم الأمين، جاءهم الصديق، لا تعلم قريش ماذا أصابها، وأما البيت: فسمعوا أياما من جوفه صوتا وهو يقول: الآن يرد علي نوري، الآن يجيئني زواري، الآن أطهر من أنجاس الجاهلية، أيتها العزى هلكت، قال: ولم تسكن زلزلة البيت ثلاثة أيام بلياليها، وهذه أول علامة رأت قريش من مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم“.

جب آمنہ کے لخت جگر کی ولادت کا وقت آیا، تو اللہ تعالی نے فرشتوں سے فرمایا: آسمان کے تمام دروازے کھول دو، اور اللہ تعالی نے فرشتوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا، چنانچہ فرشتے ایک دوسرے کو خوشخبری دیتے ہوئے اترنے لگے، دنیا کے پہاڑ دراز ہوگئے، سمندر چڑھ گئے، اور اس کے اہل بکھر گئے، کوئی فرشتہ ایسا نہیں تھا جو حاضر نہ ہوا ہو، شیطان کو پکڑ کر ستر طوقیں ڈال دی گئیں، اور اسے الٹا

گہرے سبز سمندر میں ڈال دیا گیا، اور تمام شیاطین اور سرکشوں کو بھی طوقیں ڈال دی گئیں، سورج اس دن بہت زیادہ روشنی سے آراستہ کر دیا گیا، اور سورج کے اردگرد ہوا میں ستر ہزار حوروں کو کھڑا کیا گیا جو رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی منتظر تھیں، اللہ تعالیٰ نے احمد ﷺ کی کرامت کی وجہ سے سال کے ایک فرشتے کو ذمہ داری سوپنی کہ دنیا کی عورتیں نرنیہ اولاد سے حاملہ ہوں، اور ہر درخت پھل دار ہو جائے، اور ہر خوف امن سے بدل جائے۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی ساری دنیا نور سے بھر گئی، فرشتے ایک دوسرے کو خوشخبری دینے لگے، اور ہر آسمان میں زبرجد، یاقوت کے ستون لگائے گئے، جس کی وجہ سے آسمان جگمگا اٹھے، اور یہ ستون آسمان میں معروف تھے، جسے رسول اللہ ﷺ نے معراج کے موقع پر دیکھا تھا، جو رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں لگایا گیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ولادت کی رات میں کوثر کے ساحل پر خوشبودار مشک اذفر کے ستر ہزار درخت لگائے اور اس کے پھل اہل جنت کے لئے بخور بنا دیئے گئے، اور تمام آسمان والے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا کرنے لگے، سارے بت گر گئے تھے، اور لات وعزیٰ یہ دونوں اپنی جگہوں سے باہر نکالے گئے اور وہ کہنے لگے کہ ہلاکت ہو قریش کے لئے ان میں امین آگیا، ان میں صدیق آگیا، قریش نہیں جانتے تھے کہ یہ کیا ہوا ہے، قریش نے کئی دن تک کعبۃ اللہ سے آواز سنی: اب میرا نور مجھے لوٹا دیا جائے گا، اب میرے زائرین آئیں گے، اب میں جاہلیت کی نجاست سے پاک ہو جاؤں گا، اے عزیٰ! تو ہلاک ہو گیا، اور تین دن اور تین راتیں بیت اللہ میں زلزلہ رہا، اور رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی یہ پہلی علامت تھی جو قریش نے دیکھی۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ مَقْرِیزِی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مَقْرِیزِی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۴۵ھ) حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هكذا أورد الحافظ أبو نعيم هذا الحديث، وهو من تلفيق القصاص وتنميقهم"[1]. حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث اسی طرح تخریج کی ہے، یہ حدیث قصہ گو لوگوں کی مزین کردہ اور آراستہ کی ہوئی روایت ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ) "الخصائص الکبری"[2] میں حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ بحث اور اس کے بعد حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ہی کی دو مزید روایات لانے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"قلت هذا الأثر والأثران قبله فيها نكارة شديدة، ولم أورد في كتابي هذا اشد نكارة منها، ولم تكن نفسي لتطيب بايرادها، لكني تبعت الحافظ أبا نعيم في ذلك".

میں کہتا ہوں یہ اثر (یعنی تیسری روایت) اور اس سے پہلے کے دو اثر (یعنی ان دونوں میں پہلا اثر ہماری ذکر کردہ زیرِ بحث روایت ہے) میں شدید نکارت موجود ہے، اور میں نے اپنی اس کتاب میں ان سے زیادہ شدید نکارت پر

---

[1] إمتاع الأسماع: ٥٩/٤، ت: محمد عبد الحميد النميسي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[2] الخصائص الكبرى: ٨٣/١، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٨هـ.

مشتمل کوئی روایت ذکر نہیں کی ہے، اور میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ میں ان آثار کو یہاں لاؤں، تاہم میں نے حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع میں ان روایات کو یہاں ذکر کر دیا ہے۔

علامہ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۴۴ھ) نے "إنسان العيون"[1] میں خاص زیرِ بحث روایت کو "حديث مطعون" کہہ کر نقل کیا ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۲۳ھ) نے "المواهب اللدنية"[2] میں خاص زیرِ بحث روایت کو "مطعون فيه" کہہ کر نقل کیا ہے۔

اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۲۲ھ) نے "شرح المواهب"[3] میں ان کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

روایت کا حکم

اس روایت کو علامہ مَقْرِیزِی رحمۃ اللہ علیہ نے قصہ گو لوگوں کی مزین کردہ روایت کہا ہے، اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس میں شدید نکارت ہے، نیز علامہ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اور علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "حدیث مطعون" کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

[1] إنسان العيون: ۶۱/۱، المطبعة العامرة الزاهرة ـ مصر، الطبعة ۱۲۹۲هـ.
[2] المواهب اللدنية: ۱۲٤/۱، ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲٥هـ.
[3] شرح المواهب: ۲۰۹/۱، ت: صالح أحمد الشامي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

روایت نمبر⑳

نیند اچاٹ ہونے کی مشہور دعا:

"اللّٰهم غارت النجوم، وهدأت العيون...."۔

روایت: "اللّٰهم غارت النجوم، وهدأت العيون، وأنت حي قيوم، يا حي! يا قيوم! أنم عيني، وأهدئ ليلي"۔ **اے اللہ! ستارے چھپ گئے، اور آنکھوں سے نیند دور ہوگئی، آپ ہمیشہ سے زندہ ہیں اور تھامنے والے ہیں، اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اے تھامنے والے! میری آنکھوں کو سُلادیں، اور میری رات کو گزار دیں۔**

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ ذیل میں اس دعا کی تحقیق خاص اس حیثیت سے کی جارہی ہے کہ اسے نیند اچاٹ ہونے کی حالت میں بحیثیت حدیث پڑھنے کے لئے تلقین کیا جاتا ہے، حالانکہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

یہ روایت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الكبير"[1] میں ان لفظوں سے تخریج کی ہے:

"حدثنا حجاج بن عمران السَدُوْسِي، ثنا عمرو بن الحصين

[1] المعجم الكبير: ١٢٤/٥، رقم: ٤٨١٧، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية ـ مصر.

العُقَيْلِي، ثنا محمد بن عبد الله بن عُلَاثَة، ثنا ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان قال: سمعت عبد الملك بن مروان يحدث عن أبيه، عن زيد بن ثابت، قال: أصابني أرق الليل، فشكوت ذلك إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: قل: اللّهم غارت النجوم، وهدأت العيون، وأنت حي قيوم، يا حي! يا قيوم! أنم عيني، وأهدىء ليلي، فقلتها، فذهب عني".

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک رات کو بے خوابی ہوئی، میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ دعا پڑھ لیا کرو: اے اللہ! ستارے چھپ گئے، اور آنکھوں سے نیند دور ہوگئی، آپ ہمیشہ سے زندہ ہیں اور تھامنے والے ہیں، اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اے تھامنے والے! میری آنکھوں کو سُلا دیں، اور میری رات کو گزار دیں، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ان کلمات کو کہا تو مجھ سے بے خوابی دور ہوگئی۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حافظ ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے "عمل اليوم والليلة"[1] **میں، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے** "تاريخ دمشق"[2] **میں، اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے** "الكامل"[3] **میں حافظ ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، نیز حافظ ابو**

---

[1] عمل اليوم والليلة:ص:٤٤٢،رقم:٧٤٩،ت:عبد الرحمن كوثر،شركة دار أرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] تاريخ دمشق:٢٣١/٥٧،ت:عمربن غرامه العمروي،دارالفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:٢٥٧/٦،رقم:١٣١٤،ت:عادل أحمدعبد الموجود،وعلي محمد معوض،

یعلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف الخيرة المهرة"[1] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المطالب العالية"[2] میں نقل کی ہے، اسی طرح یہ روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "معرفة الصحابة"[3] میں اور ابو القاسم عبد الملک بن محمد بن عبد اللہ بن بشران (المتوفی ٤٣٠ھ) نے "الأمالي"[4] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی عمرو بن حصین عقیلی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ بندہ کو "مسند ابی یعلی" کے موجودہ مطبوع نسخے میں یہ روایت نہیں مل سکی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[5] میں محمد بن عُلَاثَہ[6] کے ترجمہ

دار الكتب العلمية ـ بيروت .

[1] إتحاف الخيرة المهرة:٤٦٢/٦،رقم:٦٢٠٤،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[2] المطالب العالية:٨٨٩/١٣،رقم:٣٣٦٥،ت:قاسم بن صالح القاسم،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[3] معرفة الصحابة:١١٥٨/٣،رقم:٢٩٢٢،ت:عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[4] ألأمالي:٢٣/٢،رقم:١٠٠٢،ت:أحمد بن سليمان،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[5] المجروحين:٢٨٠/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[6] محمد بن عبد اللہ بن عُلَاثَہ عقیلی (المتوفی ١٦٨ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام ملاحظہ ہو:

میں اسے متہم بالوضع قرار دے کر اُن کی زیرِ بحث روایت تخریج کی ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل" [1] میں عمرو بن حصین کے ترجمہ میں زیر بحث اور بعض دوسری احادیث لاکر لکھتے ہیں: "وهذه الأحاديث لا يرويها بأسانيدها غير عمرو بن الحصين، وهو مظلم الحديث". اور یہ احادیث

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ثقة ".

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صالح ، كأنه بصري ". صالح ہے، گویا کہ یہ بصری ہے۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يكتب حديثه، ولا يحتج به ". اس کی حدیث کو لکھا جائے گا، اور اس کی حدیث سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "في حديثه نظر ".

حافظ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لسنا نقنع من البخاري بهذا، حديثه يدل على كذبه، وكان أحد العضل في التزيد[عن الأوزاعي. كذا في تاريخ بغداد]". ہم بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات پر قناعت نہیں کرتے، اس کی حدیث جھوٹ پر دلالت کرتی ہے۔۔۔"۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قد أفرط الأزدي في الميل على ابن علاثة، وأحسبه وقعت له روايات لعمرو بن الحصين عن ابن علاثة، فنسبه إلى الكذب لأجلها، والعلة في تلك من جهة عمرو بن الحصين فإنه كان كذابا، وأما ابن علاثة فقد وصفه يحيى بن معين بالثقة، ولم أحفظ لأحد من الأئمة فيه خلاف ما وصفه به يحيى ". ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عُلَاثَہ کے بارے میں افراط کی ہے، اور میرا خیال یہ ہے کہ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس عمرو بن حصین کی روایات ہوں گی ابن علاثہ سے، اس وجہ سے انہوں نے جھوٹ کی نسبت ابن علاثہ کی طرف کر دی ہے، جبکہ اس میں علت عمرو بن حصین کی طرف سے ہے اس لئے کہ وہ جھوٹا ہے، اور ابن علاثہ کو یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ کے ساتھ موصوف کیا ہے، اور مجھے یاد نہیں کہ ائمہ میں سے کسی ایک نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا ہو اُس چیز میں کہ جس کے ساتھ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن علاثہ کو موصوف کیا ہے۔

حافظ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان ثقة إن شاء الله ".

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عمرو بن الحصين وابن عُلَاثَة جميعا متروكان". عمرو بن حصین اور ابن عُلَاثَہ دونوں متروک ہیں۔

(انظر تهذيب الكمال:٥٢٦/٢٥،رقم:٥٣٦٦،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ) .

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٢٥٧/٦،رقم:١٣١٤،ت:عادل أحمد عبد الموجود،وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت .

ان سندوں کے ساتھ عمرو بن حصین کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا، اور یہ مظلم الحدیث ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[1] میں لکھتے ہیں: "رواه الطبراني، وفيه عمرو بن الحصين العُقَيْلِي، وهو متروك". اس روایت کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، اس میں عمرو بن حصین عقیلی ہے، اور وہ متروک راوی ہے۔

حافظ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف الخيرة المهرة"[2] میں فرماتے ہیں: "هذا إسناد ضعيف، لضعف عمرو بن الحصين وابن علاثة، اسمه محمد بن عبد الله بن عُلَاثَة العُقَيْلِي". یہ ضعیف سند ہے عمرو بن حصین اور ابن علاثہ کے ضعیف ہونے کی وجہ سے، اور ابن علاثہ کا نام محمد بن عبد اللہ بن عُلَاثَہ عقیلی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "نتائج الأفكار"[3] میں لکھتے ہیں:

"هذا حديث غريب، أخرجه ابن السني، وأبو أحمد بن عدي في الكامل، جميعا عن أبي يعلى على الموافقة، وأخرجه الطبراني في الكبير عن الحجاج بن عمرو السَدُوْسِي، عن عمرو بن الحصين، قال

[1] مجمع الزوائد: ١٢٨/١٠، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[2] إتحاف الخيرة المهرة: ٤٦٣/٦، رقم: ٦٢٠٤، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[3] نتائج الأفكار: ١١٠/٣، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

ابن عدي: تفرد به عمرو بن الحصين الحراني، وهو مظلم الحديث، وحدث عن الثقات بمناكير لا يرويها غيره، انتهى.... ".

"یہ حدیث غریب ہے، اس کی تخریج ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ نے، نیز ابو احمد بن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل" میں کی ہے، ان تمام نے ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ سے اسے نقل کرنے میں موافقت کی ہے، اور اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "معجم" میں حجاج بن عمرو سدوسی عن عمرو بن حصین کے طریق سے تخریج کیا ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمرو بن حصین حرانی اس کے نقل میں متفرد ہے، اور یہ مظلم الحدیث ہے، اور ثقات سے مناکیر بیان کرتا ہے جو اس کے علاوہ کوئی بیان نہیں کرتا، انتہی۔۔۔"۔

سند میں موجود راوی عمرو بن حصین کلابی بصری عقیلی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[1] میں فرماتے ہیں: "سمع منه أبي، وقال: تركت الرواية عنه، ولم يحدثنا بحديثه، وقال: هو ذاهب الحديث، ليس بشيء". میرے والد ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے احادیث سنی تھیں، اور وہ کہتے تھے کہ میں نے ان سے روایت کو ترک کر دیا تھا، اور وہ ہمیں ان کی حدیث بیان نہیں کرتے تھے، اور کہتے تھے: یہ ذاہب الحدیث، لیس بشیء ہے۔

حافظ عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ہی "الجرح والتعديل"[2] میں لکھتے ہیں: "وسئل

---

[1] الجرح التعديل: ۲۲۹/٦، رقم: ۱۲۷۲، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[2] الجرح التعديل: ۲۲۹/٦، رقم: ۱۲۷۲، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

أبو زرعة عنه عند ما امتنع من التحديث عنه، فقال: ليس هو في موضع يحدث عنه، هو واهي الحديث". جس وقت ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ عمرو بن حصین کی احادیث نقل کرنے سے رک گئے تو اس بارے میں ان سے پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: وہ ایسے مقام کا حامل نہیں ہے کہ اس کی حدیثیں بیان کی جائیں، وہ "واہی الحدیث" ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وكان كذابا"[1]. اور یہ جھوٹا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدث بغير حديث عن الثقات منكر"[2]. یہ ثقہ لوگوں کے انتساب سے کئی منکر احادیث نقل کرتا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن حصین کو "متروك"[3] کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ عمرو بن حصین کے بارے میں فرماتے ہیں: "ضعفوه جدا"[4]. محدثین نے اس کو شدید ضعیف کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری روایت کے تحت عمرو بن حصین کے بارے میں فرماتے ہیں: "وعمرو بن الحصين متروك باتفاقهم، واتهمه بعضهم بالكذب، والله المستعان". محدثین کے نزدیک عمرو بن حصین اتفاقی طور پر متروک ہے، بعض نے اسے متہم بالکذب بھی کہا ہے، واللہ المستعان۔[5]

---

[1] نتائج الأفكار:۱۱۱/۳،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.

[2] ميزان الاعتدال:۲۵۳/۳،رقم:٦۳٥۱،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[3] ميزان الاعتدال:۲۵۳/۳،رقم:٦۳٥۱،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[4] المغني في الضعفاء:٦۳/۲،رقم:٤٦٤۳،ت:نور الدين عتر،إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر .

[5] نتائج الأفكار:٤۱۱/۲،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.

روایت کا حکم

سند میں موجود راوی عمرو بن حصین عقیلی کے بارے میں امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید صیغے استعمال فرمائے ہیں (جیسے: ذاہب الحدیث، واہی الحدیث، متروک، یہ جھوٹا تھا، محدثین نے ان کو شدید ضعیف کہا ہے، محدثین کے نزدیک عمرو بن حصین اتفاقی طور پر متروک ہے، بعض نے اسے متہم بالکذب بھی کہا ہے)، اس لئے یہ روایت اس خاص تناظر میں کہ عمرو بن حصین عقیلی اس کے نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہوسکتی، لہذا اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر (۲۱)

روایت: جس میں مختلف ملکوں اور قوموں کی تباہی کے مختلف اسباب بیان کئے گئے ہیں، اس میں یہ بھی ہے: "چین کی تباہی سندھ کی وجہ سے ہوگی"، بعض مقامات پر یہ الفاظ ہیں: "سندھ کی تباہی ہند سے ہوگی، اور ہند کی تباہی چین سے ہوگی"۔

حکم: حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت کہا ہے، نیز علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے، اس لئے اسے ذکر کردہ تفصیل کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کرسکتے۔

روایت کے مصادر

یہ روایت دو سندوں سے منقول ہے: (۱) روایت بطریق وہب بن منبہ (۲) روایت بطریق حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

روایت بطریقِ وہب بن منبہ

یہ روایت حافظ ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الواردة في الفتن"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"أخبرنا عبد بن أحمد الهروي في كتابه، قال: حدثنا عمر بن أحمد بن عثمان بن شاهين، قال: حدثنا محمد بن هارون الحضرمي،

---

[1] السنن الواردة في الفتن: ۸۸۱/۱،رقم:٤٥٥،ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة۔الرياض.

قال: حدثنا علي بن عبد الله التميمي، قال: حدثنا عبد المنعم بن إدريس، قال: حدثنا أبي، عن وهب بن منبه، قال:

الجزيرة آمنة من الخراب، حتى تخرب أرْمِيْنِيَّة، وأرْمِيْنِيَّةآمنة من الخراب حتى تخرب مصر، ومصرآمنة من الخراب حتى تخرب الكوفة، ولا تكون الملحمة الكبرى حتى تخرب الكوفة، فإذا كانت الملحمة الكبرى فتحت القُسْطَنْطِيْنِيَّة على يد رجل من بني هاشم، وخراب الأنْدَلُسْ من قبل الريح، وخراب إفريقية من قبل ا لأنْدَلُسْ، وخراب مصر من انقطاع النيل واختلاف الجيوش فيها، وخراب العراق من قبل الجوع والسيف، وخراب الكوفة من قبل عدو من ورائهم يخفرهم حتى لا يستطيعون أن يشربوا من الفُرَات قطرة، وخراب البصرة من قبل العراق، وخراب الأُبُلَّة من قبل عدو يخفرهم، مرة برا، ومرة بحرا، وخراب الرَيْ من قبل الدَّيْلَم، وخراب خُراسان من قبل التِبْت، وخراب التِبْت من قبل الصين، وخراب الصين من قبل الهند، وخراب اليمن من قبل الجراد والسلطان، وخراب مكة من قبل الحَبْشَة، وخراب المدينة من قبل الجوع".

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جزیرہ تباہی سے محفوظ رہے گا، جب تک اَرْمینیہ میں تباہی نہ آئے، اور اَرمینیہ تباہی سے بچا رہے گا، جب تک مصر میں تباہی نہ آئے، اور مصر تباہی سے محفوظ رہے گا جب تک کوفہ میں تباہی نہ آئے، جب تک کوفہ میں تباہی نہیں ہوگی جنگ عظیم نہیں ہوگی، اور جب جنگ عظیم ہو جائے گی تو بنی ہاشم کے ایک شخص کے ہاتھوں قُسطَنطِینِیّہ فتح ہو جائے گا، اور اَندَلُس کی تباہی ہوا

سے ہوگی، اور افریقہ کی تباہی اَنْدَلُس کی جانب سے ہوگی، اور مصر کی تباہی نیل کے رُک جانے اور مصر میں لشکروں کے آنے جانے کی وجہ سے ہوگی، اور عراق کی تباہی بھوک و تلوار کی وجہ سے ہوگی، اور کوفہ کی تباہی ان کے پیچھے موجود دشمن کی وجہ سے ہوگی، وہ دشمن ان سے بدعہدی کرتا رہے گا، یہاں تک کہ وہ فُرات سے ایک قطرہ پانی بھی نہیں پی سکیں گے، اور بصرہ کی تباہی عراق کی وجہ سے ہوگی، اور اُبُلہ کی تباہی ان کے دشمن کی وجہ سے ہوگی کہ وہ کبھی بَرّی بدعہدی کرے گا اور کبھی بحری، اور رَیّ کی تباہی دَیْلَم کی وجہ سے ہوگی، اور خُراسان کی تباہی تِبُت کی وجہ سے ہوگی، اور تِبُت کی تباہی چین کی وجہ سے ہوگی، اور چین کی تباہی ہند کی وجہ سے ہوگی، اور یمن کی تباہی ٹڈیوں اور سلطان کی وجہ سے ہوگی، اور مکہ کی تباہی حَبَشَہ کی وجہ سے ہوگی، اور مدینہ کی تباہی بھوک کی وجہ سے ہوگی۔

یہی روایت حافظ ابو العباس مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے "دلائل النبوة"[1] میں تخریج کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی محمد بن ہارون حضرمی پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت بطریقِ وہب بن منبہ پر ائمہ کا کلام

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ "روح المعاني"[2] میں نقل روایت کے بعد فرماتے ہیں: "وكذا ما روي عن وهب لا يكاد يعول عليه". اسی طرح وہب سے منقول روایت پر بھی قریب نہیں ہے کہ اعتماد کیا جائے۔

---

[1] دلائل النبوة: ۲/ ٤٩٢، رقم: ۳۱۱، محمد بن فارس السلوم، دار النوادر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
[2] روح المعاني: ٨/ ٩٦، ت: علي عبد الباري عطية، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

ابو عبد اللہ عبد المنعم بن ادریس بن سنان بن کلیم، ابن بنت وہب بن منبہ یمانی (المتوفی ۲۲۸ھ) کے بارے میں ائمہ کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الکبیر"[1] میں فرماتے ہیں: "ذاهب الحديث".

حافظ ابن حبان "المجروحین"[2] میں لکھتے ہیں: "يضع الحديث على أبيه وعلى غيره من الثقات، لا يحل الاحتجاج به ولا الرواية عنه". وہ اپنے والد اور ان کے علاوہ ثقہ لوگوں پر حدیث گھڑتا تھا، نہ تو اس سے احتجاج درست ہے، اور نہ ہی اس سے روایت کرنا درست ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يكذب على وهب بن منبه"[3]. عبد المنعم بن ادریس، وہب بن منبہ پر جھوٹ بولتا ہے۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عبد المنعم الذي روى عن وهب بن منبه ليس بثقة، أخذ كتبا فرواها"[4]. عبد المنعم وہ ہے جس نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے، وہ ثقہ نہیں ہے، کتابیں لیکر اس سے روایت کرتا تھا۔

---

[1] التاريخ الكبير: ۳۹۵/۵، رقم: ۱۹۵۱، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹ هـ.

[2] المجروحين: ۱۵۷/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ۔ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲ هـ.

[3] تاريخ بغداد: ۱۳٤/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۵هـ.

[4] تاريخ بغداد: ۱۳٤/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۵ هـ.

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ عبد المنعم کے بارے میں فرماتے ہیں: "الكذاب الخبيث"[۱].

حافظ ابو حفص عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وعبد المنعم متروك الحديث، أخذ كتب أبيه فحدث بها عن أبيه، ولم يكن سمع من أبيه شيئا"[۲]. **عبد المنعم متروک الحدیث ہے، اپنے والد کی کتابیں لے کر اس کے ذریعے اپنے والد سے روایت کرتا تھا، جبکہ اس نے اپنے والد سے کچھ بھی نہیں سنا۔**

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "واهي الحديث"[۳].

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ليس بثقة"[۴].

حافظ زکریا بن یحیی ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يشتري كتب السيرة، فيرويها، ما سمعها من أبيه ولا بعضها"[۵]. **عبد المنعم بن ادریس سیرت کی کتابیں خریدتا، اور اس سے روایت کرتا، جبکہ اس نے وہ روایت اپنے**

---

[۱] تاريخ بغداد: ۱۳٤/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دارالكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۵هـ.

[۲] تاريخ بغداد: ۱۳۵/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دارالكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۵هـ.

[۳] تاريخ بغداد: ۱۳۵/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دارالكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۵هـ.

[۴] الضعفاء والمتروكين: ص: ۲۱۰، رقم: ۳۸۷، ت: محمد ابراهيم زايد، دار المعرفة۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ..

[۵] تاريخ بغداد: ۱۳۵/۱۱، رقم: ۵۸۲۵، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دارالكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۵هـ.

والد سے نہیں سنی ہوتی تھی اور نہ اس کا بعض حصہ سنا ہوتا۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ذاهب الحديث"[1].

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو وأبوه متروكان"[2]. یہ اور اس کے والد دونوں متروک ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[3] میں فرماتے ہیں: "تركوه، وقال أحمد: كان يكذب على وهب". محدثین نے اسے ترک کر دیا تھا، اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ وہب پر جھوٹ بولتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل" میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وعبد المنعم بن إدريس صاحب أخبار بني إسرائيل كوهب بن منبه وغيره، لا يعرف بالأحاديث المسندة"[4]. عبد المنعم بن ادریس، وہب بن منبہ وغیرہ کی طرح بنی اسرائیل کی خبریں نقل کرنے والا ہے، مسند (یعنی مرفوع روایتوں) میں یہ معروف نہیں ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قال أحمد ويحيى: يكذب على

---

[1] لسان الميزان:٢٨٠/٥،رقم:٤٩٣٩،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] كتاب الموضوعات:١/ ٣٠١،ت:عبدالرحمن محمدعثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٣٨٦هـ.

[3] المغني في الضعفاء:١٧/٢،رقم:٣٨٥٧،ت:أبي الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

[4] الكامل:٧ / ٣٥،رقم:١٤٩٤،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد المعوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

وهب، وقال ابن حبان: يضع الحديث"[1]. احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ اپنے والد پر جھوٹ باندھتا ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ حدیث گھڑتا ہے۔

روایت بطریقِ وہب بن منبہ کا حکم

آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سند میں موجود عبدالمنعم بن ادریس کی وجہ سے یہ روایت اس سند سے شدید ضعیف ہے، چنانچہ اسے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت بطریق حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

یہ روایت سنداً نہیں مل سکی ہے، تاہم امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے "التذکرة"[2] میں اسے ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"روي من حديث حذيفة بن اليمان رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ويبدأ الخراب في أطراف الأرض حتى تخرب مصر، ومصر آمنة من الخراب حتى تخرب البصرة، وخراب البصرة من العراق، وخراب مصر من جفاف النيل، وخراب مكة من الحبشة، وخراب المدينة من الجوع، وخراب اليمن من الجراد، وخراب الأَيْلَة [كذا في الأصل،والصحيح: الأُبُلَّة] من الحصار، وخراب فارس من الصعاليك، وخراب الترك من الدَيْلَم، وخراب الدَيْلَم من

---

[1] تنزيه الشريعة: ۸۲/۱،رقم:۲۰٦،ت:عبدالوهاب عبداللطيف وعبدالله بن محمد الصديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] التذكرة بأحوال الموتى: ۱۳٤۹/۱،ت:الصادق بن محمد بن إبراهيم،دار المنهاج ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۲۵هـ.

الأرْمَن، وخراب الأرْمَن من الخزر، وخراب الخزر من الترك، وخراب الترك من الصواعق، وخراب السند من الهند، وخراب الهند من الصين، وخراب الصين من الرمل، وخراب الحبشة من الرجفة، وخراب الزوراء من السفياني، وخراب الروحاء من الخسف، وخراب العراق من القحط.

ذكره أبو الفرج ابن الجوزي رحمه الله في كتاب: روضة المشتاق والطريق إلى الملك الخلاق وسمعت أن خراب الأندَلُس من الريح العقيم".

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ جب زمین کے اطراف میں فساد شروع ہو گا، حتی کہ مصر میں تباہی شروع ہو جائے گی، اور وہ تباہی سے امن میں رہے گا، جب تک کہ بصرہ میں تباہی نہ آئے، اور بصرہ کی تباہی عراق کی وجہ سے ہو گی، اور مصر کی تباہی نیل کے خشک ہونے کی وجہ سے ہو گی، اور مکہ کی تباہی حبشہ کی جانب سے ہو گی، اور مدینہ کی تباہی بھوک کی وجہ سے ہو گی، اور یمن کی تباہی ٹڈیوں کی وجہ سے ہو گی، اور ابلہ کی تباہی حصار کی وجہ سے ہو گی، اور فارس کی تباہی فقیر ومحتاج لوگوں کی وجہ سے ہو گی، اور ترکوں کی تباہی دیلم سے ہو گی، اور دیلم کی تباہی ارمن سے ہو گی، اور ارمن کی تباہی خَزر سے ہو گی، اور خَزر کی تباہی ترکوں سے ہو گی، اور ترکوں کی تباہی بجلی کی کڑک سے ہو گی، اور سندھ کی تباہی ہند سے ہو گی، اور ہند کی تباہی چین سے ہو گی، اور چین کی تباہی رمل سے ہو گی، اور حبشہ کی تباہی زلزلہ سے ہو گی، اور زوراء کی تباہی سفیانی سے ہو گی، اور روحاء کی تباہی دھنسنے سے ہو گی، اور عراق کی تباہی قحط سالی سے ہو گی، ابوالفرج

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کتاب ”روضۃ المشتاق والطریق الی الملک الخلاق “میں ذکر کیا ہے، اور میں نے سنا ہے کہ اندلس کی تباہی تند و تیز آندھی کی وجہ سے ہوگی۔

روایت بطریق حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ”النهاية في الفتن والملاحم“[1] میں اس روایت کو بحوالہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرنے سے پہلے لکھتے ہیں:

”إشارة منسوبة إلى الرسول صلى الله عليه وسلم إلى ما سيكون من خراب بعض البلدان، وأسباب خراب كل بلد وهي إشارة تضمنها حديث بين الوضع“.

بعض شہروں کی عنقریب تباہی کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب اشارہ، نیز ہر شہر کی تباہی کے اسباب، ان اسباب کی جانب اشارہ ایک ایسی حدیث میں ہے جو کھلم کھلا من گھڑت ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ہی ”البداية والنهاية“[2] میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل روایت کے بعد فرماتے ہیں:

”وهذا الحديث لا يعرف في شيء من الكتب المعتمدة، وأخلق به أن لا يكون صحيحا، بل أخلق به أن يكون موضوعا، أو أن يكون موقوفا على حذيفة، ولا يصح عنه أيضا، والله سبحانه أعلم“.

---

[1] النهاية في الفتن والملاحم: ١/ ٧١، ت: عصام الدين الصبابطي، دار الحديث.

[2] البداية والنهاية: ١٩/ ٩٢، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار الهجر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

یہ حدیث معتمد کتابوں میں کسی میں بھی معروف نہیں ہے، اور یہ زیادہ لائق ہے کہ صحیح نہ ہو، بلکہ زیادہ لائق ہے کہ یہ من گھڑت ہو، یا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پر موقوف ہو، اور اگر موقوف ہو تو بھی یہ صحیح نہیں ہے، واللہ سبحانہ اعلم۔

روایت بطریق حذیفہ رضی اللہ عنہ کا حکم

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صاف من گھڑت کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

تحقیق کا حاصل اور روایت کا حکم

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت کہا ہے، نیز علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر عدمِ اعتماد کا اظہار کیا ہے، اس لئے یہ روایت ذکر کردہ ترتیب وار مضامین کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیرِ بحث روایت کے بعض متفرق مضامین دیگر سندوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ و تابعین سے مختلف الفاظ سے منقول ہیں، انہیں بیان کرنا درست ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے: "السنن الواردة في الفتن"، (رقم: ۴۵۳ تا ۴۸۵)، ہماری تحقیق کا تعلق خاص ترتیب وار، یکجا مذکورہ مضامین پر مشتمل مرفوع روایت سے ہے، جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

روایت نمبر (۲۲)

روایت: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا گہوارے میں چاند سے گفتگو کرنا، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی انگلی کے اشارے سے چاند کا حرکت کرنا۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

یہ روایت امام بیہقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے "دلائل النبوة"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، قال: حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، قال: حدثنا أحمد بن شيبان الرَمْلِي، قال: حدثنا أحمد بن إبراهيم الحَلَبِيْ، قال: حدثنا الهيثم بن جميل، حدثنا زهير، عن محارب بن دثار، عن عمرو بن يثربي، عن العباس بن عبد المطلب، قال: قلت: يا رسول الله! دعاني إلى الدخول في دينك أمارة لنبوتك، رأيتك في المهد تناغي القمر وتشير إليه بأصبعك، فحيث أشرت إليه مال، قال: إني كنت أحدثه ويحدثني، ويلهيني عن البكاء، وأسمع وَجْبَتَه[2] حين يسجد تحت العرش. تفرد به هذا الحلبي بإسناده، وهو مجهول".

حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے

---

[1] دلائل النبوة: ٢/ ٤١، ت: عبد المعطي قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.

[2] (س) وفي حديث سعيد: لولا أصوات السافرة لسمعتم وجبة الشمس. أي سقوطها مع المغيب. والوجبة: السقطة مع الهدة. (النهاية في غريب الأثر: ص: ٨٦٧، دار ابن الجوزي للنشر، الطبعة الأولى ١٤٢٤ هـ).

اللہ کے رسول! میرے آپ کے دین میں داخل ہونے کی آپ کی نبوت کی یہ نشانی وجہ بنی کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ گہوارے میں چاند سے ہنسی کھیل کی باتیں کررہے تھے، اور اس کی طرف انگلی سے اشارہ کررہے تھے، جس طرف آپ اشارہ کرتے تو وہ اس طرف حرکت کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس سے گفتگو کرتا تھا اور وہ مجھ سے گفتگو کرتا تھا، اور وہ مجھے رونے سے ہٹا کر بہلایا کرتا تھا، اور جس وقت وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا تو میں اس کے سجدہ میں گرنے کی آواز بھی سنتا تھا۔

(امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) حلبی اپنی اس سند میں متفرد ہے، اور یہ مجہول راوی ہے۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نیز بطریق امام ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن صابونی (المتوفی ۴۴۹ھ) اپنی کتاب "تاریخ دمشق"[1] میں تخریج کی ہے۔

یہ روایت حافظ اسماعیل قوام السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی "دلائل النبوۃ"[2] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی محمد بن یعقوب اصم پر آکر مشترک ہوجاتی ہیں۔

---

[1] تاریخ دمشق: ٤/ ٣٥٩، ت: عمر بن غرامه العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] دلائل النبوة: ص: ٢٢٩، رقم: ٣٣٨، ت: محمدبن محمد الحداد، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تفرد به هذا الحلبي بإسناده وهو مجهول"[1]. احمد بن ابراہیم حلبی یہ اپنی اس سند کے بیان کرنے میں متفرد ہے، اور یہ مجہول راوی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے "السيرة النبوية"[2] میں اور حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع الآثار"[3] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ صابونی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

"هذا حديث غريب الإسناد والمتن، في المعجزات حسن"[4].
یہ حدیث سند اور متن کے اعتبار سے غریب ہے، اور یہ معجزات میں حسن ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "المنح المكية"[5] میں اور علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المواهب اللدنية"[6] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ صابونی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

---

[1] دلائل النبوة:۲/ ٤١،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الكتب العلمية۔بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.
[2] السيرة النبوية:١/ ٢١١،ت:مصطفى عبد الواحد،دار المعرفة۔بيروت،الطبعة١٣٩٦هـ.
[3] جامع الآثار:٣٤٢/٣،ت:أبو يعقوب نشأت كمال،دار الفلاح ۔الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
[4] انظر الخصائص الكبرى:١/ ٩١،دار الكتب العلمية ۔بيروت،الطبعة١٤٣٨هـ.
[5] المنح المكية:ص:١٥٢،دار المنهاج ۔بيروت،الطبعة الرابعة١٤٣٧هـ.
[6] المواهب اللدنية:١٥٤/١،ت:صالح أحمد الشامي،المكتب الإسلامي ۔بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ

سند میں موجود راوی احمد بن ابراہیم حلبی کے بارے میں ائمہ رجال کے اقوال

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل"[1] میں لکھتے ہیں: "قال سألت أبي عنه وعرضت عليه حديثه، فقال: لا أعرفه، وأحاديثه باطلة موضوعة كلها، ليس لها أصول، يدل حديثه على أنه كذاب".

میں نے اپنے والد سے اس حلبی کے متعلق سوال کیا اور ان پر اس کی حدیث پیش کی، تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس کو نہیں پہچانتا، اور اس کی تمام کی تمام احادیث باطل ہیں، ان کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ کذاب ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[2] اور "المغني"[3] میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، اسی طرح حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الضعفاء والمتروکین"[4] میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان"[5] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الجرح والتعديل: ٤٠/٢، رقم: ٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٣٧١هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٨١/١، رقم: ٢٨٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] المغني في الضعفاء: ٣٣، رقم: ٢٣٤، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[4] الضعفاء والمتروكين: ٦٤/١، رقم: ١٥٠، ت: ابو الفداء عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] لسان الميزان: ٣٩٦/١، رقم: ٣٧٢، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

واضح رہے کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال" (۸۱/۱) میں احمد بن ابراہیم حلبی اور احمد بن ابراہیم بن ابی سکینہ حلبی کو

کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول گزر چکا ہے کہ یہ مجہول ہے، اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے ”تنزیہ الشریعۃ“[1] میں احمد بن ابراہیم حلبی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

روایت کا حکم

سند میں موجود احمد بن ابرہیم حلبی کو حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کذاب کہا ہے اور اس کی تمام روایات کو باطل کہا ہے، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

ایک ہی راوی قرار دیا ہے جبکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کو الگ الگ قرار دیا ہے، احمد بن ابراہیم بن ابی سکینہ حلبی اور احمد بن ابراہیم حلبی کے رواۃ و مروی عنہم نیز ان کی مرویات سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات راجح معلوم ہوتی ہے، تاہم سند میں موجود احمد بن ابراہیم حلبی کے بارے میں حافظ ابو حاتم کی کی گئی جرح سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متفق ہیں، واللہ اعلم۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو:

”وبعضهم يسميه محمدا قاله الخطيب، يروي عن مالك، قلت:ما رأيت لهم فيه كلاما انتهى. ثم أعاده ولم يسم جده فقال:أحمد بن إبراهيم الحلبي، عن علي بن عاصم وقبيصة، قال أبو حاتم: أحاديثه باطلة تدل على كذبه. قلت: هو ابن أبي سكينة تقدم، وقال في المغني: أحمد بن إبراهيم الحلبي عن قتيبة، وطبقته كذاب انتهى.

فهذا من العجب! يقول: ما رأيت لهم فيه كلاما، ثم يجزم بأنه الذي قال فيه أبو حاتم ما قال، ولفظ ابن أبي حاتم: أحمد بن إبراهيم الحلبي روى عن علي بن عاصم، والهيثم بن جميل، وقبيصة، والنفيلي، روى عنه أحمد بن شيبان الرملي، سألت أبي عنه وعرضت عليه حديثه فقال: لا أعرفه، وأحاديثه باطلة كلها، ليس لها أصل، فدل حديثه على أنه كذاب.

قلت: والذي يروي عن مالك أقدم من الذي يروي عن طبقة قتيبة فلعلهما اثنان، والله أعلم، وذكر الدارقطني والخطيب أن محمد بن المبارك الصوري روى عن أحمد بن إبراهيم بن أبي سكينة، ولم يذكرا له شيئا منكر، وسيأتي في المحمدين أن ابن حبان ذكر ابن أبي سكينة في الثقات، وكذا وثقه ابن حزم في حديث أخرجه من طريقه، عن علي بن المديني“.

[1] تنزيه الشريعة: ۲۵/۱، رقم: ۷۹، ت: عبد الوهاب، عبد اللطيف وعبد الله الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۹هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، تفصیل گزر چکی ہے، اور یہ احمد بن ابراہیم حلبی اس روایت کے نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے واضح ہے، اس لئے یہ روایت بہر صورت شدید ضعیف ہے، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر (۲۳)

روایت: قبر کا حافظ قرآن کے بارے میں کہنا کہ میں حافظِ قرآن کا گوشت کیسے کھا سکتی ہوں جبکہ اس کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

یہ روایت حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "معجم"[1] میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"أخبرنا هبة الله بن حمد بن أحمد بن الحسن، أبو الفضل الجوهري البُرُوْجِرْدِي إجازة كتب إلي بها من بُرُوْجِرْد، قال: أبنا الفقيه أبو الفتح عبد الواحد بن إسماعيل بن نغارة، ثنا الشيخ المرشد أبو إسحاق إبراهيم بن شهريار هو الكَازَرُوْنِي، ثنا علي بن محمد بن موسى الحافظ بالبصرة إملاء، ثنا علي بن الفضل بن نصر البلخي، ثنا أحمد بن يعقوب، ثنا سفيان بن عيينة، عن عمرو بن دينار، عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا مات حامل القرآن أوحى الله إلى الأرض لأكل لحمه، قال: فتقول الأرض: وكيف آكل لحمه؟ وكلامك في جوفه، هذا حديث غريب".

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب

---

[1] معجم الشيوخ:٢/ ١٢١٤،رقم:١٥٨٦،ت:وفاء تقي الدين،دار البشائر۔دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ

حافظ قرآن انتقال کرتا ہے، اللہ پاک زمین کو وحی کرتے ہیں کہ حافظ قرآن کا گوشت نہ کھانا، تو زمین کہتی ہے کہ میں کس طرح حافظ قرآن کا گوشت کھاؤں جب کہ حافظ قرآن کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "هذا حديث غريب"[1]. یہ غریب حدیث ہے۔

حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ "أطراف الغرائب والأفراد"[2] میں لکھتے ہیں: "تفرد به محمد بن الحسن البلخي، عن أحمد بن يعقوب، عن ابن عيينة عنه". اس روایت کو محمد بن حسن بلخی، احمد بن یعقوب، عن ابن عیینہ کے طریق سے نقل کرنے میں متفرد ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ سند میں احمد بن یعقوب سے نقل کرنے والا راوی علی بن فضل بن نصر بلخی ہے، نہ کہ محمد بن حسن بلخی، واللہ اعلم۔

---

[1] معجم الشيوخ: ۲/ ۱۲۱۵، رقم: ۱۵۸٦، ت: وفاء تقي الدين، دار البشائر۔دمشق، الطبعة الأولى ۱٤۲۱ھـ۔

[2] أطراف الغرائب والأفراد: ۲/ ۳٦۱، رقم: ۱٦۰٤، ت: محمود محمد محمود حسن نصار، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹ھـ

سند کے راوی احمد بن یعقوب بلخی پر ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں لکھتے ہیں: "أحمد بن يعقوب البلخي، عن سفيان بن عيينة وغيره، أتى بمناكير وعجائب". **احمد بن یعقوب بلخی جو سفیان بن عیینہ وغیرہ سے روایت نقل کرتا ہے، یہ منکر و عجیب احادیث لاتا ہے۔**

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت لانے کے بعد فرماتے ہیں: "وذكره ابن حبان في الثقات، فقال: يكنى أبا صالح، روى عن وكيع ومكي بن إبراهيم وأهل العراق، حدث عنه أهل بلده". **اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ثقات میں ذکر کر کے کہا ہے کہ ان کی کنیت ابو صالح ہے، وکیع اور مکی بن ابراہیم اور اہل عراق سے روایت کرتا ہے، اس سے اس کے شہر والے روایت کرتے ہیں۔**

اہم نوٹ: واضح رہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ احمد بن یعقوب جن کی کنیت ابو صالح ہے اور وہ وکیع و مکی بن ابراہیم سے نقل کرنے والا ہے، نیز حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "ثقات"[3] میں ان کی کنیت فراء بھی ذکر کی ہے، بندہ کو باوجود تلاش کے یہ نہیں مل سکا کہ "ثقات" میں ذکر کردہ یہی راوی، وہ احمد بن یعقوب ہے جو بقول حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے

---

[1] ميزان الاعتدال: ١٦٥/١، رقم: ٦٦٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة - بيروت.

[2] لسان الميزان: ٧٠١/١، رقم: ٩١٤، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشائر الإسلامية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الثقات: ٤٣/٨، دائرة المعارف - بحيدر آباد دكن، الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

نقل کرنے والا ہے، الحاصل بالتحقیق یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ و حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ راوی دونوں ایک ہی ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے، یا الگ الگ ہیں، واللہ اعلم۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی "المغني"[1] میں لکھتے ہیں: "أحمد بن يعقوب البلخي، عن ابن عيينه ونحوه، له مناكير وموضوعات". احمد بن یعقوب بلخی جو ابن عیینہ اور ان جیسوں سے روایت نقل کرتا ہے، وہ منکر و من گھڑت احادیث لاتا ہے۔

علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[2] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے "المغني" کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہوئے، احمد بن یعقوب بلخی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن یعقوب بلخی کو "ثقات"[3] میں ذکر کیا ہے، نیز اس حوالہ سے تفصیل اہم نوٹ کے عنوان سے گزر چکی ہے۔

روایت کا حکم

سابقہ کلام سے معلوم ہو چکا ہے کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک احمد بن یعقوب بلخی منکر و من گھڑت احادیث لاتا ہے، اور علامہ ابن عرّاق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور اس خاص تناظر میں کہ یہ احمد بن

[1] المغني في الضعفاء: ١٠٨/١، رقم: ٤٩٠، ت: نورالدين عتر، دار إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.
[2] تنزيه الشريعة: ٣٥/١، رقم: ٢٣٧، ت: عبدالوهاب عبد اللطيف، عبدالله محمد صديق، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.
[3] الثقات: ٤٣/٨، دائرة المعارف ـ بحيدر آباد دكن، الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

یعقوب بلخی اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، یہ روایت کسی بھی صورت میں ضعفِ شدید سے خالی نہیں ہے، اس لئے اس روایت کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر۴۴

روایت: ”الغناء رقية الزناء“. گانا زنا کا منتر ہے۔

حکم: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں ہے، بلکہ مشہور قول کے مطابق یہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

یہ روایت سنداً مرفوعاً نہیں ملی۔

روایت کے بارے میں ائمہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ”المصنوع“[1] میں نقل کرکے لکھا ہے: ”من كلام الفضيل“. یہ فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ”الأسرار المرفوعة“[2] میں تحریر فرماتے ہیں: ”قال النووي في شرح مسلم: هو من أمثالهم المشهورة انتهى. وعزاه الغزالي للفضيل بن عياض“.

نووی رحمۃ اللہ علیہ ”شرح مسلم“ میں فرماتے ہیں: یہ مشہور ضرب المثل میں سے ہے، انتہی، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کیا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے ”كشف الخفاء“[3]

---

[1] المصنوع:ص:١٢٦،رقم:٢٠٣،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية۔حلب،الطبعة الثانية ١٣٩٨ھ۔

[2] الأسرار المرفوعة:٢٥٢،رقم:٣١٢،ت:محمد الصباغ،مؤسسة الرسالة۔بيروت،الطبعة ١٣٩١ھ۔

[3] كشف الخفاء:٨٢/٢،رقم:٨١٤،مكتبة القدسي۔القاهرة،الطبعة ١٣٥١ھ۔

میں اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللؤلؤ المرصوع"[1] میں اعتماد کیا ہے۔

اہم نوٹ:

حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۸۱ھ) نے "ذم الملاهي" میں اسے فضیل بن عیاض اور ابوعبیدہ معمر بن مثنی (المتوفی ۲۱۰ھ) کے قول کے طور پر تخریج کیا ہے۔[2]

روایت کا حکم

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں ہے، بلکہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ یا ابوعبیدہ معمر بن مثنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، نیز بہت سے سلف وخلف کے علماء اس جملہ کو اپنے اقوال میں استعمال فرماتے رہے ہیں۔

---

[1] اللؤلؤ المرصوع:۱۲۷،رقم:۳۵۱،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] ذم الملاهي:ص:٥٥،رقم:٥٧،ت:عمرو عبد المنعم سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

"حدثنا محمد، قال: حدثنا الحسين، قال:حدثنا عبد الله، قال: وحدثني الحسين بن عبد الرحمن، قال: قال فضيل بن عياض: الغناء رقية الزنا".

وفي نفس الكتاب:"حدثنا محمد، قال: حدثنا الحسين، قال: حدثنا عبد الله، قال: حدثنا الحسين بن عبد الرحمن، قال: قال أبو عبيدة معمر بن المثنى: جاور الحطيئة قوما من بني كليب .... ولا تسمعوني أغاني شببيتكم، فإن الغناء رقية الزنا" (ص:٥٦،رقم:٦١).

روایت نمبر ۲۵

ہر صبح دس مرتبہ درود شریف:
"ألّلهم صل على محمد النبي..... ".
پڑھنے پر تمام مخلوق کے درود کے برابر ثواب کا ملنا

روایت: ہر صبح دس مرتبہ درود شریف: "ألّلهم صل على محمد النبي عدد من صلى عليه من خلقك، وصل على محمد النبي كما ينبغي لنا أن نصلي عليه، وصل على محمد النبي كما أمرتنا أن نصلي عليه". پڑھنے پر تمام مخلوق کے درود کے برابر ثواب ملتا ہے۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "ذيل اللآلئ المصنوعة"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"الدارقطني في الأفراد، حدثنا محمد بن مخلد، حدثنا سليمان بن الربيع النهدي، حدثنا كادح بن رحمة الزاهد، حدثنا ابن لهيعة الحضرمي، عن سليم بن عامر، عن أوسط بن عمرو البجلي، عن أبي بكر الصديق قال: كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم، فجاءه رجل فسلم، فرد النبي صلى الله عليه وسلم، وأطلق وجهه وأجلسه إلى جنبه، فلما قضى الرجل حاجته نهض، فقال النبي صلى الله عليه

---

[1] ذيل اللآلئ المصنوعة:ص:٦٠٢،رقم:٧٣٥،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

وسلم، يا أبا بكر! هذا رجل يرفع له كل يوم كعمل أهل الأرض، فقلت: ولم ذاك؟ قال: إنه كلما أصبح صلى علي عشر مرات كصلاة الخلق أجمع، قلت: وما ذاك؟ قال: يقول: اللهم صل على محمد النبي عدد من صلى عليه من خلقك، وصل على محمد النبي كما ينبغي لنا أن نصلي عليه، وصل على محمد النبي كما أمرتنا أن نصلي عليه“.

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، ایک شخص آیا اور اس نے سلام کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا، اور اپنا سر جھکایا اور اسے اپنے پاس بیٹھا دیا، جب اس شخص کا کام ہو گیا تو وہ کھڑا ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! اس شخص کے اعمال ہر دن روئے زمین کے رہنے والوں کے عمل کے برابر آسمان کی طرف اٹھتے ہیں، میں (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے کہا کس وجہ سے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص ہر صبح مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے جو کہ تمام مخلوق کے درود کے برابر ہے، میں (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ وہ کون سا درود ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یوں کہتا ہے: ”اللّٰهم صل على محمد النبي عدد من صلى عليه من خلقك، وصل على محمد النبي كما ينبغي لنا أن نصلي عليه، وصل على محمد النبي كما أمرتنا أن نصلي عليه“.

روایت پر ائمہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

”قال الدار قطني: غريب من حديث أبي بكر، تفرد به سليمان بن الربيع النهدي عن كادح بن رحمة، قال في الميزان: سليمان بن الربيع أحد المتروكين، وكادح: قال الأزدي وغيره: كذاب.

زاد في اللسان، قال ابن عدي: عامة أحاديثه غير محفوظة، ولايتابع في أسانيده ولافي متونه، وقال الحاكم وأبو نعيم: روى عن مسعر والثوري أحاديث موضوعة“[1].

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منقول احادیث میں غریب ہے، اس میں سلیمان بن ربیع نہدی، کادح بن رحمہ سے روایت نقل کرنے میں متفرد ہے، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”میزان“ میں سلیمان بن ربیع کو ”احد المتروکین“ کہا ہے، اور کادح کو ازدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ”کذاب“ کہا ہے۔

اور کادح بن رحمہ کے بارے میں (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے) ”لسان المیزان“ میں یہ اضافی بات کہی ہے کہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کادح بن رحمہ کی اکثر احادیث محفوظ نہیں ہیں، اور ان کی نہ تو کوئی سند میں موافقت کرتا ہے اور نہ ہی متن میں، اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ وابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کادح بن رحمہ مسعر رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے موضوع احادیث روایت کرتا ہے۔

---

[1] ذيل اللآلئ المصنوعة: ص: ٦٠٢، رقم: ٧٣٥، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے، چنانچہ آپ "تنزيه الشريعة"[1] میں اس روایت کو "فصل ثالث" میں ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "(قط) في الأفراد من طريق كادح بن رحمة". اسے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے افراد میں کادح بن رحمہ کے طریق سے تخریج کیا ہے۔

اسی کادح بن رحمہ کو علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے لکھا ہے: "كادح بن رحمة الزاهد عن سفيان الثوري، قال الأزدي وغيره: كذاب"[2]. کادح بن رحمہ زاہد سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتا ہے، ازدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹا ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[3] میں اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں: "في إسناده: كذاب ومتروك". اس کی سند میں کذاب اور متروک راوی موجود ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو رحمہ کادح بن رحمہ زاہد عرنی کوفی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں فرماتے ہیں: "كان ممن

---

[1] تنزيه الشريعة: ۳۲۸/۲، رقم: ۳۳، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ۹۸/۱، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[3] الفوائد الجموعة: ص: ۳۲۹، رقم: ۳۹، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱٦هـ.

[4] المجروحين: ۲۲۹/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

يروي عن الثقات الأشياء المقلوبات، حتى يسبق إلى القلب أنه كان المتعمد لها، أو غفل عن الإتقان حتى غلب عليه الأوهام الكثيرة، فكثر المناكير في روايته، فاستحق بها الترك".

کادح ان لوگوں میں سے ہے جو ثقات سے مقلوب روایات نقل کرتے ہیں، یہاں تک کہ دل میں یہ بات آگئی کہ یہ ان مقلوب روایات کو عمداً لاتا ہے، یا یہ اتقان و پختگی سے کام نہیں لیتا حتی کہ اس پر اوہام کثیرہ کا غلبہ ہو گیا، اور اس کی روایات میں مناکیر زیادہ ہو گئیں، چنانچہ انہی مقلوب روایات کی بنا پر یہ ترک کا مستحق ہوا ہے۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان كادح رفيقي عند جرير الرازي ستين ليلة، فلم أره وضع جنبه ليلا ولا نهارا"[1]. جریر رازی کے پاس ساٹھ راتیں کادح میرا رفیق رہا ہے، میں نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے شب و روز میں اپنا پہلو رکھا ہو۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کادح بن رحمہ کو "لاشيء"[2] کہا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کادح بن رحمہ کی روایات "الکامل"[3] میں نقل کر کے فرماتے ہیں: "ولكادح غير ما أمليت أحاديث، وأحاديثه عامة ما

---

[1] الكامل: ۷/ ۲۲۸، رقم: ۱٦۱٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] سؤالات السلمي للدارقطني: ۲۷۱، رقم: ۳۰۸، ت: سعد بن عبد الله الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجريسي، مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۷هـ.

[3] الكامل: ۷/ ۲۳۰، رقم: ۱٦۱٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

يرويه غير محفوظة، ولا يتابع عليه في أسانيده، ولا في متونه، ويشبه حديثه حديث الصالحين، فإن أحاديثهم يقع فيها ما لا يتابعهم عليه أحد".

کادح کی جو روایات میں نے املاء کروائی ہیں اس کے علاوہ بھی اس کی احادیث ہیں، اور کادح بن رحمہ اکثر جو احادیث بیان کرتا ہے وہ محفوظ نہیں ہوتیں، اوران میں اس کی موافقت نہیں کی جاتی، نہ سند میں اور نہ ہی متن میں، اور اس کی بیان کردہ احادیث صالحین کے اقوال کے مشابہ ہوتی ہیں، کیونکہ اس کی احادیث میں ایسی اشیاء واقع ہوتی ہیں جس پر اس کی کوئی بھی متابعت نہیں کرتا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں تحریر فرماتے ہیں: "قال الأزدي وغيره كذاب". ازدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ کذاب ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[2] میں تحریر فرماتے ہیں: "وقال الحاكم وأبو نعيم: روى عن مسعر والثوري أحاديث موضوعة". حاکم رحمۃ اللہ علیہ وابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کادح، مسعر رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے۔

سند میں موجود سلیمان بن ربیع نَہْدِی کوفی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[3] میں لکھتے ہیں: "تركه أبو الحسن

---

[1] ميزان الاعتدال:٣/ ٣٩٩،رقم:٦٩٢٧،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة۔بيروت .

[2] لسان الميزان:٦/٤٠٨،رقم:٦١٩٧،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتبة المطبوعات الإسلامية ۔ حلب .

[3] ميزان الاعتدال:٢/٢٠٧،رقم:٣٤٥٩،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة۔بيروت .

الدارقطني، وقال: غيّر أسماء مشايخ، وروى البرقاني عن الدارقطني، ضعيف".

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ترک کیا ہے، اور وہ فرماتے ہیں کہ یہ مشائخ کے نام تبدیل کرتا ہے، اور برقانی رحمۃ اللہ علیہ نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ سلیمان ضعیف ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[1] میں بذات خود سلیمان بن ربیع کو "أحد المتروكين" کہا ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا حکم

آپ سابقہ تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ اس روایت کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے من گھڑت قرار دیا ہے، چنانچہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ۳۹۹/۳، رقم: ٦٩٢٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة-بيروت.

روایت نمبر(۲۶)

حافظ قرآن کے لئے جنت میں رَیَّان نہر پر مرجان سے بنا شہر

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أنبأنا أبو الحسن علي بن المسلم، ثنا عبد العزيز بن أحمد، أنبأنا تمام بن محمد، أنبأنا أبو يعقوب الأَذْرَعِي، حدثنا أبو بكر محمد بن عثمان الأَذْرَعِي، حدثنا أبو عبيد محمد بن حسان الأَذْرَعِي، ثنا محمد بن خالد، ثنا كثير بن سليم، قال: سمعت أنس بن مالك يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: في الجنة نهر يقال له الريان، عليه مدينة من مرجان، لها سبعون ألف باب من ذهب وفضة لحامل القرآن".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک نہر ہے، جسے رَیَّان کہا جاتا ہے، اس نہر کے اوپر مرجان (چھوٹے چھوٹے موتیوں) سے بنا ایک شہر ہے، اس شہر کے ستر ہزار دروازے ہیں جو کہ سونے اور چاندی سے بنے ہوئے ہیں، اور یہ شہر حامل قرآن کے لئے ہے۔

---

[1] تاريخ مدينه دمشق: ١٩٩/٥٤، رقم: ١١٤٤٨، ت: عمرو بن غرامة العمروي، دار الفكر، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "جمع الجوامع"[1] میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وفيه كثير بن سليم متروك". اس میں کثیر بن سلیم متروک راوی ہے۔

سند میں موجود راوی کثیر بن سلیم ضبی بصری مدائنی (المتوفی ۱۷۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، منكر الحديث، لا يروي عن أنس حديثا له أصل من رواية غيره"[2]. یہ ضعیف الحدیث ومنکر الحدیث ہے، یہ انس رضی اللہ عنہ سے ایسی کوئی حدیث نقل نہیں کرتے جس کی اصل ان کے علاوہ کسی دوسرے راوی کی روایت میں پائی جاتی ہو۔

امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "واهي الحديث" کہا ہے۔[3]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كثير أبو هشام أراه ابن سليم، عن أنس: منكر الحديث"[4]. کثیر ابوہشام، میرے گمان کے مطابق یہ ابن سلیم ہے، انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے، یہ منکر الحدیث ہے۔

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ضعیف" کہا ہے،[5] نیز ایک دوسرے

---

[1] جمع الجوامع: ٥٣/٦، رقم: ١٦٠٣٥، دار السعادة ـ الأزهر، الطبعة ١٤٢٦هـ.

[2] الجرح والتعديل: ١٥٢/٧، رقم: ٨٤٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٣٧٢هـ.

[3] الجرح والتعديل: ١٥٢/٧، رقم: ٨٤٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٣٧٢هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٤٠٥/٣، رقم: ٦٩٤٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] الجرح والتعديل: ١٥٢/٧، رقم: ٨٤٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٣٧٢هـ.

مقام پر ”لا يكتب حديثه“[۱] فرمایا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الضعفاء والمتروكين“[۲] میں کثیر بن سلیم کو ”متروك الحديث“ کہا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الكامل في الضعفاء“[۳] میں کثیر بن سلیم کی احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”وعامة ما يروى عن كثير بن سليم، عن أنس هو هذا الذي ذكرت، ولم يبق له إلا الشيء اليسير، وهذه الروايات عن أنس عامتها غير محفوظة“. کثیر بن سلیم کی انس رضی اللہ عنہ سے جتنی بھی روایات بیان کی گئی ہیں ان میں اکثر میں یہاں ذکر کر چکا ہوں، اور چند ایک ہی ذکر کرنے سے رہ گئی ہیں، اور کثیر بن سلیم کی انس رضی اللہ عنہ سے یہ تمام روایات غیر محفوظ ہیں۔

حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر بن سلیم کو ”متروك الحديث“ کہا ہے۔[۴]

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ ”الكشف الحثيث“[۵] میں فرماتے ہیں: ”الكلام فيه معروف، وفيه أنه متروك“. اس پر ائمہ کا کلام معروف ہے، جس میں اس کے متروک ہونے کا ذکر ہے۔

---

[۱] تهذيب الكمال: ۱۲۰/۲٤، رقم: ٤٩٤۳، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.
[۲] الضعفاء والمتروكين: ص: ۲۲۹، رقم: ٥۰۹، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ
[۳] الكامل: ۲۰۰/۷، رقم: ۱٦۰۰، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.
[۴] تهذيب الكمال: ۱۲۰/۲٤، رقم: ٤٩٤۳، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.
[۵] الكشف الحثيث: ص: ۲۱۲، رقم: ٥٩۷، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت: ۱٤۰۷هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقریب التہذیب"[1] میں فرماتے ہیں:
"ضعيف، من الخامسة، وهو غير كثير بن عبد الله الأبلي، ووهم ابن حبان فجعلهما واحدا، ق". یہ ضعیف ہے، پانچویں طبقہ کے رواۃ میں سے ہے، اور یہ کثیر بن عبد اللہ ابلی کے علاوہ ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کو وہم ہوا ہے، چنانچہ انہوں نے ان دو الگ الگ راویوں کو ایک شمار کیا ہے، اور یہ سنن ابن ماجہ کے روایوں میں سے ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الکاشف"[2] میں فرماتے ہیں: "ضعفوه". ائمہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔

اہم نوٹ: حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تہذیب الکمال"[3] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[4] میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تقریب التہذیب"[5] میں لکھا ہے کہ کثیر بن سلیم ضبی بصری ابو سلمہ مدائنی اور کثیر بن عبد اللہ یہ دو الگ الگ راوی ہیں، ان حضرات کی تصریح کے مطابق جن بعض ائمہ نے ان دونوں کو ایک شمار کیا ہے ان کا قول درست نہیں ہے۔

روایت کا حکم

سند کے راوی کثیر بن سلیم ضبی کے بارے میں ائمہ رجال حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] التقريب: ص: ٤٥٩، رقم: ٥٦١٣، ت: محمد عوامة، دار الرشيد۔ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.
[2] الكاشف: ١٤٤/٢، رقم: ٤٦٣٣، ت: محمد عوامة، أحمد محمد نمر الخطيب، دار القبلة للثقافة الإسلامية ۔ جده، الطبعة ١٤١٣هـ.
[3] تهذيب الكمال: ١٢٠/٢٤، رقم: ٤٩٤٣، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
[4] ميزان الاعتدال: ٤٠٥/٣، رقم: ٦٩٤٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ۔ بيروت.
[5] التقريب: ص: ٤٥٩، رقم: ٥٦١٣، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ۔ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید صیغے استعمال کئے ہیں (منکر الحدیث، واہی الحدیث، متروک الحدیث) جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ضعیف پر عمل کے لئے یہ اتفاقی شرط ذکر کی ہے کہ وہ ضعف شدید سے خالی ہو، اوراسی ضعف شدید کی جانب امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "وفيه كثير بن سليم متروك". (اس میں کثیر بن سلیم متروک راوی ہے) کہہ کر اشارہ کیا ہے، چنانچہ یہ روایت کثیر بن سلیم کے تفرد کی صورت میں کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہے، اس لئے اس روایت کو اس سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر ⑳

روایت: ”جالسوا الكبراء وخالطوا الحكماء وسائلوا العلماء“.

بڑوں کے ساتھ بیٹھا کرو، اور حکماء کے ساتھ میل جول رکھو، اور علماء سے پوچھ لیا کرو۔

حکم: محدثین کرام کی ایک جماعت نے اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قول قرار دینے کو منکر کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، نیز امام بیہقی رَحِمَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ اور حافظ ہیثمی رَحِمَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ کی تصریح کے مطابق یہ وہب بن عبد اللہ ابو جُحَیْفَہ سُوَائی کا قول ہے۔

اس کے دو طریق ہیں: (۱) طریق ابو جُحَیْفَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (۲) طریق ابو امامہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

روایت بطریق ابو جُحَیْفَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

روایت کا مصدر

یہ روایت امام طبرانی رَحِمَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ نے ”المعجم الكبير“ میں حضرت ابو جُحَیْفَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مرفوعاً و موقوفاً دونوں طرح تخریج کی ہے۔

روایت ابو جُحَیْفَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بطریق مرفوع

اسے امام طبرانی رَحِمَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ نے ”المعجم الكبير“[۱] میں ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

”حدثنا عبدان بن أحمد، ثنا قَطَن بن نُسَيْر الدارع، [كذا فيه،

---

[۱] المعجم الكبير: ۲۲/ ۱۲۵، رقم: ۳۲۳، ت: حمدي بن عبدالمجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية۔القاهرة.

والصحيح: الذارع] ثنا يزيد أبو خالد البَيْسَرِيْ، أنا أبو مالك، أخبرني سلمة بن كهيل، عن أبي جحيفة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: جالس العلماء، وسائل الكبراء، وخالط الحكماء“.

حضرت ابو جُحَیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علماء کے ساتھ بیٹھا کرو، اور بڑوں سے پوچھ لیا کرو، اور حکماء کے ساتھ میل جول رکھو۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حافظ ابو بکر محمد بن جعفر خرائطی (المتوفی: ۳۲۷) نے ”مکارم الأخلاق“[1] میں، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الکامل“[2] میں، حافظ ابو الفرج معافی بن زکریا بن یحی المعروف بابن طَرَارا جَرِیرِیْ نَہرَوانی (المتوفی: ۳۹۰ھ) نے ”الجليس الصالح الكافي“[3] میں، علامہ ابو طاہر مُخَلِّص محمد بن عبد الرحمن بغدادی ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۳۹۳ھ) نے ”المُخَلِّصِیَّات“[4] میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المدخل إلى السنن الكبرى“[5] اور امام یحیی بن حسین بن اسماعیل شَجَرِی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۹۹ھ) نے ”كتاب الأمالي“[6] میں تخریج کی ہے۔

---

[1] مكارم الأخلاق:ص:٢٤١،رقم:٧٣٦،ت:أيمن عبد الجبار البحيري،دار الآفاق العربية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] الكامل:٥٢٨/٦،رقم:١٤٤٧،ت:عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض،دار الكتب العلمية -بيروت.

[3] الجليس الصالح الكافي:ص:١٣٤،ت:عبد الكريم سامي الجندي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

[4] المخلصيات:٤٣٩/٣،رقم:٢٨٧٠،ت:نبيل سعد الدين جرار،دار النوار ـ الكويت،الطبعة الثانية ١٤٣٢هـ.

[5] المدخل الى السنن الكبرى:ص:٢٩٧،رقم:٤٤٤،ت:محمد ضياءا لرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت.

[6] كتاب الأمالي:٧٦/١،رقم:٢٧٩،ت:محمدحسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

نیز یہی روایت حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[1] میں حافظ عسکری رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، اور تمام سندیں سند میں موجود راوی عبد الملک بن حسین پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[2] میں فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني في الكبير من طريقين: إحداهما هذه، والأخرى موقوفة، وفيه عبد الملك بن حسين أبو مالك النَخَعِي، وهو منكر الحديث، والموقوف صحيح الإسناد".

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کبیر" میں اس روایت کو دو طریق سے ذکر کیا، جس میں ایک مرفوع دوسرا موقوف ہے، اور مرفوع روایت میں عبد الملک بن حسین ابو مالک نخعی ہے، جو کہ منکر الحدیث ہے، نیز موقوف روایت کی سند صحیح ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں عبد الملک بن حسین ابو مالک نخعی کے ترجمہ میں یہ اور اس کے علاوہ ایک دوسری روایت تخریج کر کے لکھتے ہیں:

"وهذان الحديثان يحدث بهما أبو مالك النخعي مرفوعا إلى النبي صلى الله عليه وسلم: حديث جالس الكبراء وحديث أيما إنسان

---

[1] ميزان الاعتدال: ٤/ ٤٣٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٨٢هـ.

[2] مجمع الزوائد: ١٢٥/١، ت: حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[3] الكامل: ٦/ ٥٢٨، رقم: ١٤٤٧، ت: عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

باع، مرفوعان، وقد أوقفهما غيره، وأبو مالك النخعي له أحاديث حسان وعامتها لا يتابع عليها".

اور یہ دو حدیثیں ابو مالک نخعی حضور ﷺ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں: ایک حدیث "جالس الکبراء" اور دوسری "ایما انسان باع"، حالانکہ دوسروں نے اس کو موقوف ذکر کیا ہے، اور ابو مالک نخعی کی حسان احادیث بھی ہیں، جن میں سے اکثر میں اس کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "میزان الاعتدال"[1] میں اس مرفوع روایت کو عبد الملک بن حسین کی مناکیر میں ذکر کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المدخل إلى السنن الكبرى"[2] میں پہلے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت تخریج کی، پھر فرماتے ہیں: "وروي هذا من وجه آخر عن أبي جحيفة مرفوعا، ورفعه ضعيف". اور یہ روایت ایک اور طریق سے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، اور اس کا مرفوع (یعنی آپ ﷺ کا قول ہونا) ضعیف ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ٦٥٣/٢، رقم: ١٥٩٨، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٨٢هـ.

[2] المدخل إلى السنن الكبرى: ص: ٢٩٧، رقم: ٤٤٣، ت: محمد ضياء الرحمن الأعظمي، دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت.

اس کے بعد روایت کے مرفوع طریق کی تخریج کر کے لکھتے ہیں: ”عبد الملك هذا ليس بقوي“[1]. سند میں موجود یہ عبد الملک لیس بقوی ہے۔

علامہ محمد بن محمد درویش الحوت کا کلام

علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ ”أسنى المطالب“[2] میں تحریر فرماتے ہیں: ”فيه عبد الملك بن حسين بن مالك النخعي، ضعفه أبو زرعة والدارقطني، وساق له مناكير، هذا الحديث منها“.

اس میں عبد الملک بن حسین بن مالک نخعی ہے، اسے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا ہے، اور وہ اس کی مناکیر لے کر آئے ہیں، یہ حدیث بھی انہی مناکیر میں سے ہے۔

سند میں موجود راوی ابو مالک عبد الملک بن حسین نخعی کوفی یعرف بابن دُر کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”التاريخ الكبير“[3] میں فرماتے ہیں: ”ليس بالقوي عندهم“.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ”المجروحين“[4] میں لکھتے ہیں: ”كان ممن يروي المقلوبات عن الأثبات، لا يجوز الاحتجاج به فيما وافق الثقات،

[1] المدخل إلى السنن الكبرى: ص: ۲۹۷، رقم: ٤٤٤، ت: محمد ضياءا لرحمن الأعظمي، دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت.

[2] أسنى المطالب: ص: ۱۱۸، رقم: ۲۲۸، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٨هـ.

[3] التاريخ الكبير: ٤١١/٥، رقم: ١٣٣٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] المجروحين: ١٣٥/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

ولا الاعتبار فيما لم يخالف الأثبات".

یہ ان لوگوں میں سے ہے، جو ثبت سے مقلوب احادیث روایت کرتے ہیں، اس کی ان روایات سے بھی احتجاج درست نہیں جس میں ثقہ لوگ اس کی موافقت کریں، اور ان روایات کا بھی اعتبار نہیں جس میں ثقہ لوگ اس کی مخالفت نہ کریں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام روایت پر کلام کے تحت گزر چکا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكون"[1] میں اسے ذکر کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[2] میں عبد الملک بن حسین کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بثقة، ولا يكتب حديثه"[3]. یہ ثقہ نہیں ہے، اور اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف"[4].

حافظ عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، منكر الحديث"[5].

---

[1] الضعفاء والمتروكين للدارقطني: ص: ۲۸۹، رقم: ۳۶۳، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤ هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين: ص: ۲۰۹، رقم: ۳۸۳، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤٠٦ هـ.

[3] تهذيب الكمال ٢٤٩/٣٤، رقم: ٧٥٩٩، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣ هـ.

[4] تهذيب الكمال ٢٤٩/٣٤، رقم: ٧٥٩٩، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣ هـ.

[5] تهذيب الكمال ٢٤٨/٣٤، رقم: ٧٥٩٩، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣ هـ.

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لیس بشيء"[1].

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الملک کو "ضعیف الحدیث" کہا ہے۔[2]

موقوف روایت بطریق ابو جُحَیفہ رضی اللہ عنہ

اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الکبیر"[3] میں ان الفاظ سے تخریج کیا ہے:

"حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي، ثنا سهيل، ثنا يحيى بن زكريا بن أبي زائدة، عن أبيه، عن علي بن الأقمر، عن أبي جُحَيْفَة قال: جالسوا الكبراء، وخالطوا الحكماء، وسائلوا العلماء".

حضرت ابو جُحَیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بڑوں کے ساتھ بیٹھا کرو اور حکماء کے ساتھ میل جول رکھو اور علماء سے پوچھ لیا کرو۔

یہ موقوف طریق حافظ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنف"[4] میں، اور ان کے طریق سے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "روضة العقلاء"[5] میں نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المدخل إلى السنن الكبرى"[6] میں تخریج کیا ہے، تمام

[1] الجرح والتعديل:٣٤٧/٥،رقم:١٦٤١،دارالكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢ هـ.

[2] الجرح والتعديل:٣٤٧/٥،رقم:١٦٤١،دارالكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢ هـ.

[3] المعجم الكبير:١٣٣/٢٢،رقم:٣٥٤،ت:حمدي بن عبدالمجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية۔القاهرة.

[4] المصنف:٥/ ٢٣٤،رقم:٢٥٥٨٩،ت:كمال يوسف الحوف،دار التاج ۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[5] روضةالعقلاء:ص:١٧٦،ت:محمد محيى الدين عبد الحميد،دار الكتب العلمية۔بيروت.

[6] المدخل إلى السنن الكبرى:ص:٢٩٧،رقم:٤٤٣،ت:محمد ضياءا لرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ۔الكويت .

سندیں سند میں موجود راوی زکریا بن ابی زائدہ پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر کلام

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق کو "صحیح الاسناد" کہا ہے، جیساکہ گزر چکا ہے۔

موقوف روایت بطریق ابو امامہ رضی اللہ عنہ

یہ روایت علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الخفاء"[1] میں ان الفاظ سے نقل کی ہے:

"ورواه الديلمي من طريق الطبراني عن أبي أمامة بلفظ: جالسوا العلماء، وزاحموا بوابيكم" [كذا في الأصل]. "امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں، کہ علماء کے پاس بیٹھا کرو۔۔۔"۔

نوٹ: یہ روایت بندہ کو "الفردوس بماثور الخطاب" میں نہیں ملی۔

روایت کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد بن محمد درویش حوت رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے مرفوع (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول) ہونے کو منکر قرار دیا ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی امر کی جانب اشارہ فرمایا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، نیز حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ حضرت وہب بن عبد اللہ سُوَائی کا قول ہے۔

---

[1] كشف الخفاء: ١/ ٣٢٩، رقم: ١٠٥٩، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

اہم فائدہ:

اس روایت سے ملتی جلتی ایک روایت آگے آرہی ہے۔

روایت نمبر ۲۸

روایت: حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹے! علماء کی مجالس کو لازم پکڑو، حکماء کے کلام کو سنو، اس لئے کہ اللہ تعالی مردہ دل کو حکمت کے نور سے ایسے زندہ کرتے ہیں جیسے بارش کے قطروں سے مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں۔

حکم: حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہ روایت مرفوعاً (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے طور پر) درست نہیں ہے، نیز مشہور قول کے مطابق یہ حکیم لقمان کا قول ہے، چنانچہ اسے حضرت لقمان کی جانب منسوب کرنا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اسے منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

یہ روایت مرفوعاً (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے طور پر) اور حضرت لقمان کے قول کے طور پر دونوں طرح سے منقول ہے۔

مرفوع طریق (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول)

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم الکبیر"[1] میں فرماتے ہیں:

"حدثنا الحسين بن إسحاق التُّسْتَرِي، ثنا يحيى الحِمَّانِيْ، ثنا أبو بكر بن عياش، عن أبي المهلب، عن عبيد الله بن زَحْر، عن علي بن يزيد، عن القاسم، عن أبي أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن لقمان قال لابنه: يا بني! عليك بمجالس العلماء، واستمع

[1] المعجم الكبير: ۲۳۵/۸، رقم: ۷۸۱۰، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مكتبة ابن تيمية۔القاهرة.

كلام الحكماء، فإن الله يحيي القلب الميت بنور الحكمة كما يحيي الأرض الميتة بوابل المطر".

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹے! علماء کی مجالس کو لازم پکڑو، حکماء کے کلام کو سنو، اس لئے کہ اللہ تعالی مردہ دل کو حکمت کے نور سے ایسے زندہ کرتے ہیں جیسے بارش کے قطروں سے مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت قاضی ابو محمد حسن بن عبد الرحمن رَامَہُرمُزِی فَاسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۳۶۰ھ) نے "أمثال الحديث"[1] میں، شیخ ابو بکر بن ابو اسحاق بن ابراہیم کَلَابَاذِی بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۳۸۰ھ) نے "بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار"[2] میں، اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المدخل إلى السنن الكبرى"[3] میں ذکر کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو بکر بن عیاش پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المدخل إلى السنن الكبرى"[4] میں پہلے زیرِ بحث

---

[1] أمثال الحديث:ص:۸۷،رقم:۵۲،ت:أحمد عبد الفتاح تمام،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[2] بحر الفوائد:ص:۱۲۵،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل وأحمد فريد المزيدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[3] المدخل الى السنن الكبرى:ص:۲۹۸،رقم:٤٤٧،ت:محمد ضياءالرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت .

[4] المدخل إلى السنن الكبرى:ص:۲۹۸،ت:محمد ضياءالرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت.

روایت حضرت لقمان کے قول کے طور پر تخریج کی، اس کے بعد فرماتے ہیں: "وروي من وجه آخر ضعيف مرفوعا". اور یہ روایت ایک ضعیف طریق سے مرفوعاً بھی مروی ہے۔

یہ فرما کر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سابقہ زیرِ بحث روایت حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ تخریج کی ہے۔

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ "الترغيب والترهيب"[1] میں فرماتے ہیں: "رواه الطبراني في الكبير من طريق عبيد الله بن زحر، عن علي بن يزيد، عن القاسم، وقد حسنها الترمذي لغير هذا المتن، ولعله موقوف، والله أعلم".

اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کبیر" میں عبید اللہ بن زَحر عن علی بن یزید عن القاسم کے طریق سے نقل کیا ہے، اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند سے اس متن کے علاوہ ایک دوسری حدیث کو حسن کہا ہے، اور شاید کہ یہ روایت (زیرِ بحث روایت) موقوف ہے، واللہ اعلم۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الزرقاني على الموطأ"[2] میں حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[3] میں فرماتے ہیں:

---

[1] الترغيب والترهيب: ٦٣/١ت:إبراهيم شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[2] شرح الزرقاني على الموطأ: ٢٦٧/٤،طبع بالمطبع الخيرية.

[3] مجمع الزوائد: ١٢٥/١،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت.

"رواه الطبراني في الكبير، وفيه عبيد الله بن زَحْر، عن علي بن يزيد، وكلاهما ضعيف، لا يحتج به". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کبیر" میں نقل کیا ہے، اور اس میں عبید اللہ بن زَحُر ہے جو علی بن یزید سے روایت کرتا ہے، اور یہ دونوں ضعیف ہیں، ان سے احتجاج کرنا درست نہیں ہے۔

سند میں موجود راوی ابو عبد الملک علی بن یزید اَلْهَانِیُ دمشقی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الکبیر"[1] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث".

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الضعفاء"[2] میں اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الکبیر"[3] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروکین"[4] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث". اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ليس بثقة"[5].

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ذاهب الحديث"[6].

---

[1] التاريخ الكبير:١٢٧/٦،رقم:٢٤٧٠،ت:مصطفى عبد القادر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] كتاب الضعفاء:ص:١١٦،رقم:١٥٩،ت:فاروق حمادة،دار الثقافة،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[3] الضعفاء الكبير:٢٥٤/٣،رقم:١٢٥٩،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين:ص:١٨٠،رقم:٤٥٥،ت:بوران الضناوي،كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[5] ميزان الاعتدال:١٦١/٣،رقم:٥٩٦٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[6] تهذيب الكمال:١٨٢/٢١،رقم:٤١٥٤،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] **میں علی بن یزید کا ترجمہ قائم کرکے فرماتے ہیں:** "من أهل دمشق، يروي عن القاسم أبي عبد الرحمن، روى عنه عبيد الله بن زَحْر ومُطَرِّح بن يزيد، منكر الحديث جدا، فلا أدري التخليط في روايته ممن هؤلاء، في إسناده ثلاثة ضعفاء سواه، وأكثر روايته عن القاسم أبي عبد الرحمن، وهو ضعيف في الحديث جدا، وأكثر من روى عنه عبد الله بن زَحْر ومُطَرِّح بن يزيد، وهما ضعيفان واهيان، فلا يتهيأ إلزاق الجرح من علي بن يزيد وحده، لأن الذي يروي عنه ضعيف، والذي روى عنه واه، ولسنا ممن يستحل إطلاق الجرح على مسلم من غير علم، عائذ بالله من ذلك، وعلى جميع الأحوال يجب التنكب عن روايته، لما ظهر لنا عمن فوقه ودونه من ضد التعديل، ونسأل الله جميل الستر بمنه".

یہ دمشقی ہے، ابو عبد الرحمن قاسم سے روایت کرتا ہے، اور قاسم سے عبید اللہ بن زَحُر اور مُطَرِّح بن یزید روایت کرتے ہیں، یہ (علی بن یزید) منکر الحدیث جداً ہے، معلوم نہیں کہ اس روایت میں تخلیط ان میں سے کس کی طرف سے ہے، اس سند میں اس (علی بن یزید) کے علاوہ تین ضعیف راوی ہیں، اور اس علی بن یزید کی اکثر روایات عن القاسم ابی عبد الرحمن کے طریق سے ہیں، اور وہ احادیث میں شدید ضعیف ہے، اور یہ قاسم اکثر جن سے روایت کرتا ہے وہ عبید اللہ بن زَحُر اور مُطَرِّح بن یزید ہیں، اور یہ دونوں ضعیف واہی ہیں، لہذا صرف علی بن یزید

---

[1] المجروحین: ۱۱۰/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

پر جرح کو چسپاں کرنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ علی بن یزید جس سے روایت کر رہا ہے وہ "ضعیف" ہے، اور جو علی بن یزید سے روایت کر رہا ہے وہ "واہی" ہے، اور ہمارے لئے کسی مسلمان پر بغیر علم کے جرح کا اطلاق کرنا حلال نہیں ہے، ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اس تمام صورتِ حال میں اس علی بن یزید کی روایت سے اجتناب کرنا چاہیے، اس لئے کہ اس سے اوپر جو راوی ہے اور جو اس سے نیچے ہے وہ تعدیل کی ضد ہے، اور ہم اللہ تعالی سے اس کے احسان کے وسیلے سے حسنِ ستر کا سوال کرتے ہیں۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح التعديل"[1] میں فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث، حديثه منكر، فإن كان ما روى علي بن يزيد عن القاسم على الصحة فيحتاج أن ننظر في أمر علي بن يزيد".

ضعیف الحدیث ہے، اس کی حدیث منکر ہے، اگر علی بن یزید قاسم سے صحیح روایت نقل کرے تو بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم علی بن یزید کے معاملہ میں غور کریں۔

حافظ حرب بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "قلت لأحمد بن حنبل: علي بن يزيد؟ قال: هو دمشقي، كأنه ضعفه"[2]. میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے علی بن یزید کے متعلق پوچھا، انہوں نے کہا کہ وہ دمشقی ہے، گویا کہ انہوں نے اس کی تضعیف کی۔

---

[1] الجرح التعديل:٢٠٩/٦،رقم:١١٤٢،دار الكتب العلمية ۔بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الجرح التعديل:٢٠٩/٦،رقم:١١٤٢،دار الكتب العلمية ۔بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "ليس بقوي"[1].

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "اتفق أهل العلم على ضعفه"[2]. اہل علم اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة هي ضعاف كلها"[3]. علی بن یزید کی عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے تمام روایات ضعیف ہیں۔

اور حافظ ابوزکریا یعنی یحی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وأحاديث عبيد الله بن زحر، وعلي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة مرفوعة ضعيفة"[4]. عبید اللہ بن زحر اور علی بن یزید کی مرفوع احادیث عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے ضعیف ہیں۔

حافظ مفضل بن غسان غلابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "علي بن يزيد الهلالي صاحب القاسم منكر الحديث"[5]. صاحبِ قاسم علی بن یزید ہلالی منکر الحدیث ہے۔

---

[1] الجرح التعديل:٢٠٩/٦،رقم:١١٤٢،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] تهذيب التهذيب:٦٦٥/٤،رقم:٤١٥٤،ت:عادل أحمد،علي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] تهذيب الكمال:١٧٩/٢١،رقم:٤١٥٤،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

[4] تاريخ دمشق:٢٨٣/٤٣،رقم:٥١١٨،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمري،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[5] تاريخ دمشق:٢٨٤/٤٣،رقم:٥١١٨،ت:محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمري،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

حافظ یعقوب بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”علي بن يزيد واهي الحديث، كثير المنكرات“[1].

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الکامل“[2] میں فرماتے ہیں: ”ولعلي بن يزيد أحاديث ونسخ غير ما ذكرت، و عبيد الله بن زحر يروي عن علي بن يزيد، عن القاسم، عن أبي أمامة. ويروي عنه يحيى بن أيوب بن أبي مريم، وله غير هذه النسخة، وهو في نفسه صالح إلا أن يروي عنه ضعيف، فيؤتى من قبل ذلك الضعيف“.

علی بن یزید کی جو روایات میں نے ذکر کی ہیں ان کے علاوہ بھی اس کی احادیث اور نسخے ہیں، اور عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کرتا ہے، اور اس عبید اللہ بن زحر سے یحی بن ایوب بن ابی مریم روایت کرتا ہے، اور علی بن یزید کے اس نسخے کے علاوہ بھی نسخے ہیں، اور یہ علی بن یزید بذاتِ خود صالح ہے مگر اس سے جو ضعیف روایت کرے، اس ضعیف کی جانب سے ایسی اشیاء لائی جاتی ہیں۔

علامہ تقی الدین مقریزی رحمۃ اللہ علیہ ”إمتاع الأسماع“[3] میں زیرِ بحث روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت کے تحت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ”أبو عبد الملك هذا علي بن يزيد الشامي، وليس بالقوي

---

[1] تاريخ دمشق: ٢٨٤/٤٣، رقم: ٥١١٨، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمري، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

[2] الكامل: ١٤٣/٦، رقم: ١٣٤٣، ت: محمد أنس مصطفى الخن، دار الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

[3] إمتاع الأسماع: ٨٩/١٢، ت: محمد عبد الحميد النميسي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

إلا أنه معه ما يؤكد حديثه". **ابو عبد الملک یہ علی بن یزید شامی ہے، اور یہ "لیس بالقوی" ہے، الا یہ کہ اس کے ساتھ ایسی چیز ہو جو اس کی حدیث کو مؤکد کر دے۔**

حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[1] **میں فرماتے ہیں:** "علي بن يزيد أبو عبد الملك، رأيت غير واحد ينكر أحاديثه التي يرويها عنه عبيد الله بن زَحْر وعثمان بن أبي العاتكة، ثم رأينا أحاديث جعفر بن الزبير وبشر بن نمير يرويان عن القاسم أبي عبد الرحمن أحاديث تشبه تلك الأحاديث، وكان القاسم خيارا فاضلا ممن أدرك أربعين رجلا من المهاجرين والأنصار، وأظننا أُتِيْنَا [كذا في الأصل] من قبل علي بن يزيد، على أن جعفر بن الزبير وبشر بن نمير ليسا ممن يحتج بهما على أحد من أهل العلم".

میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس علی بن یزید کی ان روایات کا انکار کرتے ہیں جو روایتیں اس سے عبید اللہ بن زحر اور عثمان بن ابی عاتکہ نے نقل کی ہیں، پھر ہم نے جعفر بن زبیر اور بشر بن نمیر کی وہ احادیث دیکھیں جنہیں وہ قاسم ابو عبد الرحمن سے نقل کرتے ہیں تو اِن کی یہ احادیث اُن کی احادیث کے مشابہ تھیں، اور قاسم نیک فضیلت والا تھا ان لوگوں میں سے تھا جھنوں نے مہاجرین اور انصار میں سے چالیس مردوں کو پایا تھا، اور ہمارا گمان یہ ہے کہ یہ اشیاء علی بن یزید کی جانب سے لائی گئی ہیں، تاہم اہل علم کے نزدیک جعفر بن زبیر اور بشر بن نمیر

---

[1] أحوال الرجال: ۲۸۵/۲، رقم: ۳۰۱، ت: عبدالعليم عبدالعظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد، باكستان.

بھی ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن سے احتجاج کیا جائے۔

علامہ محمد بن یزید مُسْتَمْلِی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "قلت لأبي مسهر: فعلي بن يزيد؟ قال: ما أعلم إلا خيرا، وانظر من يروي عنه ابن أبي العاتكة، ليس من أهل الحديث ونظرائه"[1].

میں نے ابو مسہر رحمۃ اللہ علیہ سے علی بن یزید کے بارے میں پوچھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں خیر ہی دیکھی ہے، اور آپ دیکھیں اس کو جو اس سے روایت کرتا ہے (جیسے کہ) ابن ابی عاتکہ ہے، یہ اہلِ حدیث اور ان جیسوں میں سے نہیں ہے۔

حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو الحسن دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو بکر بَرقَانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك"[2].

حافظ محمد بن ابراہیم کِنَانِی اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لأبي حاتم: ما تقول في أحاديث علي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة؟ قال: ليست بالقوية، هي ضعاف"[3].

میں نے ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ علی بن یزید کی احادیث کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو عن القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے ہیں؟ تو انہوں نے

---

[1] الكامل: ٣٠٥/٦، رقم: ١٣٣٧، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] تهذيب الكمال: ١٨٢/٢١، رقم: ٤١٥٤، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

[3] تهذيب الكمال: ١٨١/٢١، رقم: ٤١٥٤، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

جواب دیا کہ وہ احادیث قوی نہیں ہیں، ضعیف ہیں۔

امام ابو سعید بن یونس رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۴۷ھ) "تاریخ" میں لکھتے ہیں: "فيه نظر"[1].

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[2] میں فرماتے ہیں: "وله مناكير، وضعفه جماعة".

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[3] میں لکھتے ہیں: "ضعيف".

سند میں موجود راوی عبید اللہ بن زَحر ضَمُرِی اَفرِیقِی کنانی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[4] میں عبید اللہ بن زَحر کا ترجمہ قائم کر کے سکوت اختیار کیا ہے۔

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أحمد يقول: عبيد الله بن زَحْر ثقة"[5]. میں نے احمد (بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن زَحر ثقہ ہے۔

---

[1] تاريخ ابن يونس: ۱۵٦/۲، رقم: ٤١٤، ت: عبدالفتاح فتحي عبدالفتاح، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[2] تاريخ الإسلام: ٤٦٦/۳، رقم: ۲۳۸، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[3] تقريب التهذيب: ص: ٤٠٦، رقم: ٤٨١٧، ت: محمد عوامه، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[4] التاريخ الكبير: ۳۸۲/۵، رقم: ۱۲۲۳، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[5] سؤالات أبي عبيد الآجري: ۱۷۹/۲، رقم: ۱۵۲۳، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس به بأس"[1].

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] **میں فرماتے ہیں:** "منكر الحديث جدا، يروي الموضوعات عن الأثبات، وإذا روى عن علي بن يزيد أتى بالطامات، وإذا اجتمع في إسناد خبر عبيد الله بن زَحْر وعلي بن يزيد والقاسم أبو عبد الرحمن لا يكون متن ذلك الخبر إلا مما عملت أيديهم، فلا يحل الاحتجاج بهذه الصحيفة، بل التنكب عن رواية عبيد الله بن زَحْر على الأحوال أولى".

منکر الحدیث جداً ہے، ثقہ کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے، اور جب علی بن یزید سے روایت کرتا ہے تو طامات (بڑی مصیبت) لاتا ہے، اور جب کسی خبر کی سند میں عبید اللہ بن زَحر اور علی بن یزید اور قاسم ابو عبد الرحمن جمع ہو جائیں تو اس خبر کا متن انہی کے ہاتھوں کا بنایا ہوا ہوگا، لہذا اس صحیفے سے احتجاج کرنا حلال نہیں ہے، بلکہ عبید اللہ بن زَحر کی روایت سے تمام احوال میں اجتناب کرنا اولی ہے۔

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت ليحيى بن معين: عبيد الله بن زَحْر كيف حديثه؟ فقال: كل حديثه عندي ضعيف"[3].

میں نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا عبید اللہ بن زَحر کی حدیث کیسی

---

[1] تهذيب التهذيب: ٣١٣/٤، رقم: ٥٠٣٠، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] المجروحين: ٦٢/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] المجروحين: ٦٢/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کی جو بھی حدیث میرے پاس ہے وہ ضعیف ہے۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل"[1] میں فرماتے ہیں: "لین الحدیث".

حافظ حرب بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "قلت لأحمد بن حنبل: عبید الله بن زَحْر؟ فضعفه"[2]. میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: عبید اللہ بن زَحر کیسا ہے؟ تو انہوں نے اس کی تضعیف کی۔

حافظ ابو بکر بن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "سئل يحيى بن معين عن عبيد الله بن زَحْر، فقال: ليس بشيء"[3]. یحی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے عبید اللہ بن زَحر کے بارے میں پوچھا گیا، انہوں نے کہا "لیس بشیء" ہے۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عبيد الله بن زَحْر منكر الحديث"[4].

امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا بأس به، صدوق"[5].

علامہ محمد بن یزید مُستَمْلِی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "قلت لأبي مسهر: عبيد الله بن زحر؟ قال: صاحب كل معضلة، وإنّ ذاك لبين على حديثه"[6]. میں نے ابو مسہر سے عبید اللہ بن زَحر کے بارے میں پوچھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ساری شدائد لانے والا ہے، اور یہ بات ان کی حدیثوں میں واضح ہے۔

---

[1] الجرح التعديل:٣١٥/٥،رقم:١٤٩٩،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الجرح التعديل:٣١٥/٥،رقم:١٤٩٩،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] الجرح التعديل:٣١٥/٥،رقم:١٤٩٩،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] الجرح التعديل:٣١٥/٥،رقم:١٤٩٩،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[5] الجرح التعديل:٣١٥/٥،رقم:١٤٩٩،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[6] الكامل:٥٢٢/٥،رقم:١١٥٧،ت:عادل أحمد،علي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں فرماتے ہیں: "ولعبيد الله بن زَحْر غير ما ذكرت من الحديث، ويقع في أحاديثه ما لا يتابع عليه".

عبید اللہ بن زَ حر کی جو احادیث میں نے ذکر کی ہیں، اس کے علاوہ بھی اس کی روایات ہیں، اور اس کی احادیث میں ایسی حدیثیں واقع ہوتی ہیں جس پر اس کی کوئی بھی متابعت نہیں کرتا۔

حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بشيء"[2].

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء والمتروكون"[3] میں فرماتے ہیں: "عن علي بن يزيد نسخة باطلة". علی بن یزید سے ایک باطل نسخہ نقل کرتا ہے۔

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں: "ضعيف"[4].

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لين الحديث"[5].

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "المتفق والمفترق"[6] میں فرماتے ہیں:

---

[1] الكامل: ٥٢٤/٥، رقم: ١١٥٧، ت: عادل أحمد، علي محمد معوض، دارالكتب العلمية ـ بيروت.

[2] تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: ص ١٥١، رقم: ٤٩٣، ت: عبدالرحيم محمد أحمد القشقري، دون مطبع، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين للدارقطني: ص: ٢٦٨، رقم: ٣٢٧، ت: موفق بن عبدالله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤ هـ.

[4] تهذيب التهذيب: ٣١٣/٤، رقم: ٥٠٣٠، ت: عادل أحمد، علي محمد معوض، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[5] تهذيب التهذيب: ٣١٣/٤، رقم: ٥٠٣٠، ت: عادل أحمد، علي محمد معوض، دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[6] المتفق والمفترق: ص: ١٥٤٢، رقم: ٨٧٩، ت: محمد صادق آيدن الحامدي، دارالقاري ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

"كان رجلا صالحا، وفي حديثه لين". **نیک آدمی تھا، اور اس کی حدیث میں "لین" ہے۔**

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[1] **میں فرماتے ہیں:** "قد أخرج له أرباب السنن، وأحمد في مسنده، وكان النسائي حسن الرأي فيه، ما أخرجه في الضعفاء، بل قال: لا بأس به".

اصحابِ سنن نے اس کی روایات کی تخریج کی ہے، اور احمد رحمۃ اللہ علیہ **نے مسند میں اس کی روایات کی تخریج کی ہے، اور نسائی** رحمۃ اللہ علیہ **اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے، انہوں نے اس کو ضعفاء میں ذکر نہیں کیا، بلکہ "لا بأس به" کہا ہے۔**

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "تهذيب التهذيب"[2] **میں فرماتے ہیں:** "ونقل الترمذي في العلل عن البخاري أنه وثقه، وقال البخاري في التاريخ: مقارب الحديث، ولكن الشأن في علي بن يزيد".

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ **نے علل میں بخاری** رحمۃ اللہ علیہ **سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس کی توثیق کی ہے، اور بخاری** رحمۃ اللہ علیہ **نے "تاریخ" میں اسے مقارب الحدیث کہا، لیکن عیب علی بن یزید میں ہے۔**

حافظ حَرْبِی یعنی ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ **کہتے ہیں:** "غيره أوثق منه"[3].

---

[1] ميزان الاعتدال:٣/٧،رقم:٥٣٥٩،ت:ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[2] تهذيب التهذيب:٤/٣١٣،رقم:٥٠٣٠،ت:عادل أحمد،علي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] تهذيب التهذيب:٤/٣١٣،رقم:٥٠٣٠،ت:عادل أحمد،علي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

حافظ عِجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یکتب حدیثه"[1]. اس کی حدیث لکھی جائے گی۔

حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ "إكمال تهذيب الكمال"[2] میں حافظ ابو بکر مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "كان كاتبا رجلا صالحا فاضلا". کاتب اور نیک فضیلت والا شخص تھا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني في الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "مختلف فيه، وهو إلى الضعف أقرب". یہ راوی مختلف فیہ ہے، اور ضعف کے زیادہ قریب ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی "ديوان الضعفاء"[4] میں فرماتے ہیں: "له صحيفة غرائب عن علي بن يزيد، ليس بحجة". اس کا علی بن یزید سے ایک صحیفہ بھی ہے جس میں غرائب ہیں، یہ حجت نہیں ہے۔

اور "الكاشف"[5] میں فرماتے ہیں: "فيه اختلاف، وله مناكير". اس میں اختلاف ہے، اور اس کی مناکیر بھی ہیں۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ بحث راویت کے علاوہ ایک دوسری روایت کے

---

[1] تهذيب التهذيب: ٣١٣/٤، رقم: ٥٠٣٠، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] إكمال تهذيب الكمال: ١٧/٩، رقم: ٣٤٣٧، ت: أبي عبد الرحمن عادل بن محمد، أسامه بن إبراهيم، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] المغني في الضعفاء: ٥٨٨/١، رقم: ٣٩٢٢، ت: نور الدين عتر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ـ قطر.

[4] ديوان الضعفاء: ص: ٢٦٤، رقم: ٢٦٩٣، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ المكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[5] الكاشف: ١/: ٦٨٠، رقم: ٣٥٤٤، ت: محمد عوامة، أحمد محمد نمر الخطيب، دار القبلة للثقافة ـ جده.

تحت "ذيل ميزان الاعتدال"[1] **میں لکھتے ہیں:** "عبيد الله بن زَحْر منكر الحديث". **عبید اللہ بن زحر منکر الحدیث ہے۔**

علامہ برہان الدین حَلَبِی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[2] **میں فرماتے ہیں:** "مختلف فيه، والأكثرون على ضعفه". **یہ مختلف فیہ ہے، اور اکثر اس کے ضعف کے قائل ہیں۔**

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[3] **میں فرماتے ہیں:** "صدوق يخطئ، من السادسة".

روایت بقول حضرت لقمان

"موطا إمام مالك"[4] **میں ہے:**

"حدثني عن مالك، أنه بلغه: أن لقمان الحكيم أوصى ابنه، فقال: يا بني! جالس العلماء، وزاحمهم بركبتيك، فإن الله يحيي القلوب بنور الحكمة، كما يحيي الله الأرض الميتة بوابل السماء".

لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا: اے بیٹے! علماء کے ساتھ بیٹھا کرو، اور گھٹنے ٹیک کر ان کے قریب رہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مردہ دل کو حکمت کے نور سے ایسے زندہ کرتے ہیں جیسے بارش کے قطروں سے مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں۔

---

[1] ذيل ميزان الاعتدال:ص:۲۱۹،رقم:۷۸۱،ت:أبو رضا الرفاعي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] الكشف الحثيث:ص:۱۷۸،رقم:٤٧٥،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[3] التقريب:ص:۳۷۱،رقم:٤٢٩٠،ت:محمدعوامة،دارالرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[4] موطا امام مالك:ص:۱۰۰۲،ت:محمد فواد عبدالباقي،داراحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٦هـ.

بعض دیگر مصادر

یہی روایت امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے "الزهد والرقاق"[1] میں، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے "الزهد"[2] میں، حافظ محمد بن جعفر خرائطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۲۷ھ) نے "مكارم الأخلاق"[3] میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المدخل إلى السنن الكبرى"[4] میں، علامہ یوسف بن عبد اللہ نمری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۳ھ) نے "جامع بيان العلم وفضله"[5] میں، قاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۳۵ھ) نے "أحاديث الشيوخ الثقات"[6] میں، اور قاضی ابو الفضل عیاض بن موسی بستی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۴۴ھ) نے "الغنية فهرست شيوخ القاضي عياض"[7] میں حضرت لقمان کے قول کے طور پر نقل کی ہے۔

روایت کا حکم

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "شاید یہ روایت موقوف ہے"، اور امام

[1] الزهد لابن المبارك:ص:٤٨٧،رقم:١٣٨٧ت:حبيب الرحمن الأعظمي،مؤسسةالريان ـ بيروت .
[2] الزهد لأحمد:ص:٨٩،رقم:٥٥٢،ت:محمدعبدالسلام شاهين،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
[3] مكارم الأخلاق:ص:١٧٣٧،رقم:٣٠٤ت:عبدالله بن بجاش الحميري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
[4] المدخل الى السنن الكبرى:ص:٢٩٧،رقم:٤٤٥،ت:محمد ضياءا لرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت .
[5] جامع بيان العلم وفضله:ص:٤٣٨،رقم:٦٧٤ت:أبي الأشبهال الزهيري،دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعةالأولى ١٤١٤هـ.
[6] أحاديث الشيوخ الثقات:ص:٧٥٥،رقم:٢٣٩،ت:الشريف حاتم بن عارف العوني،دارعالم الفوائد.
[7] الغنية فهرست شيوخ القاضي عياض:ص:٤٧،ت:ماهر زهير الجرار،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ روایت حضرت لقمان کے قول کے طور پر نقل کرنے کے بعد اس کے مرفوع (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول) طریق کو "ضعیف" کہہ کر اسی جانب اشارہ فرمایا ہے، نیز مرفوع روایت (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول) کی اسنادی حیثیت بھی حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید کرتی ہے کہ یہ روایت مرفوعاً قابلِ نظر ہے، نیز درست یہ ہے کہ یہ حضرت لقمان کا قول ہے، الحاصل اسے مشہور قول کے مطابق حکیم لقمان کے قول کے طور پر بیان کیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت نمبر (۲۹)

روایت: زمزم پیتے وقت یہ دعاء پڑھنا:

"اللّٰهم إني أسألك علما نافعا، ورزقا واسعا، وشفاء من كل داء".

حکم: زمزم پیتے وقت کی یہ دعا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے، البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھنا سنداً نہیں ملتا، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کرنا چاہیے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا موقوف طریق

روایت کا مصدر

امام فاکہی رحمۃ اللہ علیہ "أخبار مكة"[1] میں فرماتے ہیں:

"وحدثنا هدية بن عبد الوهاب الكلبي، قال: ثنا الفضل بن موسى، قال: ثنا عثمان بن الأسود، عن ابن أبي مليكة، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: إنه رأى رجلا يشرب من ماء زمزم، فقال: هل تدري كيف تشرب من ماء زمزم؟ قال: وكيف أشرب من ماء زمزم يا أبا عباس؟ فقال: إذا أردت أن تشرب من ماء زمزم فانزع دلوا منها، ثم استقبل القبلة وقل: بسم الله، وتنفس ثلاثا حتى تضلع، وقل: اللهم إني أسألك علما نافعا، ورزقا واسعا، وشفاء من كل داء".

[1] أخبار مكة: ۴۱/۲، رقم: ۱۱۰۷، ت: عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۱۴هـ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا جو زمزم کا پانی پی رہا تھا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: تمہیں ماءِ زمزم پینے کا طریقہ معلوم ہے؟ اس نے کہا: اے ابو عباس! میں زمزم کا پانی کیسے پیوں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم ماءِ زمزم پینے کا ارادہ کرو تو اپنا ڈول کنویں میں ڈال دو، پھر قبلہ رخ ہو جاؤ، اور بسم اللہ پڑھو، اور (پانی پینے کے دوران) تین مرتبہ سانس لو یہاں تک کہ خوب سیر ہو جاؤ، اور یہ پڑھو: ”اللّٰهم إني أسألك علما نافعا، ورزقا واسعا، وشفاء من كل داء“.

یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً ”مصنف عبدالرزاق“[1] میں بھی موجود ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موقوف طریق پر ائمہ حدیث کا کلام

حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: ”هذا حديث صحيح الإسناد إن سلم من الجارودي، ولم يخرجاه“[2]. یہ صحیح الاسناد ہے، اگر یہ سند کے راوی جارودی سے محفوظ ہو، اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ امام فاکہی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق جارودی کے علاوہ ہے، نیز

[1] مصنف عبدالرزاق: ۱۱۳/۵، رقم: ۹۱۱۲، ت: حبيب الرحمن الأعظمي، المجلس العلمي ۔ الهند، الطبعة الأولى ۱۳۹۲هـ.

[2] المستدرك على الصحيحين: ٦٤٦/١، رقم: ۱۷۳۹، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی اس سند کے الفاظ آگے آرہے ہیں۔

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ "الترغيب والترهيب"[1] میں حافظ ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "سلم منه، فإنه صدوق قاله الخطيب البغدادي وغيره، لكن الراوي عنه محمد بن هشام المروزي لا أعرفه". سند جارودی سے محفوظ ہے، کیونکہ جارودی کو خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے صدوق کہا ہے، تاہم جارودی سے نقل کرنے والے راوی محمد بن ہشام مروزی کو میں نہیں پہچانتا۔

اہم فائدہ: واضح رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں یہ مضمون ملتا ہے کہ زمزم جس غرض سے پیا جائے وہ غرض پوری ہوتی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اغراض میں بعض چیزیں ذکر فرمائیں جس میں حصولِ شفاء کی غرض سے زمزم پینے کا ذکر بھی ہے، ملاحظہ ہو:

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "مستدرك"[2] میں فرماتے ہیں:

"حدثنا علي بن حمشاذ العدل، ثنا أبو عبد الله محمد بن هشام المروزي، ثنا محمد بن حبيب الجارودي، ثنا سفيان بن عيينة، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ماء زمزم لما شرب له، فإن شربته

---

[1] الترغيب والترهيب: ۱۳٦/۲، رقم: ٤، ت: إبراهيم شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[2] المستدرك على الصحيحين: ٦٤٦/١، رقم: ١٧٣٩، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

تستشفي به شفاك الله، وإن شربته مستعيذا عاذك الله، وإن شربته ليقطع ظمأك قطعه، قال: وكان ابن عباس إذا شرب ماء زمزم قال: أللهم أسألك علما نافعا، ورزقا واسعا، وشفاء من كل داء . هذا حديث صحيح الإسناد إن سلم من الجارودي، ولم يخرجاه".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمزم کا پانی جس غرض سے پیا جائے وہ غرض پوری ہوتی ہے، اگر تو اسے حصولِ شفاء کی غرض سے پیئے گا تو اللہ تجھے شفاء دے گا، اور اگر تو اسے پناہ حاصل کرنے کے لئے پیئے گا تو اللہ تجھے پناہ دے گا، اور اگر تو اسے پیاس بجھانے کے لئے پیئے گا تو یہ تمہاری پیاس بجھا دے گا۔

سند کا راوی کہتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جب زمزم کا پانی پیتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ میں آپ سے علمِ نافع کا سوال کرتا ہوں، اور وسیع رزق کا سوال کرتا ہوں، اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔

اس روایت کے بارے میں کلام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سابقہ موقوف طریق کے تحت آچکا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی "سنن"[1] میں اس مرفوع طریق سے اس کی تخریج کی ہے، اس میں ان الفاظ کا بھی اضافہ ہے: "وإن شربته لشبعك أشبعك الله به". اور اگر تم اس کو بھوک مٹانے کے لئے پیؤ گے تو یہ تمہاری بھوک کو ختم کر دے گا۔

---

[1] سنن الدار قطني:۳۵٤/۳،رقم:۲۷۳۹،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

روایت کا حکم

زمزم پیتے وقت کی یہ دعا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے، البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھنا سنداً نہیں ملتا، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کرنا چاہیے۔

روایت نمبر۳۰

روایت: حضرموت کے وفد کے سامنے کنکریوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میں تسبیح پڑھنا

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "دلائل النبوۃ"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا أبو محمد أحمد بن محمد بن أحمد، قال: ثنا أبو خليفة، قال: ثنا العباس بن الفرج الرِيَاشِي، قال: ثنا أبو أيوب بن سليمان بن داود المقري، قال: ثنا الحكم بن ظُهَيْر، عن السري [كذا في الأصل، والصحيح: السدي]، عن أبي مالك، عن أنس بن مالك، قال: وفد ملوك حضرموت على رسول الله صلى الله عليه وسلم بنو وليعة، جمد، ومخوس، ومشرح، وإبضعة، وأختهم العمردة، وفيهم الأشعث بن قيس، وهو أصغرهم، فقالوا: أبَيْتُ اللعن، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لست ملكا، إنما أنا محمد بن عبد الله، قالوا: لا نسميك باسمك، قال: لكن الله سماني، وأنا أبو القاسم.

قالوا: يا أبا القاسم! إنا قد خبأنا لك خبأ فما هو؟ وكانوا خبأوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم عين جرادة في حَمِيْتِ سَمْن، فقال

[1] دلائل النبوة: ٢٣٧/١، رقم: ١٩٠، ت: محمد رواس قلعه جي، دار النفائس ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٦ هـ.

رسول الله صلى الله عليه وسلم: سبحان الله، إنما يفعل ذلك الكهان، والكهانة والتكهن في النار، قالوا: كيف نعلم أنك رسول الله؟ فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم كفا من حصى فقال: هذا يشهد أني رسول الله، فسبح الحصى في يده، فقالوا: نشهد أنك رسول الله.

قال: إنه قد بعثني بالحق، وأنزل كتابا لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه، أثقل في الميزان من الجبل العظيم، وفي الليلة الظلماء في مثل نور الشهاب، قالوا: فأسمعنا منه؟ فتلا رسول الله صلى الله عليه وسلم والصافات صفا، حتى بلغ: ورب المشارق، ثم سكن رسول الله صلى الله عليه وسلم وسكن روحه، فما يتحرك منه شيء ودموعه تجري على لحيته، فقالوا: إنا نراك تبكي، أفمن مخافة من أرسلك تبكي؟ قال: إن خشيتي منه أبكتني، بعثني على صراط مستقيم في مثل حد السيف، إن زغت منه هلكت، ثم تلا: ولئن شئنا لنذهبن بالذي أوحينا إليك إلى آخرها".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک وفد، بنو ولیعہ، جمد، مخوس، مشرح، ابضعہ اور عمردہ وغیرہ کا حضر موت کے علاقے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور ان میں اشعث بن قیس بھی تھا، وہ ان سب سے چھوٹا تھا، انہوں نے کہا: ابیت اللعن (زمانہ جاہلیت میں بادشاہوں کے لئے سلام، بمعنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کسی لعنت و مذمت والے فعل کو ناپسند کرتا ہوں)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بادشاہ نہیں ہوں، میں تو محمد بن عبد اللہ ہوں، وہ کہنے لگے: ہم آپ کو نام کے ساتھ نہیں پکار سکتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن میرا نام تو اللہ نے

رکھا ہے، اور میں ابو القاسم ہوں۔

وہ کہنے لگے: اے ابو القاسم! ہم نے آپ کے لئے ایک چیز چھپا رکھی ہے، وہ کیا ہے؟ وہ آپ رسول اللہ ﷺ کے لئے ٹڈی کی آنکھ، گھی کے مشکیزے میں چھپا کر لائے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ، اس طرح تو کاہن کرتے ہیں، اور کہانت و غیب کی باتیں بتانے والے لوگ جہنم میں ہوں گے، وہ کہنے لگے کہ پھر ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے مٹھی میں کنکر لے کر فرمایا: یہ گواہی دیں گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، آپ ﷺ کے ہاتھ میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی، اور شہادت دی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے، اور میرے اوپر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے کہ باطل اس کے قریب بھی نہیں آسکتا نہ اس کے سامنے سے، اور نہ ہی اس کے پیچھے سے، جو ترازو میں بڑے پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہے، اور تاریک رات میں شہاب کے نور کی طرح ہے، وہ کہنے لگے: ہمیں بھی اس کتاب میں سے کچھ سنائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے "والصافات صفا" کی تلاوت شروع کر دی، یہاں تک کہ آپ "و رب المشارق "تک پہنچ گئے، پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے، اور آپ پر سکوت طاری ہو گیا، آپ کے جسم کا کوئی حصہ بھی حرکت نہیں کر رہا تھا، اور آپ کے آنسو آپ کی داڑھی پر گر رہے تھے، وہ کہنے لگے: ہم آپ کو دیکھ رہے ہیں کہ آپ رو رہے ہیں، کیا آپ اس کے خوف سے رو رہے ہیں جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کا خوف ہی رلاتا ہے، مجھے اس نے صراط مستقیم پر بھیجا ہے جو کہ

تلوار کی دھار کی طرح ہے، اگر میں اس سے ذرا بھی ہٹ جاؤں تو گر پڑوں، پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی آخر تک تلاوت فرمائی: ”ولئن شئنا لنذهبن بالذي أوحينا إليك“ آخر تک۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”نوادر الأصول“[1] میں اور حافظ ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد سِلَفی اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الطیوریات“[2] میں تخریج کی ہے۔

اہم نوٹ:

① امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد سِلَفی اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں، اور حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

② ”الطیوریات“ کے مطبوع نسخہ میں حکم بن ظُہَیر کا مروی عنہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ ہے، جبکہ حکم بن ظُہَیر کے مروی عنہم میں شعبی رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہے، البتہ ”الطیوریات“[3] کے مخطوط نسخہ میں حکم بن ظُہَیر کا مروی عنہ سدی ہے، اور یہی درست ہے، کیونکہ حکم بن ظُہَیر کے مروی عنہم میں سدی موجود ہے، جن کا نام ابو محمد اسماعیل بن عبد الرحمن بن ابی کریمہ کوفی سدی کبیر ہے۔

---

[1] نوادر الأصول: ١١٦/٤، رقم: ٨٨١، ت: توفيق محمود تكله، دار النوادر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] الطيوريات: ١٢٩٥/٤، رقم: ١٢٤٦، ت: دسمان يحيي معالي، أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] الطيوريات: مخطوط: ص: ٢٣٤.

③ حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو طاہر سِلَفی اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں موجود راوی سدی کبیر کا مروی عنہ ابو مالک غزوان غفاری ہے، جبکہ امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں ابو صالح باذام ہے، اور سدی کبیر کے مروی عنہم میں یہ دونوں ملتے ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو محمد حکم بن ظُہَیر ویقال حکم بن ابی خالد فزاری کوفی (المتوفی نحو ۱۸۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الکبیر"[1] میں فرماتے ہیں: "منکر الحدیث". منکر الحدیث ہے۔

اور "الضعفاء الصغیر" میں فرماتے ہیں: "ترکوہ، منکر الحدیث"[2]. محدثین نے اسے ترک کر دیا، منکر الحدیث ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث"[3].

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يكتب حديثه"[4]. اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث"[5].

---

[1] التاريخ الكبير: ٢/٣٣٠، رقم: ٢٦٩٤، ت: مصطفى عبدالقادر عطا، دارالكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] الضعفاء الصغير: ص: ٣٥، رقم: ٧٠، ت: محمود إبراهيم زايد، دارالمعرفة۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] الكنى والأسماء: ٢/٧٣٤، رقم: ٢٩٦٦، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الجامعية الإسلامية۔ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] سؤالات أبي عبيد الآجري: ١/٢٣١، رقم: ٢٨٢، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين: ص: ٨١، رقم: ١٢٩، ت: بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ..

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ساقط"[1].

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس حديثه بشيء"[2].

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "كذاب"[3].

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث، لا يكتب حديثه"[4]. متروک الحدیث ہے، اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "واهي الحديث"[5].

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الحكم بن ظُهَيْر ذاهب الحديث"[6]. حکم بن ظُہَیر ذاہب الحدیث ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يشتم أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم، يروي عن الثقات الأشياء الموضوعات"[7]. محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالیاں دیتا تھا، ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت اشیاء نقل کرتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وللحكم غير ما ذكرنا من الحديث، وعامة أحاديثه غير محفوظة"[8]. اور حکم کی ہماری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ

---

[1] أحوال الرجال: ٦٠/١، رقم: ٣٥، ت: عبدالعليم عبدالعظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان.

[2] الجرح التعديل: ١١٩/٣، رقم: ٥٥٠، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] الكامل في الضعفاء: ٤٩٠/٢، رقم: ٣٩٥، ت: عادل أحمد عبدالموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الجرح التعديل: ١١٩/٣، رقم: ٥٥٠، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[5] الجرح التعديل: ١١٩/٣، رقم: ٥٥٠، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[6] المتفق والمفترق: ص: ١٥٣٨، ت: محمد صادق آيدن الحامدي، دارالقاري ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[7] المجروحين: ٢٥٠/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[8] الكامل في الضعفاء: ٤٩٥/٢، رقم: ٣٩٥، ت: عادل أحمد عبدالموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

بھی احادیث ہیں، اور اکثر اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں۔

حافظ ابو الحسن علی بن حسین بن جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رأيت ابن أبي شيبة: لا يرضى الحكم بن ظُهَيْر، ولم يدخله في تصنيفه"[1]. میں نے ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ حکم بن ظُہیر سے راضی نہیں تھے، اور انہوں نے اسے اپنی تصانیف میں ذکر نہیں کیا۔

حافظ ابو علی صالح بن محمد جزرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يضع الحديث"[2]. یہ حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "منكر الحديث، وفي موضع آخر: عنده مناكير، وكان الثوري يأمر بكتابة التفسير عنه"[3]. منکر الحدیث ہے، اور ایک دوسری جگہ پر فرماتے ہیں: اس کے پاس مناکیر ہیں، اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ ان سے تفسیر لکھنے کا حکم فرماتے تھے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم"[4]. یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم بن ظُہیر کو "واه"[5] کہا ہے۔

---

[1] الجرح التعديل:۱۱۹/۳،رقم:۵۵۰،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

[2] إكمال تهذيب الكمال:۹۲/٤،رقم:۱۲۸٦،ت:أبي عبدالرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[3] إكمال تهذيب الكمال:۹۳/٤،رقم:۱۲۸٦،ت:أبي عبدالرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[4] إكمال تهذيب الكمال:۹۳/٤،رقم:۱۲۸٦،ت:أبي عبدالرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[5] سير أعلام النبلاء:۱٤۹/۳،ت:شعيب الأرنوؤط،موسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۰۲هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقریب التهذيب"[1] میں فرماتے ہیں: "متروك، رمي بالرفض، واتهمه ابن معين". متروک ہے، یہ رفض میں متہم ہے، ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متہم قرار دیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[2] میں حکم بن ظُہَیر کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

روایت کا حکم

سند میں موجود راوی حکم بن ظُہَیر کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یعقوب بن ابراہیم جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ صالح بن محمد جزرہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں (جیسے: منکر الحدیث، محدثین نے اسے ترک کر دیا، متروک الحدیث، ساقط، لیس حدیثہ بشیء، کذاب، واہی الحدیث، ذاہب الحدیث، ثقہ لوگوں کے انتساب سے من گھڑت اشیاء نقل کرتا تھا، یہ حدیث گھڑتا تھا، واہ، متروک)، اور خاص اس تناظر میں کہ حکم بن ظُہَیر اس روایت کے نقل میں متفرد بھی ہے، یہ روایت کسی بھی طرح ضعفِ شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، لہذا اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرکے بیان کرنا درست نہیں ہے۔

---

[1] تقريب التهذيب: ص: ۱۷۵، رقم: ۱٤٤٥، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ۱٤۱۱هـ۔
[2] تنزيه الشريعة: ۱/٥٤، رقم: ٤٦، ت: عبدالوهاب عبد اللطيف، عبدالله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ۔

نوٹ:

ابو جہل کے ہاتھوں میں کنکریوں کے تسبیح پڑھنے کا واقعہ فصل دوم (مختصر نوع) میں آرہا ہے۔

فصل دوم (مختصر نوع)

روایت نمبر①

روایت: ابوجہل کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گھڑا کھودنا، اور خود اس میں گر جانا

روایت کا مصدر

شیخ محمد رَہاوی واعظ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۹۰ھ) "جامع المعجزات"[۱] میں تحریر فرماتے ہیں:

"ومن معجزاته روي لما ظهر شان النبي عليه السلام أخذ أبو جهل في تدبير هلاك النبي عليه السلام فاجتمع رائيهه [كذا في الأصل] على أن يحفر بيرا في ممر داره، وتمرض حتى يعودهن النبي عليه السلام، فوقع في البير، فستره بالتراب، ففعل ذلك.

فلما وصل النبي عليه السلام خبر مرضه قام من حسن خلفه [كذا في الأصل، والصحيح: خلقه]يعوده، فلما بلغ النبي عليه السلام قريبا من البير جاء جبرائيل عليه السلام فاخبره بالقصة ومنعه عن الدخول، فرجع النبي معه، فأخبر أبوجهل، فوثب من فراشه وعد خلفه [كذا في الأصل] مستعجلا لياخذه ويقتله، ويردي في البير، فوقع بنفسه في ذلك في البير، فلأجل ذلك قيل من حفر بيرا لأخيه فقد وقع فيه.

---

[۱] جامع المعجزات:ص:۱۰،مطبعة نبات المصري .

فدلوا إليه حبلا فلم يبلغ قعره فجمعوا الأحبال والأظباب [كذا في الأصل] فلم يبلغ قعره، فنادى أبوجهل من أسفل البير: امضوا إلى محمد حتى يخرجني، فلم يخلصني من هذا البير إلا هو، فمضوا إليه فحضر النبي ﷺ إلي رأس البير وقال: يا أباجهل! إن أخرجتك من هذا البير أتؤمن بالله وبرسالتي؟ قال: نعم يا محمد! فمد النبي عليه السلام يداه في البير وأمسك يد أبي جهل وأخرجه من البير، فنظر أبو جهل إلى النبى ﷺ وقال: ما أسحر مثلك يا محمد! فما آمن".

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قتل کرنے کی ایک سازش تیار کی، اور سوچا کہ میں اپنے گھر کے راستہ میں ایک گھڑا کھود دیتا ہوں، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جائیں گے تو کنویں میں گر جائیں گے، پھر وہ اس کنویں میں مٹی ڈال کر اسے بند کر دے گا، چنانچہ ابوجہل نے ایسا ہی کیا۔

جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ابوجہل کی بیماری کی خبر پہنچی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے حسنِ اخلاق کی وجہ سے اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے، جب آپ کنویں کے قریب پہنچے، جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام آپ کے پاس تشریف لائے اور اس سازش کی خبر دی، اور انہیں وہاں جانے سے روکا، چنانچہ آپ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ وہیں سے واپس ہوگئے، اس بات کی خبر ابوجہل کو ملی وہ تیزی سے اپنے بستر سے اٹھا اور تیزی سے نبی عَلَیْہِ السَّلَام کے پیچھے نکلا تاکہ آپ کو پکڑ کر قتل کر دے، وہ کنویں کے پاس آیا تو خود کنویں میں جاگرا، اسی وقت سے یہ بات کہی جاتی ہے: "جو اپنے بھائی کے لئے گھڑا کھودتا ہے تو وہ خود ہی اس میں گرتا ہے"۔

لوگوں نے ابو جہل کو نکالنے کے لئے رسی ڈالی جو اس کی گہرائی تک نہ پہنچ سکی، پھر لوگوں نے رسیاں جمع کیں وہ ڈالیں وہ بھی گہرائی تک نہ پہنچ سکیں، ابو جہل نے کنویں کے اندر سے آواز دی، جاؤ محمد کے پاس تاکہ وہ مجھے کنویں سے نکالیں، مجھے محمد کے علاوہ اس کنویں سے کوئی خلاصی نہیں دے سکتا، چنانچہ لوگ نبی ﷺ کے پاس گئے، نبی ﷺ کنویں پر تشریف لائے، اور فرمایا: اے ابو جہل! اگر میں نے تجھے کنویں سے نکال دیا تو کیا تو اللہ پر اور میری رسالت پر ایمان لے آئے گا؟ ابو جہل نے کہا: ہاں اے محمد (ﷺ)! نبی ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ کنویں میں ڈالے ابو جہل کے ہاتھ کو پکڑا اور اس کو کنویں سے باہر نکالا، ابو جہل نے نبی ﷺ کی طرف دیکھا اور کہا: اے محمد! تجھ جیسا جادو کسی نے نہیں کیا، اور وہ ایمان نہ لایا۔

یہ واقعہ علامہ عثمان بن حسن بن احمد شاکر خوبوی رومی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "درة الناصحين"[1] میں بحوالہ ابو حفص عمر بن حسن بلا سند نقل کیا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو۔

---

[1] درة الناصحين: ص: ۳۰۵، فيضي كتب خانه ـ كوئته.

روایت نمبر②

روایت: بدن کے جس حصہ پر استاد کی مار پڑتی ہے تو اس حصہ پر جہنم کی آگ حرام ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ زیرِ بحث مضمون حکماً مرفوع (آپ ﷺ کا قول) ہی کہلائے گا، کیونکہ کسی عمل پر آخرت میں کسی خاص ثواب کو صرف صاحبِ شریعت ہی بتا سکتا ہے، یہ کسی اور کا منصب ہی نہیں ہے، چنانچہ اسے آپ ﷺ کا نام لئے بغیر بھی بیان کرنا یا اعتقاد کرنا معتبر سند ملنے تک ہر گز درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر③

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر جنت میں داخل ہونا۔

روایت: میدانِ محشر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہوں گے، اس حالت میں تمام لوگوں سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ④

روایت: آپ ﷺ کا ارشاد ہے: مجھے موت کا اتنا بھروسہ بھی نہیں ہے کہ ایک طرف سلام پھیروں، تو دوسری طرف بھی پھیر سکوں گا یا نہیں۔

ایک مرتبہ نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ تم موت کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ ایک نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! صبح اٹھتا ہوں تو یقین نہیں آتا کہ شام بھی آئے گی یا نہیں، دوسرے نے کہا کہ اے اللہ کے محبوب! میں چار رکعت کی نیت باندھتا ہوں مجھے یقین نہیں آتا کہ چاروں پڑھ بھی سکوں گا یا نہیں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری تو یہ حالت ہے کہ جب ایک طرف سلام پھیر لوں تو اس کا یقین نہیں ہوتا کہ میں دوسری طرف بھی سلام پھیر سکوں گا، تو جب موت کا یہ معاملہ ہے تو پھر کیوں نہ ہم اس کے لئے ہر وقت تیار رہیں، بالآخر موت آنی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑤

ایک شخص کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آج یہ اللہ تعالی کا مہمان ہے، وہ ساری رات پریشان رہا، اللہ تعالی نے فرمایا: میں نے اس کی اس تکلیف کے بدلے اس کے ستر (۷۰) سال کے گناہ معاف کر دیئے

روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج اس شخص کی مہمانی کون کرے گا؟ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کروں گا، دوسرے نے کہا: میں کروں گا، یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یہ آج میرا مہمان ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس شخص کو مسجد میں چھوڑ دیا اور چلے گئے، صحابہ رضی اللہ عنہم صبح کو اس کے پاس گئے کہ اس سے پوچھیں کہ اللہ تعالی نے اسے جنت کے کیسے میوے کھلائے؟ اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا کہ میں رات بھر سو نہ سکا، پریشان رہا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہو گئے، اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تم اسے ایک وقت کا کھانا کھلا دیتے، میں نے اس کی اس تکلیف پر اس کے ستر سال کے گناہ معاف کر دئے ہیں۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑥

روایت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے ذبح کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت کا مصدر

علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۹۴ھ) "نزهة المجالس"[1] میں لکھتے ہیں:

"حكاية: قال جابر بن عبد الله رضي الله عنهما لزوجته يوم حفر الخندق: عرفت في وجه النبي صلى الله عليه وسلم الجوع، فهل عندك شيء؟ قالت: صاع من شعير فطحنته، وعناق فذبحته وأصلحت طعاما، فتوجه جابر إلى الخندق والنبي صلى الله عليه وسلم ينقل التراب، وكان له ولدان، فقال أحدهما للآخر: ألا أريك كيف ذبحت أمي الشاة، فذبحه فما شعرت أمه إلا والدم يسيل من الميزاب، فصاحت أمه، فهرب الصبي فوقع في التنور فمات، فأخذتهما وجعلتهما في البيت ودثرتهما بكساء، واشتغلت بطعامها لأجل النبي صلى الله عليه وسلم.

فأتى بالمهاجرين والأنصار إلى دار جابر وكانت صغيرة، فقال:

---

[1] نزهة المجالس: ٩٢/١، المكتب الثقافي ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

يا جابر! أتحب أن يوسع الله دارك؟ قال نعم، قال فجثى على ركبتيه ودعا، قال جابر: فوالذي بعثه بالرسالة إني نظرت إلى السقوف قد ارتفعت، وإلى الجدران قد تباعدت، فسكب النبي صلى الله عليه وسلم الطعام بيده، وقال يا جابر! ادع القوم عشرة عشرة حتى أكلوا عن آخرهم، ولم يبق إلا أنا و إياه.

فقال يا جابر! ادع أولادك حتى آكل معهم، فذهب إلى زوجته، فقالت: إنهم نيام، فأخبر النبي صلى الله عليه وسلم بذلك، فقال: والذي نفسي بيده لا آكل إلا معهم، فرجع جابر إلى زوجته، فقالت: دونك وإياهم، فدخل البيت وكشف عنهما الغطاء فوجدهما بالحياة متعانقين، فقعد أحدهما عن يمين النبي صلى الله عليه وسلم والآخر عن يساره، فأكلوا حتى شبعوا، فتبسم النبي صلى الله عليه وسلم وقال: يا جابر! أخبرك بما أخبرني به جبريل، قال نعم، فأخبره بما أنفق و من أمر ولديه، فتعجب من ذلك، وقد حصل له ولزوجته الفرح والسرور".

حکایت:

غزوہ خندق میں جب خندق کھد رہا تھا جابر رضی اللہ عنہ نے جاکر اپنی زوجہ سے کہا کہ مجھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر بھوک کے آثار معلوم ہوتے ہیں، کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ایک صاع جَو اور ایک بکری کا بچہ ہے، اس کے جَو کا آٹا پیس لیا اور بکری کے بچہ کو ذبح کرڈالا اور اس طرح کھانا تیار کیا، جابر رضی اللہ عنہ خندق پر گئے تو اس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مٹی اٹھا رہے

تھے، (یہاں یہ قصہ گزرا) کہ جابر رضی اللہ عنہ کے دو لڑکے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آ تجھے دکھاؤں کہ اماں نے بکری کیسے ذبح کی تھی اور یہ کہہ کر اسے ذبح کرڈالا، ماں کو اس وقت اطلاع ہوئی جب پرنالے سے خون بہنے لگا، یہ دیکھ کر وہ چلائی تو لڑکا بھاگا اور تنور میں گر کر مر گیا، انھوں نے ان دونوں کو اٹھا کر گھر میں لِٹا دیا اور اوپر سے کمبل ڈال کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کرنے میں مشغول ہوگئیں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جابر رضی اللہ عنہ کے گھر تمام مہاجرین رضی اللہ عنہم و انصار رضی اللہ عنہم کو لے آئے، ان کا گھر بہت چھوٹا تھا، آپ نے ان سے فرمایا کہ اے جابر! کیا تم چاہتے ہو کہ خدا تمہارے گھر کو فراخ کر دے؟ انہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! حضرت دوزانوں بیٹھ کر دعا فرمانے لگے، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم اُس ذات کی جس نے حضرت کو رسول بنا کر بھیجا تھا میں دیکھ رہا تھا کہ چھتیں بلند ہوگئیں اور دیواریں ہٹ کر دور دور ہوگئیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود کھانا نکالنے لگے اور فرمایا: کہ اے جابر! دس دس آدمی کر کے سب لوگوں کو بلاتے جاؤ، المختصر سب کھا چکے صرف میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہ گئے، اس وقت حضرت نے فرمایا: کہ اے جابر رضی اللہ عنہ! اپنے لڑکوں کو بلاؤ تاکہ میں ان کے ساتھ کھانا کھاؤں، وہ اپنی زوجہ کے پاس گئے انہوں نے جواب دیا کہ وہ سو گئے ہیں، یہی آن کر جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں بغیر اُن کے ہرگز کھانا نہ کھاؤں گا، جابر رضی اللہ عنہ پھر لوٹ کر اپنی زوجہ کے پاس آئے، وہ بولیں کہ اُن کو رہنے بھی دو لیکن وہ گھر میں گھس گئے اور کپڑا اٹھا

کر جو دیکھا تو یہ نظر آیا کہ وہ دونوں زندہ ہیں، آپس میں گلے مل رہے ہیں، اس کے بعد ایک آپ حضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے داہنی جانب آ بیٹھا اور دوسرا بائیں جانب، پھر سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا، حضرت نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مسکرائے اور فرمانے لگے: اے جابر! میں تمہیں ایک خبر دیتا ہوں جس کی جبرئیل عَلَيْهِ السَّلَام نے مجھے اطلاع دی ہے، انہوں نے عرض کیا کہ ہاں ارشاد ہو، آپ نے جو کچھ اُن کے دونوں لڑکوں کا قصہ گزرا تھا کہہ سنایا، اس پر اُن کو بڑی حیرت ہوئی، اور ساتھ ہی اس کے ان دونوں میاں و بی بی کو نہایت مسرت و خوشی حاصل ہوئی [1]۔

بعض دیگر مصادر

یہی واقعہ علامہ عبد الرحمن بن احمد جامی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه (المتوفی ۸۹۸ھ) نے "شواهد النبوة" [2] میں، علامہ حسین بن محمد دیار بکری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه (المتوفی ۹۶۶ھ) نے "تاريخ الخميس" [3] میں اور علامہ عمر بن احمد آفندی حنفی خَرْبُوتِي رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه (المتوفی ۱۲۹۹ھ) نے "شرح الخَرْبُوتِي على البردة المسمى عصيدة الشهدة" [4]

---

[1] نزهة المجالس اردو: ۱۵۰/۱، أيچ أيم سعيد كمپني ـ كراتشي .

[2] شواهد النبوة: ص: ۱۰۵، مكتبة الحقيقة ـ استنبول .

[3] تاريخ الخميس: ۵۰۰/۱، مؤسسة شعبان ـ بيروت .

[4] شرح الخَرْبُوتِي: ص: ۹۲، نور محمد كتب خانه ـ كراتشي باكستان .

"شرح الخربوتی" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وكذا ما روي: أن جابر بن عبد الله دعا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم دعوة فذبح له غنما، فجاء ابنه الكبير فسأل من اخيه الصغير قائلا: كيف ذبح أبونا غنما؟ فقال الغلام الصغير له: جيء حتى أريك، فأطاعه الغلام الكبير، فشد يديه ورجليه، فأخذ السكين فذبحه، فذهب برأسه إلى أمه، فبكت أمه، فخاف الغلام منها، ففر وصعد السطح، فمرت أمه من خلفه، فرمى الغلام نفسه من السطح فمات، فصبرت أمهما على هذه المصيبة، فلفتهما في خرقة وحفظتهما في البيت، وشرعت في طبخ الطعام، فلما جاء الرسول عليه الصلاة والسلام، حضروا الطعام، فنزل جبريل فقال له عليه السلام: أمر الله تعالى لك أن تأكل هذا الطعام مع ابني جابر، فأعلم رسول الله عليه الصلاة والسلام جابرا، فجاء جابر إلى زوجته

میں ذکر کیا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

فائدہ: زیرِ بحث روایت تو سنداً نہیں ملی، لیکن اس کے مضمون پر مشتمل بنی اسرائیل کی یہ ذیلی حکایت بنی اسرائیل کے انتساب سے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے:

حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ "کتاب من عاش بعد الموت"[1] میں فرماتے ہیں:

"حدثنا عبد الله، قال: حدثنا أبو كريب، قال: حدثنا زكريا بن عدي، قال: حدثنا خالد بن يزيد الهدادي، عن ثابت البناني أن امرأة من بني إسرائيل كانت حسنة التبعل لزوجها، فتردى ابنان لها في بئر،

فسألها، فقالت: ليسا بحاضرين هنا، فجاء جابر إليه عليه الصلاة والسلام فقال: إنهما ليسا بحاضرين يا رسول الله! فأمر رسول الله تكرارا بإتيانهما، فجاء جابر فأقدم على زوجته، فاضطرت وأخبرت بالسر، فجاء جابر إليه عليه الصلاة والسلام باكيا فأخبره بالقضية،فتفكر رسول الله فنزل جبرائيل، فقال: إن الله تعالى يأمرك أن تدعوا لهما ويقول: منك الدعا و منا الإجابة، فدعا رسول الله لهما بالحياة، فأحياهما الله فعالى، فقاما وأكلا معه عليه السلام".

[1] كتاب من عاش بعد الموت:۳/ ۵۳،ت:محمد حسام بيضون،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

فماتا، فأمرت بهما، فأخرجا وطهرا ونظفا، ووضعا على فراش وسجي عليهما بثوب، ثم تقدمت إلى خدمها وأهل دارها أن لا يعلموا أباهما بشيء من أمرهما، حتى أكون أنا أحدثه، فلما جاء أبوهما، ووضع الطعام بين يديه، قال: أين ابناي؟ قالت: قد رقدا واستراحا قال: لا، لعمر الله، يا فلان وفلان! فأجاباه، ورد الله عليهما أرواحهما شكرا لما صنعت".

بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو اپنے شوہر کی انتہائی اطاعت گزار تھی، اس کے دو بیٹے کنویں میں گر کر وفات پاگئے، پھر اس عورت کے کہنے پر انہیں نکال کر پاک صاف کیا گیا، پھر بستر پر لِٹا کر ان پر ایک کپڑا ڈال دیا گیا، پھر اپنے خادم اور گھر والوں کو کہا کہ ان دونوں کے والد کو ان کے بارے میں کوئی کچھ نہ بتائے، یہاں تک کہ میں خود ہی انہیں بتا دوں، چنانچہ جب ان دونوں کے والد آئے اور ان کے سامنے کھانا رکھا گیا، تو اس نے کہا: میرے دونوں بیٹے کہاں ہیں؟ اس عورت نے کہا: وہ دونوں آرام کر رہے ہیں، خاوند نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم! اور دونوں کو پکارا کہ اے فلانے اے فلانے! تو دونوں نے والد کی پکار کا جواب دیا، اور اللہ رب العزت نے عورت کے اس کام کی قدر دانی کرتے ہوئے ان کی روحیں دوبارہ لوٹا دی۔

روایت نمبر ⑦

روایت: پانی دیکھ کر پینا آپ ﷺ کی سنت ہے۔

روایت کا حکم:

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی "صحیح" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے مشک سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا ہے۔[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ممانعت کی متعدد وجوہات ذکر فرمائی ہیں، جن میں ایک یہ بھی ہے کہ سند کے راوی ایوب فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ایک آدمی نے مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو اچانک اس میں سے سانپ نکل آیا۔

اس روایت سے یہ استیناس ہوتا ہے کہ ایسے خاص مواقع پر پانی دیکھ کر محفوظ طریقہ پر پینا چاہیے کہ کہیں کوئی نقصان دہ چیز پانی کے ساتھ بدن میں داخل

---

[1] فتح الباري: ۹۰/۱۰، رقم: ۵٦۲۸، دار المعرفة ـ بيروت.

نہ ہو جائے، لیکن اس روایت کی بناء پر پانی دیکھ کر پینے کو سنت نہیں کہا جا سکتا، واللہ اعلم۔

ضمنی حکایت:

بعض مقامات پر زیرِ بحث روایت سے ملتی جلتی ایک حکایت ملتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"ایک مرتبہ ہمارے پیارے نبی ﷺ صحابہ کرام کو سنت سکھا رہے تھے کہ پانی ہمیشہ دیکھ کر پینا چاہئے، اور تین سانسوں میں پیو، اتفاق سے ایک یہودی بھی چھپ کر رسول اللہ ﷺ کی باتیں سن رہا تھا، ہمارے پیارے نبی ﷺ پر ہماری جانیں، ہمارا مال سب کچھ قربان، آپ ﷺ کے کلام میں تاثیر ہی ایسی تھی کہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، آپ ﷺ کی تعلیمات سے متاثر ضرور ہوتے۔

رات کو سوتے سوتے اس یہودی کو جو ہمارے پیارے نبی ﷺ کی باتیں سن رہا تھا، پیاس لگی، بہت زور کی پیاس محسوس ہوئی، جب اس یہودی کو پیاس لگی تو وہ اپنی بیوی سے بولا کہ مجھے اچھی طرح دیکھ کر پانی پلاؤ، بیوی بولی: آپ کیسی باتیں کرتے ہیں، چراغ بجھا چکی ہوں، رات کا وقت ہے کیا دیکھ کے پانی پلاؤں؟ ایسے ہی پی لیجئے، ہمارے گھر کا پانی تو صاف ستھرا ہوتا ہے، یہودی کو بڑا غصہ آیا، بیوی سے بولا کہ چراغ جلاؤ اور روشنی میں مجھے پانی دیکھ کر پلاؤ، بیوی بک جھک کرتی اٹھی، سمجھی کہ شوہر پاگل ہو گیا ہے۔

آخر یہودی خود اٹھا اور چراغ روشن کیا، چراغ کی روشنی میں اس کی بیوی نے دیکھا کہ وہ اندھیرے میں جو پانی اپنے شوہر کے پینے کے لئے لائی تھی اس میں

ایک سیاہ بچھو (عقرب) تیر رہا ہے، یہودی بھی دیکھ کر حیران رہ گیا، بیوی کو اس نے تمام ماجرا سنایا کہ کس طرح اس نے چھپ کر رسول ﷺ کی باتیں سنی تھیں کہ پانی ہمیشہ دیکھ کر پینا چاہئے، صبح کو وہ یہودی ہمارے پیارے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رات کا واقعہ آپ ﷺ کو سنایا۔

آپ ﷺ نے تبسم فرمایا، یہودی بولا: اے اللہ کے رسول! جس مذہب کی احتیاط انسان کی جان بچالے تو وہ مذہب خود پورے انسان کو دوزخ کی آگ سے کیوں کر نہ بچائے گا، اتنا کہا اور وہ یہودی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا"۔

ضمنی روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سند اًتا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑧

روایت: آپ ﷺ کے فرمانے پر ابو جہل کے ہاتھوں میں کنکریوں کا آپ ﷺ کی شہادت دینا۔

ایک دفعہ ابو جہل آپ ﷺ کی خدمت میں مٹھی میں کنکریاں چھپا کر لایا، اور کہا کہ اگر آپ ﷺ سچے نبی ہیں تو بتائیں کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا میں بتاؤں یا یہ خود بتائیں، اس پر کنکریوں نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔

روایت کا مصدر

عارف باللہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) "مثنوي"[1] میں لکھتے ہیں:

"اظہار معجزہ پیغمبر علیہ السلام و سخن آمدنِ سنگریزہ در دستِ ابو جہل، و گواہی دادن برسالتِ آنحضرت ﷺ

سنگہا اندر در کفِ بو جہل بود، گفت اے احمد ﷺ بگو ایں چیست زود؟ گر رسولی چیست در دستم نہاں؟ چوں خبر داری ز راز آسماں، گفت چوں خواہی بگویم کانچہاست؟ یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست، گفت بو جہل آں دوم نادر ترست، گفت آرے حق ازاں قادر ترست، گفت شش پارہ حجر در دست تست، بشنو از ہر یک تو تسبیح درست، از میان مشت او ہر پارہ سنگ، در شہادت گفتن آمد بے

[1] مثنوي مولوي معنوي: ۲۳٤/۱، مترجم: قاضي سجاد حسين، حامد اينڈ كمپني ـ لاهور.

درنگ، لا الہ گفت و الا اللہ گفت، گوہر احمد رسول اللہ سفت، چوں شنید از سنگہا بوجہل ایں، زد خشم آں سنگہاں رابر زمیں، گفت نبود مثل تو ساحر دگر، ساحران را سر توئی و تاج سر، چوں بدید آں معجزہ بوجہل تفت، گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت، رہ گرفت و رفت از پیش رسول ﷺ، او فتاد اندر چہ آں زشت سفول، معجزہ رادید و شد بدبخت و رفت، سوئے کفر و زندقہ شد تیز رفت، خاک بر فرقش کہ بدکور و لعیں، چشم او ابلیس آمد خاک بیں"۔

پیغمبر ﷺ کا معجزہ ظاہر کرنا، اور سنگ ریزوں کا ابوجہل کے ہاتھ میں بات کرنا، اور گوہی دینا آنحضرت ﷺ کی رسالت پر:

سنگ ریزے ابوجہل کی مٹھی میں تھے، بولا اے احمد ﷺ جلد بتا یہ کیا ہے؟ اگر تو رسول ہے میرے ہاتھ میں کیا چھپا ہے؟ جبکہ آسمان کے راز کا تو خبر دار ہے، فرمایا: تو کیا چاہتا ہے، میں بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟ یا وہ کہیں کہ ہم بر حق اور سچے ہیں، ابوجہل نے کہا: دوسری بات زیادہ انوکھی ہے، فرمایا: ہاں (اللہ تعالی) اس سے زیادہ پر قادر ہے، فرمایا: تیرے ہاتھ میں پتھر کے چھ ٹکڑے ہیں، اور ہر ایک سے تو صحیح تسبیح سن لے، اس کی مٹھی میں ہر سنگریزے نے فوراً کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیا، لا الہ کہا اور الا اللہ کہا، احمد رسول اللہ کا موتی پرویا، ابوجہل نے پتھروں سے جب یہ سنا، غصہ سے ان پتھروں کو زمین پر دے مارا، بولا تجھ جیسا کوئی دوسرا جادوگر نہ ہو گا، تو ساحروں کا سردار اور سر تاج ہے، جب ابوجہل نے وہ معجزہ دیکھا، جل گیا، غصہ میں بھر گیا، اور گھر کی طرف چلا گیا، راستہ لیا، اور رسول ﷺ کے سامنے سے چلا گیا، وہ بدبخت، پست فطرت کنویں میں جاگرا،

معجزہ دیکھا، اور مزید بدبخت اور سخت ہو گیا، کفر اور بے دینی کی طرف تیز رو ہو گیا، اس کے سر پر خاک، کیونکہ اندھا اور ملعون تھا، اس کی آنکھ خاک کو دیکھنے والا شیطان ثابت ہوئی۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑨

روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر اللہ تعالی کی طرف سے علم، صبر اور سمجھ کا ملنا

روایت: ”جو شخص روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھے گا اللہ پاک اسے اپنے علم سے علم دے گا، اپنے صبر سے صبر دے گا، اپنی سمجھ سے سمجھ دے گا“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑩

موت العالِم موت العالَم

روایت: نبی اکرم ﷺ نے **فرمایا:** "موت العالِم موت العالَم". عالِم کی موت سارے عالَم کی موت ہے۔

روایت کا حکم

یہ روایت تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ الفاظ کے ساتھ سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اورجب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑪

ابلیس کو ایسی دعا کا یاد ہونا جس سے اللہ تعالی تمام گناہ معاف کر دیں گے

روایت: ”شیطان نے موسی علیہ السلام سے کہا: میں جو کچھ کر رہا ہوں اس کی مجھے کوئی فکر نہیں ہے، مجھے ایک کلمہ یاد ہے قیامت کے دن میں اسے پڑھ لوں گا تو اللہ تعالی مجھے بخش دیں گے، حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا وہ کلمہ کیا ہے؟ شیطان نے کہا وہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے، موسی علیہ السلام جب اللہ سے ہم کلام ہوئے تو کہا: اے اللہ! شیطان تو یہ کہہ رہا ہے، اللہ رب العزت نے فرمایا: اے موسی تیرا نام کیا ہے، موسی علیہ السلام حیران ہوئے اور کہا: میرا نام، میرا نام، میرا نام، گویا کہ بھول گئے، اللہ تعالی نے فرمایا: اے موسی! جس طرح میں نے تجھے تیرا نام بھلا دیا اسی طرح شیطان سے قیامت کے دن وہ کلمہ بھلا دوں گا“۔

اس روایت کو اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے: ”ابلیس نے کہا: میرے پاس ایسا اسم اعظم ہے جب میں اسے پڑھ لوں گا تو اللہ تعالی میرے تمام گناہ معاف کر دیں گے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑫

روایت: ”رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ امام کے بالکل پیچھے والے کے لئے سو نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور دائیں جانب والے کے لئے پچھتّر (۷۵) نمازوں کا، اور بائیں جانب والے کے لئے پچاس (۵۰) نمازوں کا، اور باقی تمام صف والوں کے لئے پچیس (۲۵) نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

روایت کا مصدر

علامہ یعقوب بن سید علی بروسوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۳۱ھ) ”مفتاح الجنان في شرح شرعة الإسلام“[1] میں لکھتے ہیں:

”وروي عن النبي ﷺ أنه قال: يكتب للذي خلف الإمام بحذائه مائة صلاة، وللذي في الجانب الأيمن خمسة وسبعون صلاة، وللذي في الجانب الأيسر خمسون صلاة، وللذي في سائر الصفوف خمسة وعشرون صلاة“.

اور آپ ﷺ سے منقول ہے کہ امام کے بالکل پیچھے والے کے لئے سو نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور دائیں جانب والے کے لئے پچھتر (۷۵) نمازوں کا، اور بائیں جانب والے کے لئے پچاس (۵۰) نمازوں کا، اور باقی تمام صف والوں کے لئے پچیس (۲۵) نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

---

[1] مفتاح الجنان: ص: ۱۱۳، المطبعة العثمانية، الطبعة ۱۳۱۷ھ۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۰ھ) نے "البحر الرائق"[1] میں، علامہ شُرُنبُلَالِی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۶۹ھ) نے "مراقي الفلاح"[2] میں، علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۲۷ھ) نے "روح البیان"[3] میں دو مقامات پر، اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۳۱ھ) نے "حاشية الطحطاوي على الدر المختار"[4] میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] البحر الرائق: ٦١٩/١، ت: زكريا عميرات، مكتبة رشيدية ـ كوئته باكستان.

[2] مراقي الفلاح: ص: ١١٤، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[3] روح البيان: ٦٩/٦، وفيه أيضا: ٣٧٣/١، دار أحياء التراث العربي ـ بيروت.

[4] حاشية الطحطاوي على الدر: ٢٠٠/١، المطبعة المصرية ـ القاهرة، الطبعة ١٢٥٤هـ.

روایت نمبر⑭

روایت: کھانا کھانے کے بعد میٹھا کھانا سنت ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ: "سنن الترمذي"[1] میں حضرت عِکْراش بن ذُویب رضی اللہ عنہ کی روایت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

---

[1] سنن الترمذي: ٢٨٣/٤، رقم: ١٨٤٨، ت: إبراهيم عطوة عوض، مطبعة مصطفى البابي ـ مصر، الطبعة الأولى ١٣٨٢هـ.

"سنن الترمذی" کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا محمد بن بشار، قال: حدثنا العلاء بن الفضل بن عبد الملك بن أبي سوية أبو الهذيل، حدثنا عبيد الله بن عكراش، عن أبيه عكراش بن ذؤيب، قال: بعثني بنو مرة بن عبيد بصدقات أموالهم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقدمت عليه المدينة، فوجدته جالسا بين المهاجرين والأنصار، قال: ثم أخذ بيدي فانطلق بي إلى بيت أم سلمة فقال: هل من طعام؟ فأتينا بجفنة كثيرة الثريد والوذر، وأقبلنا نأكل منها، فخبطت بيدي من نواحيها، وأكل رسول الله صلى الله عليه وسلم من بين يديه، فقبض بيده اليسرى على يدي اليمنى ثم قال: يا عكراش! كل من موضع واحد فإنه طعام واحد.

ثم أتينا بطبق فيه ألوان التمر، أو من ألوان الرطب عبيد الله شك، قال: فجعلت آكل من بين يدي، وجالت يد رسول الله صلى الله عليه وسلم في الطبق وقال: يا عكراش! كل من حيث شئت، فإنه غير لون واحد، ثم أتينا بماء فغسل رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه، ومسح ببلل كفيه وجهه وذراعيه ورأسه وقال: يا عكراش! هذا الوضوء مما غيرت النار. قال أبو عيسى: هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من حديث العلاء بن الفضل، وقد تفرد العلاء بهذا الحديث، ولا نعرف لعكراش عن النبي صلى الله عليه وسلم إلا هذا الحديث".

کھجوروں کا طبق پیش کیا گیا، اور آپ ﷺ نے اس میں سے کھجوریں تناول فرمائیں۔

تاہم اس روایت کی بناء پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کھانے کے بعد میٹھا کھانا سنت ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑭

روایت: علم نجوم کی ماہر قوم کے ایک بچہ کا حساب کر کے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ کہنا کہ جبرائیل یا تو آپ ہیں یا میں ہوں

روایت: ''ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے علم نجوم میں ماہر ایک قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا، حضرت جبرائیل علیہ السلام کو صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا، آپ اس قوم کے ایک بچہ کے پاس گئے، اس سے پوچھا کہ جبرائیل اس وقت کہاں ہیں؟ بچہ نے فوراً زمین پر کچھ لکیریں کھینچی، اور کہا کہ وہ اس وقت آسمانوں پر موجود نہیں ہیں، پھر دوبارہ لکیریں کھینچی، اور کہا کہ جبرائیل یا تو آپ ہیں یا میں ہوں''۔

بعض مقامات پر یہ واقعہ ان الفاظ سے بھی کہا جاتا ہے:

''اللہ نے ایک بستی پر عذاب کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا لیکن ساتھ ہی جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان کے علم کو ایک دفعہ پرکھ لینا، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسرارِ الٰہیہ کے راز چرا کر اس میں مداخلت کرتے تھے، اس کے علاوہ بھی اس قوم میں بہت ساری بیماریاں تھیں۔

بحکم الٰہی حضرت جبرائیل علیہ السلام اس قوم کی بستی میں ایک انسانی شکل میں اترتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ ایک کسان کھیتوں میں کام کر رہا ہے، آپ اس کے پاس تشریف لے جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تمہارا علم کیسا ہے؟ وہ کسان جو کہ اس قوم کا کاہن تھا، کہتا ہے آپ جو پوچھو گے میں بتاؤں گا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس سے پوچھا: کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس وقت

جبرائیل فرشتہ کہاں ہو گا؟ تو اس کاہن نے زمین پر ہی ایک زائچہ بنایا، اور تھوڑی دیر بعد کچھ حساب کتاب کرنے کے بعد چاروں طرف نظر گھمائی، پھر اوپر اور نیچے دیکھا، اور کہنے لگا کہ میں نے (یا میرے موکلین نے) آسمانوں پر اور زمین کی تہہ میں بھی دیکھا اور مشرق مغرب کے بعد شمال جنوب میں بھی دیکھا مجھے وہ کہیں نظر نہیں آئے، تو اب صرف میں اور تم ہی رہ گئے ہیں، یا تو میں جبرائیل ہوں یا تم جبرائیل ہو؟ تو اسی لمحے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس بستی پر اللہ تعالی کے حکم کے مطابق عذاب نازل کر دیا"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑮

ساری مخلوق کے نافرمان بن جانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے ایک جانور کا ان سب کو نگل جانا

روایت: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ! اگر ساری مخلوق آپ کی نافرمان بن جائے تو آپ کیا کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنی مخلوقات میں سے ایک جانور کو بھیجوں گا جو ان سب کو ایک لقمہ بنا کر کھا جائے گا، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ جانور کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ میری چراگاہوں میں سے ایک چراگاہ میں چر رہا ہے۔

روایت کا مصدر

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ "الکشف والبیان"[1] میں لکھتے ہیں:

"وبلغنا أن بعض الأنبياء قال: يا رب! لو أن السماوات والأرض حين قلت لهما ائتيا طوعا أو كرها عصيناك، ما كنت صانعا بهما؟ قال: كنت آمر دابة من دوابي فتبتلعهما، قال: وأين تلك الدابة؟ قال: في مرج من مروجي، قال: وأين ذلك المرج؟ قال: في علم من علمي".

اور ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک نبی علیہ السلام نے کہا: اے رب! اگر آسمان وزمین آپ کی نافرمانی کرتے جس وقت آپ نے آسمان وزمین سے فرمایا تھا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی، تو آپ ان کے ساتھ کیا کرتے؟ تو اللہ تعالیٰ نے

[1] الكشف والبيان: ٢٨٧/٨، ت: أبو محمد بن عاشور، دار إحياء التراث العربي - بيرت، الطبعة ١٤٢٢هـ.

فرمایا: میں اپنی مخلوق میں سے ایک جانور کو حکم دیتا، وہ ان دونوں کو نگل جاتا، نبی علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ جانور کہاں ہے؟ اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ میری چراگاہوں میں سے ایک چراگاہ میں چر رہا ہے، نبی علیہ السلام نے پوچھا کہ چراہ گاہ کہاں ہے؟ تو اللہ تعالی نے فرمایا: میرے علوم میں سے ایک علم میں ہے۔

یہی روایت علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۱ھ) نے "الجامع لأحكام القرآن"[1] میں امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کی ہے، نیز اسے علامہ شہاب الدین محمد بن احمد اُبشیہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) نے "المستطرف في كل فن مستظرف"[2] میں اور علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۲۷ھ) نے "روح البیان"[3] میں ذکر کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] الجامع لأحكام القرآن:۳۹۸/۱۸،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،مؤسسة الرسالة ـ بيرت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[2] المستطرف في كل فن مستظرف:۳۷/۱،دار مكتبة الحياة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] روح البيان:۲۳٦/۸،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

روایت نمبر⑯

روایت: ”خطبۃ الوداع میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابلیس تمھیں بت پرستی میں مشغول نہیں کرے گا، البتہ تمہیں ہزار معبودوں کی عبادت میں لگادے گا، ایک آدمی اونٹ کی عبادت کرے گا، دوسرا آدمی عورت کی پوجا کرے گا۔۔۔ ایک شخص دوسرے سے پوچھے گا آپ کا کیا حال ہے؟ تو وہ کہے گا کہ اگر میری تجارت نہ ہوتی تو میرا کوئی حال نہ ہوتا۔۔۔“۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ”بستان الواعظین“[1] میں فرماتے ہیں:

”روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال في خطبة الوداع: أيها الناس! إني لكم ناصح أمين، ألا وإن إبليس قد يئس منكم، لا تعبدون صنما أبدا، ولكن والذي بعثني بالحق، ليجعلنكم إبليس ـ لعنه الله ـ أن تعبدوا ألف إله، يعبد الرجل إبله، والآخر امرأته، والآخر غنمه، والآخر حرثه، والآخر تجارته، والآخر صنعته، والآخر مركبه، والآخر صديقه، يقول الرجل للرجل: كيف حالك؟ فيقول له: لولا تجارتي ما كان لي حال، والآخر يقول: لولا حرثي، والآخر يقول: لولا امرأتي، والآخر يقول: لولا مركبي، والآخر يقول: لولا صديقي، فينسيه ذكر مولاه ويتبعه في دنياه، ويقطعه عن أخراه.

---

[1] بستان الواعظين: ص۲۳، رقم: ۲۷، ت: أيمن البحيري، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت .

يا ابن آدم! ما اغترارك بمن إليه اضطرارك، وما احتقارك بمن إليه افتقارك، يا ابن آدم! إن كنت بالنهار هائما وبالليل نائما متى ترضي من كان بأمرك قائما؟ يا ابن آدم! توكل على الملك الخلاق، الذي يتكفل بقسمة الأرزاق، توكل يا أخي! عليه، وأسند أمورك إليه، فإنه لا يملكها غيره".

آپ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ نے خطبۃ الوداع میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا خیر خواہ، دیانت دار ہوں، آگاہ ہو جاؤ کہ ابلیس تم سے تمہارے بتوں کی عبادت میں مشغول ہونے سے ہمیشہ کے لئے ناامید ہو گیا ہے، لیکن مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، ابلیس پر اللہ کی لعنت ہو اب وہ تمہیں ہزار معبودوں کی عبادت میں لگا دے گا، ایک آدمی اونٹ کی عبادت کرے گا، اور دوسرا آدمی عورت کی پوجا کرے گا، اور ایک آدمی بکریوں کا پجاری ہو گا، اور کوئی کھیتی، تجارت، حرفت (ہنر)، سواری اور دوستوں کی پوجا کرے گا۔

ایک شخص دوسرے سے پوچھے گا آپ کا کیا حال ہے؟ تو وہ کہے گا کہ اگر میری تجارت نہ ہوتی تو میرا کوئی حال نہ ہوتا، اور کوئی کہے گا کہ اگر میری کھیتی نہ ہوتی تو میرا کوئی حال نہ ہوتا، اور کوئی کہے گا کہ اگر میری بیوی نہ ہوتی تو میرا کوئی حال نہ ہوتا، اور کوئی کہے گا کہ اگر میری سواری نہ ہوتی تو میرا کوئی حال نہ ہوتا، اور کوئی کہے گا کہ اگر میرا دوست نہ ہوتا تو میرا کوئی حال نہ ہوتا، سو یہ ابلیس ان کو اپنا مولا بھلا دے گا، اور یہ دنیا کے پیچھے پڑ جائیں گے، اور ان کو آخرت سے کاٹ دے گا۔

اے ابن آدم! جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اس سے غفلت کیوں؟ اور جس کے محتاج ہو اسے ہلکا کیوں جانتے ہو؟ اے ابن آدم! تو دن میں سر گرداں ہے اور رات کو سو رہا ہے، تو کب اس ذات کو راضی کرے گا جو کاموں کو بنانے والا ہے، اے ابن آدم! بھروسہ کر اس بادشاہ پر جس نے سب کو پیدا کیا، اور جو رزق کی تقسیم کا ضامن ہے، اے پیارے بھائی! اسی پر بھروسہ کر، اپنے کام اس کے سپرد کر، کیونکہ اس کے علاوہ کوئی بھی کسی چیز کا مالک نہیں۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑰

روایت: حضرت آدم علیہ السلام کا، حضرت حواء علیہا السلام کے مہر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا

روایت کا مصدر

یہ روایت مختلف الفاظ سے نقل کی گئی ہے:

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المواهب اللدنية"[1] میں یہ روایت ان لفظوں کے ساتھ نقل کی ہے:

"ثم خلق الله تعالى له حواء زوجته من ضلع من أضلاعه اليسرى، وهو نائم، وسميت حواء، لأنها خلقت من حي، فلما استيقظ ورآها سكن إليها، فقالت الملائكة مه يا آدم! قال: ولم؟ وقد خلقها الله لي، فقالوا: حتى تؤدي مهرها، قال: وما مهرها؟ قالوا: تصلي على محمد صلى الله عليه وسلم ثلاث مرات.

وذكر ابن الجوزى فى كتابه: "سَلْوَة الأحزان" أنه لما رام القرب منها طلبت منه المهر، فقال: يا رب! وماذا أعطيها؟ فقال: يا آدم! صل على حبيبي محمد بن عبد الله عشرين مرة، ففعل".

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے ان کی بائیں پسلی سے سونے کی حالت میں ان کی بیوی حواء علیہا السلام کو پیدا کیا، اور حواء نام رکھا، اس لئے کہ وہ

---

[1] المواهب اللدنية: ۷٦/۱، ت: صالح أحمد شامي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

زندہ سے پیدا کی گئی، جب حضرت آدم علیہ السلام بیدار ہوئے، حواء کو دیکھا اور ان سے مانوس ہونا چاہا، تو فرشتوں نے کہا اے آدم علیہ السلام! آپ رک جائیے، حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: کیوں؟ اللہ نے اس کو میرے لئے پیدا کیا ہے، فرشتوں نے کہا: آپ ان کا مہر ادا کر دیں، حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اس کا مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا: آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تین مرتبہ درود بھیجیں۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''سلوۃ الاحزان ''میں ذکر کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء علیہا السلام سے قربت کا ارادہ کیا تو انہوں نے مہر طلب کیا، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! میں ان کو کیا چیز دوں؟ اللہ نے فرمایا: اے آدم! میرے حبیب محمد بن عبد اللہ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیس مرتبہ درود پاک بھیجو، چناچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کے تحت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ ''شرح المواہب ''[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

''وفي رواية: قالت الملائكة: مه يا آدم! حتى تنكحها، فزوجه الله إياها وخطب، فقال: الحمد لله، والعظمة إزاري، والكبرياء ردائي، والخلق كلهم عبيدي وإمائي، اشهدوا يا ملائكتي وحملة عرشي وسكان سماواتي! أني زوجت حواء أمتي عبدي آدم، بديع قطرتي، وصنيع يدي، على صداق تقديسي وتسبيحي وتهليلي، يا آدم! ''اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ''، كذا في الخميس، والعلم عند الله''.

---

[1] شرح المواهب: ۱۰۱/۱،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

ایک اور روایت میں ہے: فرشتوں نے کہا اے آدم! آپ رک جایئے، جب تک کہ آپ ان سے نکاح نہ کرلیں (ان کے قریب نہ جائیں)، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء علیہا السلام سے آپ کا نکاح کر دیااور خطبہ میں یہ الفاظ فرمائے: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اور عظمت میری اوڑھنی ہے، اور کبریائی میری چادر ہے، اور تمام کی تمام مخلوق میرے بندے اور بندیاں ہیں، اے میرے فرشتے گواہ ہو جاؤ، اور میرے عرش کو اٹھانے والے اور میرے آسمان میں رہنے والے !میں نے اپنی بندی حواء علیہا السلام کا نکاح اپنے بندے آدم علیہ السلام سے میری تقدیس، تسبیح اور تہلیل کے بدلہ کر دیا، جو میرے قطروں میں انوکھا ہے، اور میرے ہاتھ کی تخلیق ہے، "اے آدم! رہا کرو تم اور تمہاری بی بی بہشت میں"، اسی طرح "خمیس" میں ہے، اور علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑱

روایت: حبیب بن مالک کا آپ ﷺ سے شقِ قمر کا معجزہ طلب کرنا اور آپ ﷺ کی برکت سے اس کی بیٹی سطیحہ کا ٹھیک ہونا۔

روایت کا مصدر

یہ روایت علامہ عمر بن احمد آفندی خربوتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۹ھ) نے "عصيدة الشهدة شرح قصيدة البردة"[1] میں ان الفاظ سے نقل کی ہے۔

"روي: أن ابا جهل عليه اللعنة ومن تابعه لما عجزوا عن معارضة نبينا عليه الصلاة والسلام، وارتفعت يوما فيوما شمس شريعته، وجعل الناس يؤمنون به، بعثوا إلى حبيب بن مالك أمير الشام مكتوبا، وكتبوا فيه.

أما بعد! ليعلم الملك أنه قد ظهر بيننا رجل ساحر كذاب، يدعي ربا واحدا ودينا جديدا، وأنه يسب آلهتنا، وكلما قابلناه بالحجة غلب علينا، فاليوم ضعف دينك ودين آبائك، فألحق به قبل أن ينشر دينه، فركب حبيب بن مالك ومعه إثنا عشر فارس ونزل بالأبطح، وخرج لاستقباله أبو جهل وعظماء مكة بالهدايا، فأقعده حبيب، وسأله عن أحوال محمد، قال: أيها السيد! سل بني هاشم، فسأل منهم فقالوا: نعرفه بالصدق في صغره، ولما بلغ عمره أربعين سنة، جعل يسب آلهتنا، ويظهر دينا غير دين آبائنا.

[1] عصيدة الشهدة للخربوتي:ص:١٩٠،مكتبة المدينة ـ كراتشي،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

قال حبيب: أحضرو محمدا طوعا، ولو أبى فكرها، فبعثوا إليه الحاجب، فاتى إليه عليه الصلاة والسلام أبوبكر بحلة حمراء وعمامة سوداء، فلبسهما رسول الله، فجاء إلى حضور حبيب، وأبوبكر عن يمينه وخديجة من خلفه، فلما رأى النبي عليه السلام قام إكراما له عليه الصلاة والسلام، فلما جلس رسول الله والنور يتلألأ في وجهه، سكتت الألسن، ووقعت الهيبة على الناس.

فقال حبيب: يا محمد! أنت تعلم أن للأنبياء كلهم معجزات ألك معجزة؟ فقال عليه الصلاة والسلام: ماذا تريد؟ فقال حبيب: أريد أن تغيب الشمس وتخرج القمر، وتنزله إلى الأرض، وتجعله منشقا نصفين، ثم يعود إلى السماء قمرا منيرا، فقال عليه الصلاة والسلام: إن فعلته أتؤمن بي؟ قال: نعم بشرط أن تخبر بما في قلبي.

فصعد رسول الله إلى جبل أبي قبيس، وصلى ركعتين فدعا ربه، فنزل جبرائيل عليه السلام فقال: إن الله تعالى سخر لك الشمس والقمر والليل والنهار، وإن لحبيب بن مالك بنتا سطيحة يعني ساقطة على قفاها، وليس لها يدان ولا رجلان ولا عينان، فأخبره بأن الله تعالى قد رد عليها جوارحها، فنزل رسول الله عليه الصلاة والسلام من الجبل، وجبريل في الهواء وصفت الملائكة صفوفا، فاشار بأصبعه عليه الصلاة والسلام إلى الشمس، فركضت حتى غابت، واشتد الظلام، وطلع القمر بدرا منيرا، فأشار إليه بأصبعه، فجعل القمر يركض ركضا حتى نزل إلى الأرض، فانفلق فلقتين، ثم عاد قمرا منيرا، ثم عادت

الشمس كما كانت أول مرة، ثم قال حبيب: بقي عليك الشرط، فقال النبي عليه الصلاة والسلام: إن لك ابنة سطيحة، والله قد رد جوارحها.

فقال حبيب قائما: يا أهل مكة! لا أكفر بعد الإيمان، اعلموا: (أني أشهد أن لا إله إلا الله و أن محمد عبده و رسوله)، فقال أبو جهل: أتؤمن بهذا الساحر؟ ثم خرج حبيب بن مالك إلى الشام مسلما، ودخل قصره، فاستقبلته بنته قائلة (أشهد أن لا إله إلا الله ...آه)، فقال لها: يا ابنتي! من أين علمت هذه الكلمات؟ قالت: أتاني آت في المنام، فقال لي: إن أباك قد أسلم، وإن كنت أسلمت نرد عليك أعضاءك سالمة، فأسلمت في منامي، فأصبحت كما تراني، وتمام القصة مذكورة في محلها".

منقول ہے کہ ابو جہل ملعون اور اس کے متبعین جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرنے سے عاجز آگئے، اور دن بہ دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا سورج بھی بلند ہوتا جارہا تھا، اور لوگ آپ پر ایمان لا رہے تھے، تو کفارِ مکہ نے امیر شام حبیب بن مالک کے پاس خط بھیجا اور اس میں لکھا:

اما بعد: بادشاہ کی معلومات میں رہے کہ ہمارے درمیان ایک جادوگر کذاب شخص (العیاذ باللہ) ظاہر ہوا ہے، جو ایک رب اور نئے دین کا دعوے دار ہے، اور وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے، اور جب بھی ہم اس کا دلیل کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں تو وہ ہم پر غالب آجاتا ہے، آج آپ کا اور آپ کے آباؤ اجداد کا دین کمزور پڑ چکا ہے، لہذا آپ ان سے ان کا دین پھیلنے سے قبل ملاقات کر لیجئے، چنانچہ حبیب بن مالک اپنے ساتھ بارہ گھڑ سواروں کو لے کر روانہ ہوا، اور

اس نے مقام ابطح پر پہنچ کر پڑاؤ ڈالا، اور مکہ سے بڑے بڑے سردار اور ابو جہل تحفے لے کر حبیب بن مالک کے استقبال کے لئے نکل پڑے، چنانچہ حبیب بن مالک نے ابو جہل کو اپنے پاس بٹھایا اور محمد ﷺ کے احوال کے متعلق پوچھنے لگا، ابو جہل نے کہا: اے سردار! بنو ہاشم سے پوچھئے، جب حبیب نے بنو ہاشم سے پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ ہم محمد (ﷺ) کو بچپن سے سچا جانتے ہیں، جب ان کی عمر چالیس برس کو پہنچی تو وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے لگا اور ہمارے آباؤ اجداد کے دین کے علاوہ کسی اور دین کو ظاہر کرنے لگا۔

حبیب نے کہا کہ محمد کو لے آؤ اگر وہ بخوشی آئیں، ورنہ زبردستی لے آؤ، چنانچہ کفارِ مکہ نے آپ ﷺ کے پاس ایک قاصد بھیجا، چنانچہ آپ ﷺ کے پاس ابو بکر رضی اللہ عنہ سرخ جوڑا اور کالی پگڑی لے کر حاضرِ خدمت ہوئے آپ ﷺ نے یہ دونوں چیزیں پہن لیں، اور حبیب کے پاس تشریف لے گئے، ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے کی جانب تھیں، جب حبیب نے آپ ﷺ کو آتے دیکھا تو آپ کے لئے بطور اکرام کھڑا ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے تو آپ کے چہرہ انور میں نور چمک رہا تھا، زبانیں خاموش ہو گیئں اور لوگوں پر ہیبت طاری ہو گئی۔

حبیب نے کہا کہ اے محمد! آپ کو معلوم ہے کہ تمام انبیاء کے پاس معجزات تھے، کیا آپ کے پاس بھی کوئی معجزہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ تو حبیب نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ سورج کو غروب کر دیں اور چاند کو طلوع کر دیں، اور اس کو زمین میں اتار دیں، اور اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیں، پھر وہ دوبارہ آسمان کی طرف لوٹ جائے روشن چاند کی صورت میں، آپ ﷺ نے

فرمایا: اگر میں نے ایسا کر لیا تو کیا تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ حبیب نے کہا جی ہاں ایک شرط پر کہ آپ مجھے میرے دل میں جو ہے اس کے متعلق بتا دیں گے۔

آپ ﷺ جبلِ ابی قبیس پر چڑھے، اور دو رکعت نماز ادا کی، اور پھر اللہ رب العزت سے دعا کرنے لگے، اس دوران جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر اترے اور فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے آپ کے لئے سورج، چاند، رات اور دن کو مسخر کر دیا ہے، اور حبیب بن مالک کی ایک بیٹی سطیحہ ہے، یعنی وہ گدی کے بل گر گئی تھی، اس کے دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور دونوں آنکھیں نہیں ہیں، اور بتایا کہ اللہ تعالی نے اس کے اعضاء اسے دوبارہ لوٹا دیئے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ پہاڑ سے نیچے تشریف لائے، اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوا میں تھے اور فرشتوں نے صفیں بنائی ہوئی تھیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلی سے سورج کی طرف اشارہ کیا، تو سورج تیزی سے غروب ہو گیا، اور سخت اندھیرا چھا گیا، اور چاند چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہو کر طلوع ہو گیا، آپ نے چاند کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کیا تو وہ تیزی سے زمین کی طرف آنے لگا، اور پھر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا، پھر دوبارہ روشن چاند بن کر لوٹ گیا، پھر سورج بھی اپنی پہلی حالت پر لوٹ آیا، پھر حبیب نے کہا کہ آپ پر ایک شرط اب بھی باقی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تیری سطیحہ بیٹی ہے (اس کا دکھ تیرے دل میں ہے) اللہ کی قسم! اس کے اعضاء اسے لوٹا دیئے گئے ہیں۔

حبیب یہ کہتے ہوئے کھڑا ہوا کہ اے مکہ والو! میں ایمان لانے کے بعد دوبارہ کفر اختیار نہیں کروں گا، جان لو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سواء کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، ابو جہل نے کہا کیا

تم بھی اس جادوگر پر ایمان لے آئے؟ پھر حبیب بن مالک مسلمان ہو کر ملک شام لوٹ گیا، اور اپنے محل میں داخل ہوا، تو اس کی بیٹی نے یہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا: ”أشهد أن لاإله إلا الله“، حبیب نے اپنی بیٹی سے پوچھا: کہ تو نے یہ کلمات کہاں سے سیکھے؟ تو اس نے کہا: خواب میں کسی ایک آنے والے نے آکر مجھ سے یہ کہا کہ تیرا باپ اسلام قبول کر چکا ہے، اور اگر تو اسلام قبول کر لے تو ہم تجھ پر تیرے اعضاء صحیح سالم لوٹا دیں گے، تو میں خواب میں اسلام لے آئی، اور میں ٹھیک ہوگئی جیسے آپ مجھے دیکھ رہے ہو، اور پورا قصہ اپنی جگہ مذکور ہے۔

حبیب بن مالک کا یہ قصہ علامہ عثمان بن حسن بن احمد خوبوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”درة الناصحين“[1] میں اضافے کے ساتھ نقل کیا ہے۔

---

[1] درة الناصحين:ص:۳۰۳،فيضي كتب خانة ـ كوئته باكستان .

”درۃ الناصحین“ میں اس کے بعد اضافی عبارت بھی ہے، ملاحظہ ہو: ”... فوقع حبيب ساجدا لله وشاكرا لنعمة الإيمان وازداد يقينا، ثم حمل حبيب بن مالك على خمسة جمال ذهبا وفضة وقما شا [كذا في الأصل]، وأرسلها مع عبيده إلى رسول الله عليه السلام، فلما قربوا من مكة فإذا أبو حهل يصطاد،فقال: لمن أنتم؟ قالوا: نحن لحبيب بن مالك، نريد رسول الله عليه السلام، فحمل علبهم أبوجهل ليأخذها من أيديهم، فأبوا حتى تضاربوا، وقامت الحرب بينهم، فاجتمع أهل مكة وأعمام النبي عليه السلام، والعبيد يقولون: أهدى حبيب هذا المال إلى محمد عليه السلام، وأبوجهل يقول: أهداه إلي، فقال النبي عليه السلام: يا أهل مكة! أترضون بقولي؟ قالوا: نعم، فقال: نحكم الجمال فلمن تكلمت يكون له المال، فقال أبوجهل: نؤخرها إلى الغد، فرضي رسول الله عليه السلام، فأتى أبوجهل إلى بيت الأصنام فبات تلك الليلة عندها، فقرب لها قربانا ودعا الأصنام وتضرع إلى الصباح، فلما أسفر الصباح أقبل أهل مكة بأجمعهم، وأقبل رسول الله عليه السلام وأعمامه، فأقبل أبوجهل ودار حول الجمال، يقول: انطقن باللات والعزى ومنات، فلم يزل على هذا حتى هجرت الشمس أي ارتفعت، فلم يسمع منهن شئ حتى قال أهل مكة: حسبك يا أباجهل! فتقدم أنت يا محمد! فأقبل إليهن، فقال: أيتها المخلوقة بخلق الله! انطقي بقدرة الله، فقام واحد منها وقال رافعا صوته: يا قوم! نحن هدية من حبيب بن مالك إلى محمد عليه السلام، فأخذ عليه السلام زمامها إلى جبل بن أبي قبيس، فأخرج الذهب والفضة وجعلها تلا، ثم قال: كونوا ترابا، فصارت كذلك إلى اليوم ...“
(درۃ الناصحین:ص:۳۰۵)

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سند اً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑲

ہر فرض نماز کے بعد:
”اللّٰهم أنت ربي لا إله إلا أنت عليك توكلت....“.
پڑھنے پر جنت الفردوس میں جگہ کا ملنا، اور ہر روز اللہ تعالی کا ستر مرتبہ نظر رحمت سے دیکھنا، اور ستر حاجتوں کا پورا ہونا

روایت: ”اللّٰهم أنت ربي لا إله إلا أنت عليك توكلت وأنت رب العرش الكريم، ما شاء الله كان وما لم يشأ لم يكن ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم، أعلم أن الله على كل شيء قدير وأن الله أحاط بكل شيء علما، اللهم إني أعوذ بك من شر نفسي ومن شر كل دابة أنت آخذ بناصيتها إن ربي على صراط مستقيم“.

اللہ پاک فرماتے ہیں: قسم ہے میری عزت وجلال اور ارتفاعِ مکان کی! جو لوگ ہر فرض نماز کے بعد تمہاری (یعنی درج بالا کلمات) تلاوت کریں گے ہم ان کی مغفرت فرمائیں گے، اور جنت الفردوس میں جگہ دیں گے اور ہر روز ستر مرتبہ نظرِ رحمت سے دیکھیں گے اور اس کی ستر حاجتیں پوری کریں گے، جس کا ادنی درجہ مغفرت ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۲۰)

روایت: بسم اللہ پڑھ کے جو دعا مانگی جائے وہ رد نہیں کی جاتی

یہ روایت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۶۱ھ) نے "الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل"[1] میں نقل کی ہے:

"قال صلى الله عليه وسلم: لا يرد دعاء، أوله بسم الله الرحمن الرحيم". ہر وہ دعا جس کے شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے وہ دعا رد نہیں کی جاتی۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت علامہ جار اللہ زمخشری (المتوفی ۵۳۸ھ) نے "ربيع الأبرار"[2] میں، حافظ ابو القاسم محمد بن عبد الواحد غافقی ملاحی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۴۹ھ) نے "لمحات الأنوار ونفحات الأزهار"[3] میں، علامہ شہاب الدین محمد بن احمد اُبشیہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) نے "المستطرف في كل فن مستظرف"[4] میں، علامہ عبد الرحمن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۹۴ھ) نے "نزهة المجالس"[5] میں، علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۲۷ھ) نے "تفسير روح البيان"[6] میں اور علامہ محمد حقی نازلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۱ھ) نے "خزينة الأسرار"[7]

[1] الغنية: ۲۲۰/۱، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] ربيع الأبرار: ٤٤۹/۲، ت: عبد الأمير مهنا، مؤسسة العلمي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ.

[3] لمحات الأنوار: ص: ٤۸۳، ت: رفعت فوزي عبد المطلب، دار البشائر الإسلامية - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[4] المستطرف في كل فن مستظرف: ۳۳/۲، مكتبة الجمهورية العربية ـ مصر.

[5] نزهة المجالس: ۲٦/۱، دار الفكر ـ بيروت.

[6] تفسير روح البيان: ۹/۱، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

[7] خزينة الأسرار: ص: ۹۳، المطبعة الخيرية، الطبعة ۱۳۰۹هـ.

میں بلا سند نقل کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ⑳

روایت: جو شخص روزانہ ۲۰۰ مرتبہ سورۂ اخلاص باوضوء پڑھے گا تو جب وہ مرے گا تو اس کے جنازے میں ایک لاکھ دس ہزار فرشتے شمولیت کریں گے

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ درج بالا روایت تو سنداً نہیں مل سکی، تاہم یہ مضمون مسنداً روایات میں ملتا ہے کہ معاویہ بن معاویہ مزنی لیثی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کثرت سے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے سورۃ اخلاص کا ورد کرتے تھے، اور جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی جنازہ میں جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ شریک ہوئے، یہ روایت اگرچہ مختلف سندوں سے کتب میں موجود ہے، اور اس روایت کے بارے میں حضرات محدثین کی رائے مختلف ہے[1]، اس موقع پر اس روایت پر تحقیق ہمارا موضوع

[1] حضرت شیخ محمد عوامہ دامت برکاتہ نے اس روایت کی جامع تخریج ان الفاظ سے کی ہے:

"قلت: رواه البيهقي في "سننه" ص:٥٠ ج ٤، بالإسناد الأول وقال: العلاء بن يزيد: منكر الحديث، ورواه بالإسناد الثاني وقال: لا يتابع عليه، سمعت ابن حماد يذكره عن البخاري اهـ.

وقال الهيثمي في "الزوائد": ص٣٨ ج ٣: محبوب بن هلال، قال الذهبي: لا يعرف، وحديثه منكر اهـ.

ذكر الحافظ بن كثير الطريق الأول في "تفسيره" وقال: العلاء بن محمد متهم بالوضع، وذكر الطريق الثاني،

نہیں ہے، چنانچہ اس سے تعارض نہیں کیا جارہا۔

وقال: محبوب بن هلال، قال أبو حاتم الرازي: ليس بالمشهور، ثم قال: روى هذا من طريق أخرى، تركناها اختصارا، وكلها ضعيفةاهـ.

وقال ابن قيم في "الهدى" ص١٤٣: روى أن النبي صلى الله عليه وسلم [كذا في الأصل، وفي زاد المعاد: وقد روي عنه أنه صلى] على معاوية بن معاوية الليثي، وهو غائب، ولكن لا يصح، لأن في إسناده العلاء بن زياد، قال علي بن المديني كان يضع الحديث اهـ.

ذكر الحافظ في "الإصابة" قصة معاذ من حديث أبي أمامة، وأنس،وابن المسيب، والحسن البصري، ثم قال: قال ابن عبد البر: أسانيد هذه الأحاديث ليست بالقوية، ولو أنها في الأحكام لم يكن في شيء منها حجة، ومعاوية ابن مقرن المزني معروف، هو وإخوته، وأما معاوية بن معاوية، فلا أعرفه اهـ.

قال الشوكاني في "النيل": قال الذهبي: لا نعلم في الصحابة معاوية بن معاوية اهـ.

وقال النووي في "شرح المهذب": ص٢٥٣ ج : هو حديث ضعيف، ضعفه الحافظ، الخ". (نصب الراية: ٢/٢٨٤، رقم:٣١٠٩،ت:محمدعوامه،دارالقبلة للثقافة الإسلامية ـ جده،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.)

روایت نمبر (۴۲)

روایت: ”آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب میری امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ پانچ چیزوں کو محبوب رکھیں گے اور پانچ چیزوں کو بھلادیں گے۔۔۔“۔

روایت کا مصدر

یہ روایت ”منبہات ابن حجر“[۱] میں ان الفاظ سے موجود ہے:

”وقال النبي عليه السلام: سيأتي زمان على أمتي يحبون خمسا وينسون خمسا،يحبون الدنيا وينسون العقبى، ويحبون الدور وينسون القبور، ويحبون المال وينسون الحساب، ويحبون العيال وينسون الحور، ويحبون النفس وينسون الله، هم مني برآء وأنا منهم بريء“.

نبی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ میری امت پر عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ پانچ چیزوں کو محبوب رکھیں گے اور پانچ چیزوں کو بھلادیں گے: دنیا سے محبت رکھیں گے اور آخرت کو بھلادیں گے، گھروں سے محبت کریں گے اور قبروں کو بھلادیں دیں گے، مال سے محبت کریں گے اور حساب کو بھلادیں گے، گھر کے لوگوں سے محبت کریں گے اور حوروں کو بھلادیں گے، نفس کو درست رکھیں گے

---

[۱] منبہات ابن حجر:ص:۴۳،در مطبع مصطفائی .
واضح رہے کہ مذکورہ کتاب ”المنبہات“ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے مشہور ہے، لیکن شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارن پور حضرت مولانا محمد یونس جون پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس انتساب کا رد کیا ہے،اور لکھا ہے کہ یہ نہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور نہ ہی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی،بلکہ احمد بن محمد حجری نام کے کسی مصنف کی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے
(اليواقيت الغالية:١/٤٤٢،ترتيب:محمد أيوب سورتي،مجلس دعوة الحق ـلستر،ط:١٤٢٩هـ.)

اور اللہ تعالیٰ کو بھلادیں گے، یہ لوگ مجھ سے بری ہیں اور میں ان سے بری ہوں۔

یہ روایت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "مکاشفۃ القلوب"[1] میں نقل کی ہے، دونوں مقامات پر الفاظ کا کچھ فرق بھی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو۔

---

[1] مکاشفة القلوب: ص:۳۷، ت: أحمد جاد، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ١٤٢٥هـ.
"مکاشفۃ القلوب" کے الفاظ یہ ہیں: "وقال رسول الله: سيأتي زمان على أمتي يحبون خمسا وينسون خمسا، يحبون الدنيا وينسون الآخرة، ويحبون المال وينسون الحساب، ويحبون الخلق وينسون الخالق، ويحبون الذنوب وينسون التوبة، ويحبون القصور وينسون القبور".

روایت نمبر(۴۳)

ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ چوتھا کلمہ پڑھنے سے ہر رکعت پر ایک سال کی عبادت کا ثواب

روایت: ”جو آدمی ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ چوتھا کلمہ ”لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، يحيي ويميت وهو حي لا يموت أبدا أبدا، ذوالجلال والإكرام، بيده الخير، وهو على كل شيء قدير“. پڑھے گا تو اس کو اللہ تعالی ہر رکعت پر ایک سال کی عبادت کا ثواب عطاء فرمائے گا“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر(۴۴)

روایت: "من لم يتورع في تعلمه ابتلاه الله بأحد ثلاثة أشياء ...".

جو شخص علم سیکھنے کے زمانے میں پرہیز گاری اختیار نہیں کرتا تو اللہ تعالی اسے تین اشیاء میں سے کسی ایک مصیبت میں گرفتار کر دیتے ہیں۔

روایت کا مصدر

اس روایت کو علامہ برہان الدین زرنوجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تعليم المتعلم"[1] میں بلاسند ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"من لم يتورع فی تعلمه ابتلاه الله تعالى بأحد ثلاثة أشياء: إما أن يميته فی شبابه، أو يوقعه فی الرساتيق، أو يبتليه بخدمة السلطان".

جو شخص علم سیکھنے کے زمانے میں پرہیز گاری اختیار نہیں کرے گا تو اللہ تعالی اسے تین اشیاء میں سے کسی ایک مصیبت میں مبتلاء کر دیں گے: یا وہ جوانی میں مر جائے گا، یا اللہ تعالی اسے دیہاتوں میں جاڈالیں گے، یا بادشاہ کی خدمت کے ذریعے آزمائش میں ڈال دیں گے۔

مذکورہ روایت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "حاشية الطحطاوي على الدر المختار"[2] میں علامہ زرنوجی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کی ہے۔

---

[1] تعليم المتعلم:ص:١٢٦،ت:مروان قباني،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

[2] حاشية الطحطاوي على الدر المختار: ٢٧/١،مكتبة رشيدية ـ كوئتة .

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ۲۵

روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر ہزار رکعات نفل کا ثواب

روایت: ”جو شخص روزانہ دو سو دفعہ سورۂ اخلاص باوضوء پڑھے گا اسے ہزار رکعات نفل پڑھنے کا ثواب ملے گا“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر ۲۶

روایت: ”أخي يوسف أصبح، وأنا أملح“.
آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: میرے بھائی یوسف زیادہ صباحت والے ہیں، اور میں زیادہ ملاحت والا ہوں۔

روایت کا مصدر

یہ روایت علامہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے اپنے ”مکتوبات“[۱] میں، علامہ محدث محمد عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۰۷۳ھ) نے ”مدارج النبوۃ“[۲] میں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۷۴ھ) نے ”الدر الثمین“[۳] میں، علامہ محمد ثناء اللہ مظہری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی

---

[۱] مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (مترجم): دفتر دوم: ص:۳۸، دفتر سوم: ص:۳۱۷، زوار اکیڈمی - کراچی، ۲۰۱۴ء.

[۲] مدارج النبوة (مترجم) :ص: ۲۰، ترجمة: مفتي غلام معين الدين نعيمي، ممتاز اکیدمي ـ لاهور.

[۳] انظر: رسائل شاه ولي الله دهلوي (فيه الدر الثمين) :ص: ۲۵٤، مترجم: محمدفاروق القادري، تصوف فاؤنديشن ـ لاهور باكستان، الطبعة ۱٤۲۰هـ.

”در الثمین“ کی عبارت یہ ہے: ”**جمال محمدی:** میرے والد گرامی نے بتایا کہ مجھے آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ”أنا املح وأخي يوسف أصبح“ میں ملیح ہوں جب کہ میرے بھائی یوسف علیہ السلام صبیح تھے، مجھے اس کے معنی و مفہوم میں پریشانی ہوئی، اس لئے کہ صباحت کے مقابلے میں ملاحت عاشقوں کے لئے زیادہ بے قراری کا باعث بنتی ہے، جبکہ صورت یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں مصر کی عورتوں کا ہاتھ کاٹ لینا اور بعض لوگوں کا جمالِ یوسفی کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو جانا ایک امر واقعہ ہے، مگر ہمارے حضرت ﷺ کے بارے میں ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے، تردد کے دوران مجھے آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے اس بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا اللہ نے غیرت کی بنا پر میرا حقیقی جمال لوگوں سے مخفی رکھا ہے، اگر میرا اصلی حسن و جمال ظاہر ہو جائے تو لوگ اس سے کہیں زیادہ کر گزریں جو انہوں نے حسنِ یوسفی کو دیکھ کر کیا تھا۔

یہی واقعہ حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اوجز المسالک“ میں ”الدر الثمین“ کے حوالے سے ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

”قلت: وذكره شيخ مشايخنا الشاه ولي الله الدهلوي في الحديث العشرين من ”الدر الثمين“، قال: أخبرني سيدي الوالد، قال: بلغني أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أنا أملح، وأخي يوسف أصبح. فتحيرت في معناه، لأن الملاحة توجب قلق العشاق أكثر من الصباحة، وقد روي في قصة سيدنا يوسف عليه السلام

۱۲۲۵ھ) نے اپنی "تفسیر"[۱] میں، اور علامہ عمر بن احمد آفندی خَرپُوتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی۱۲۹۹ھ) نے "شرح الخربوتي على البردة المسمى عصيدة الشهدة"[۲] میں بلاسند نقل کی ہے، تفسیر مظہری کے الفاظ یہ ہیں:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أخي يوسف أصبح، وأنا أملح". میرے بھائی یوسف زیادہ صباحت والے ہیں، اور میں زیادہ ملاحت والا ہوں۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اورجب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ: اس باب میں ذخیرہ احادیث میں ایک صحیح حدیث ملتی ہے، جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح"[۳] میں تخریج کیا ہے، ملاحظہ ہو:

أن النساء قطعن أيديهن حين رأينه، وأن الناس ماتوا عند رؤيته، ولم يرو عن نبينا صلى الله عليه وسلم من هذا الباب شيء، فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، فسألته عن ذلك، فقال: جمالي مستور عن أعين الناس غيرة من الله عز وجل، ولو ظهر لفعل الناس أكثر مما فعلوا حين رأوا يوسف عليه السلام". (أوجز المسالك:٢٢٢/١٦،ت:تقي الدين الندوي،دارالقلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.)

[۱] تفسير مظهري:١٩٢/٥،ت:غلام نبي التونسوي،مكتبة الرشيد ـ الباكستان،الطبعة ١٤١٢هـ.

[۲] شرح الخَرْبُوْتِيْ على البردة:ص: ٨٠،نور محمد آرام باغ ـ كراتشي باكستان .

"شرح الخربوتی" کے الفاظ یہ ہیں: "وقوله عليه السلام:حين سئل عن حسن يوسف وحسنه عليه السلام (أنا أملح)".

[۳] الصحيح لمسلم:ص: ١٨٢٠،رقم: ٢٣٤٠،ت:محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

”حدثنا سعيد بن منصور، حدثنا خالد بن عبد الله، عن الجُرَيْرِيْ، عن أبي الطفيل، قال: قلت له: أرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: نعم، كان أبيض، مليح الوجه“.

جُرَیْرِی کہتے ہیں کہ میں نے ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید تھا، چہرے پر ملاحت تھی۔

روایت نمبر ۲۷

روزانہ دو سو مرتبہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر تین سو رزق کے دروازوں کا کھلنا

روایت: ”جو شخص روزانہ دو سو مرتبہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھے گا اللہ تعالی اس کے لئے تین سو رزق کے دروازے کھولے گا، اور اللہ تعالی اسے غیب سے رزق دے گا“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۲۸)

روایت: آپ ﷺ کا جنت کی سیر کرنا، اور جنت کی چار نہروں کو دیکھنا جو کہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سے اس طرح نکل رہی ہیں کہ بسم اللہ کی "میم" سے پانی کی نہر، اور لفظِ اللہ کی "ھ" سے دودھ کی نہر، اور الرحمن کی "میم" سے شراب کی نہر، اور الرحیم کی "میم" سے شہد کی نہر نکل رہی ہے۔

روایت کا مصدر

علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۲۷ھ) "روح البیان"[۱] میں لکھتے ہیں:

"وفي الخبر أن النبي عليه السلام قال: ليلة أسري بي إلى السماء، عرض علي جميع الجنان، فرأيت فيها أربعة أنهارا: نهرا من ماء، ونهرا من لبن، ونهرا من خمر، ونهرا من عسل، فقلت: يا جبريل! من أين تجيء هذه الأنهار وإلى أين تذهب؟ قال: تذهب إلى حوض الكوثر، ولا أدري من أين تجيء، فادع الله تعالى ليعلمك أو يريك، فدعا ربه، فجاء ملك، فسلم على النبي عليه السلام، ثم قال: يا محمد! غمض عينيك، قال: فغمضت عيني، ثم قال: افتح عينيك، ففتحت فاذا أنا عند شجرة، ورأيت قبة من درة بيضاء، ولها باب من ذهب أحمر وقفل، لو أن جميع ما في الدنيا من الجن والانس وضعوا على تلك القبة لكانوا مثل طائر جالس على جبل.

---

[۱] روح البيان: ۹/۱، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

فرأيت هذه الأنهار ألاربعة تخرج من تحت هذه القبة، فلما أردت ان أرجع، قال لي ذلك الملك: لم لا تدخل القبة؟ قلت: كيف أدخل؟ وعلى بابها قفل لا مفتاح له عندي، قال: مفتاحه بسم الله الرحمن الرحيم، فلما دنوت من القفل، وقلت: بسم الله الرحمن الرحيم، انفتح القفل، فدخلت في القبة، فرأيت هذه الأنهار تجري من أربعة أركان القبة، ورأيت مكتوبا على أربعة أركان القبة بسم الله الرحمن الرحيم، ورأيت نهر الماء يخرج من ميم بسم الله، ورأيت نهر اللبن يخرج من هاء الله، ونهر الخمر يخرج من ميم الرحمن، ونهر العسل من ميم الرحيم.

فعلمت أن أصل هذه الأنهار الأربعة من البسملة، فقال الله عز وجل: يا محمد! من ذكرني بهذه الأسماء من أمتك بقلب خالص من رياء، وقال بسم الله الرحمن الرحيم، سقيته من هذه الأنهار".

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی، تمام جنتیں مجھے دکھائی گئیں، تو میں نے جنت میں چار نہریں دیکھیں: پانی، دودھ، شرابِ طہور، اور شہد کی نہریں، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ نہریں کہاں سے نکلتی ہیں اور کہاں جاتی ہیں؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ حوضِ کوثر کی طرف جاتی ہیں، اور کہاں سے نکلتی ہیں، یہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے، آپ اللہ تعالی سے دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالی آپ کو بتلادے یا دکھلا دے، نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالی سے دعا فرمائی، تو ایک فرشتہ آیا اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا، اور پھر کہا: اے محمد ﷺ! اپنی آنکھیں بند کیجئے، پس میں نے اپنی آنکھیں بند کیں،

پھر کہا کہ کھولئے، جب میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو میں ایک درخت کے پاس تھا، اور دیکھا کہ سفید موتیوں کا ایک قبہ اور اس پر سونے کا دروازہ تھا، اس پر تالا لگا ہوا تھا، قبہ اتنا بڑا تھا کہ تمام انسان و جنات اگر اس قبہ پر رکھ دیئے جائیں تو ایسا معلوم ہو کہ ایک پرندہ ایک پہاڑ پر بیٹھا ہے۔

پھر میں نے دیکھا یہ چاروں نہریں اس قبہ سے نکل رہی ہیں، میں نے ارادہ کیا کہ وہاں سے واپس لوٹوں، تو اس فرشتہ نے کہا کہ کیا آپ اس قبہ میں داخل نہیں ہوں گے؟ میں نے کہا: میں کیسے داخل ہوں؟ اس کے دروازے پر تالا لگا ہوا ہے، میرے پاس اس کی کنجی نہیں ہے، فرشتہ نے کہا کہ اس کی کنجی ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' ہے، جب میں نے اس کے قریب جاکر ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھی، تو تالا کھل گیا، میں اس قبہ میں داخل ہوا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ چاروں نہریں اس قبہ کے کونوں سے نکل رہی ہیں، اور میں دیکھتا ہوں کہ قبے کے چاروں کونوں پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی ہے، اور میں دیکھتا ہوں کہ بسم اللہ کی ''میم'' سے پانی کی نہر، اور لفظِ اللہ کی ''ھ'' سے دودھ کی نہر، اور الرحمن کی ''میم'' سے شراب کی نہر، اور الرحیم کی ''میم'' سے شہد کی نہر نکل رہی ہے۔

میں جان گیا کہ یہ چاروں نہریں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' سے نکلتی ہیں، اس کے بعد اللہ تعالی نے فرمایا: اے محمد! آپ کی امت میں جو شخص خلوصِ دل سے بغیر ریاکاری کے میرے اس نام سے مجھے یاد کرے گا، اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے گا تو میں ضرور ان نہروں سے اسے سیراب کروں گا۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت علامہ عثمان بن حسن بن احمد شاکر خوبوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۴۱ھ) نے "درة الناصحين"[1] میں، علامہ جعفر برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح المولد النبوي"[2] میں اور علامہ عبد الرحیم بن احمد قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے "دقائق الأخبار في ذكر الجنة والنار"[3] میں ذکر کی ہے، جبکہ علامہ محمد حقی نازلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۱ھ) نے "خزينة الأسرار"[4] میں "دقائق الاخبار" اور "روح البیان" کے حوالے سے ذکر کی ہے، اسی طرح علامہ سید ابو بکر بن محمد شطا دِمیاطی بَکری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۰ھ) نے "كفاية الأتقياء ومنهاج الأصفياء"[5] میں اسے ذکر کیا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] درة الناصحين: ص: ٢٤٨، فيضي كتب خانة ـ كوئتة .

[2] شرح المولد النبوي: ص: ٧، المطبعة الميمنية ـ مصر .

[3] دقائق الأخبار: ص: ٣٧، المطبعة الميمنية ـ مصر، الطبعة ١٣٠٦هـ .

[4] خزينة الأسرار: ص: ٨٨، المطبعة الخيرية، الطبعة ١٣٠٩هـ .

[5] كفاية الأتقياء: ص: ٤، المطبعة الخيرية ـ مصر، الطبعة ١٣٠٣هـ .

روایت نمبر ④⑨

روایت: خاوند کی تابعدار بیوی کے لئے پرندوں کا ہواؤں میں، مچھلیوں کا پانی میں، فرشتوں اور شمس وقمر کا آسمان میں استغفار کرنا، اور خاوند کی نافرمان بیوی پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام انسانوں کا لعنت کرنا۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۴ھ) "الزواجر"[1] میں لکھتے ہیں:

"وروي عنه صلى الله عليه وسلم في أنه قال: يستغفر للمرأة المطيعة لزوجها الطير في الهواء، والحيتان في الماء، والملائكة في السماء والشمس والقمر ما دامت في رضا زوجها، وأيما امرأة عصت زوجها فعليها لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، وأيما امرأة كلحت في وجه زوجها فهي في سخط الله إلى أن تضاحكه وتسترضيه، وأيما امرأة خرجت من دارها بغير إذن زوجها لعنتها الملائكة، حتى ترجع".

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ اپنے خاوند کی تابعدار عورت کے لئے پرندے ہواؤں میں، مچھلیاں پانی میں، فرشتے آسمان میں، نیز شمس و قمر استغفار کرتے رہتے ہیں، جب تک وہ اپنے خاوند کو راضی رکھے، اور جو عورت اپنے خاوند کی نافرمان ہو تو اس پر اللہ، اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو، اور جو عورت اپنے خاوند کے سامنے تیور چڑھالے تو وہ اس وقت تک اللہ تعالی کی ناراضگی میں

[1] الزواجر عن اقتراف الكبائر:٤٠/٢،مطبعة حجازي ـ القاهرة،الطبعة١٣٥٦هـ.

رہتی ہے، جب تک کہ اپنے خاوند کو ہنسا کر راضی نہ کر لے، اور جو عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نکلے تو اس پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے گھر واپس آجائے۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الکبائر"[1] کے بعض نسخوں میں اسی طرح بلا سند ہے، لیکن بعض دیگر محقق نسخہ[2] میں نہیں ہے، نیز علامہ ابو حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۴۵ھ) نے بھی تفسیر "البحر المحیط"[3] میں یہ یہ روایت اختصاراً نقل کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت ان الفاظ سے سنداً نہیں ملی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے ان الفاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] كتاب الكبائر للذهبي:ص:١٧٥،دار الندوة الجديدة ـ بيروت .

[2] انظر كتاب الكبائر للذهبي:ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة الفرقان،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[3] البحر المحيط:٦٢٥/٣،ت:صدقي محمد جميل،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤٣١هـ.

"بحر المحیط" کی عبارت ملاحظہ ہو: "روي في الحديث: يستغفر للمرأة المطيعة لزوجها الطير في الهواء، والحيتان في البحر، والملائكة في السماء، والسباع في البراري".

روایت نمبر ۳۰

روزانہ نمازِ فجر کے بعد دس مرتبہ درودِ ابراہیمی پڑھنے پر بندہ کی روح کا نبیوں اور صدیقین کی طرح نکلنا، پل صراط سے گزرنے میں آسانی، اور فرشتہ کا سجدہ میں سر رکھ کر اس کو جنت میں داخل کروانا

روایت: ”روزانہ نمازِ فجر کے بعد دس مرتبہ درود شریف ”اللّٰهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد“. پڑھنے سے، بندہ کی روح نبیوں اور صدیقین کی طرح نکالی جائے گی، پل صراط سے گزرنے میں آسانی ہوگی، فرشتہ سجدہ میں سر رکھ کر اس کو جنت میں داخل کروائے گا، حوضِ کوثر پر پانی پینے میں مدد کی جائے گی“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۳۱)

روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر تین سو رحمت کے دروازوں کا کھلنا

روایت: ”جو شخص روزانہ دو سو دفعہ سورۂ اخلاص باوضوء پڑھے گا اللہ رب العزت اس کے لئے تین سو رحمت کے دروازے کھول دیں گے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر(۳۲)

روایت: عید کے دن تین سو مرتبہ "سبحان الله وبحمده" پڑھ کر مسلمان مُردوں کو بخشنے پر ان کی قبروں میں ایک ہزار نور کا داخل ہونا۔

روایت کا مصدر

علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ "نزهة المجالس"[1] میں لکھتے ہیں:

"عن النبي صلى الله عليه وسلم: من قال سبحان الله وبحمده يوم العيد ثلث مائة مرة وأهداها لأموات المسلمين، دخل في كل قبر ألف نور، ويجعل الله في قبره إذا مات ألف نور".

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص عید کے دن تین سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھ کر مسلمان مُردوں کو ہدیہ کرے گا تو ان مُردوں میں سے ہر ایک کی قبر میں ہزار نور داخل ہوں گے، نیز یہ پڑھنے والا جب خود مرے گا تو اللہ تعالی اس کی قبر میں بھی ہزار نور داخل کرے گا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "مكاشفة القلوب"[2] میں یہ روایت بلاسند نقل کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اَتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی،

---

[1] نزهة المجالس: ۱۷۱/۱، دار الفكر ـ بيروت.

[2] مكاشفة القلوب: ص: ۳۸٦، ت: أحمد جاد، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ۱٤۲٥هـ.

اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو۔

روایت نمبر(۳۴)

روایت: ” قلبك لي فلا تدخل فيه حب غيري، ولسانك لي فلا تذكر به أحدا غيري، وبدنك لي فلا تشغله بخدمة غيري، وإن أردت شيئا فلا تطلبه إلا مني “.

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرا دل میرے لئے ہے تو میرے غیر کی محبت اس میں داخل نہ کر، اور تیری زبان میرے لئے ہے تو اس سے میرے کسی غیر کو یاد نہ کر، اور تیرا بدن میرے لئے ہے تو اُسے میرے غیر کی خدمت میں مشغول نہ کر، اور جب تجھے کوئی چیز چاہیے ہو تو مجھ ہی سے مانگ۔

روایت کا مصدر

یہ روایت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مفاتیح الغیب“[1] میں سورہ فلق کی تفسیر میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

”كأن الحق قال لمحمد عليه السلام....“. گویا کہ حق تعالیٰ نے محمد علیہ السلام سے یوں کہا ہے۔۔۔“۔

اس کے بعد مندرجہ بالا الفاظ نقل کئے ہیں۔

روایت کا حکم

الحاصل زیرِ بحث الفاظ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا تفسیری کلام ہے، یہ

[1] مفاتيح الغيب: ۱۹۰/۳۲، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۱ھـ.

الفاظ سنداً حدیث، بلکہ اسرائیلی روایات میں بھی باوجود تلاش کے نہیں ملے، اس لئے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی جانب اسے منسوب کرنا سند ملنے تک موقوف رکھا جائے۔

روایت نمبر (۴۴)

روایت: "من لم يملك عينه فليس القلب عنده".
جس شخص کی آنکھ اس کے قبضے میں نہیں ہے،
اس کا دل بھی اس کے قابو میں نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے "مکتوبات"[1] میں تحریر فرماتے ہیں:

"مولانا یار محمد بھولے نہیں ہوں گے کہ ایک مدت تک قلب حس (ادراک) کے تابع رہتا ہے پس لا محالہ جو کچھ حس سے دور ہے وہ قلب سے بھی دور ہے، حدیث شریف: "من لم يملك عينه فليس القلب عنده" (جس شخص کی آنکھ اس کے قبضے میں نہیں ہے، اس کا دل بھی اس کے قابو میں نہیں ہے) اس حدیث میں اس مرتبہ کی طرف اشارہ ہے، اور نہایتِ کار (سلوک کی انتہا) میں جب قلب حس کی تابعداری میں نہیں رہتا تو حس کی دوری قلب کی نزدیکی میں اثر انداز نہیں ہوتی۔۔۔"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] مكتوبات حضرت مجدد ألف ثاني: ۳۰۳/۱، مترجم: سيد زوّار حسين شاه، زوّار أكيدمي ـ كراتشي.

روایت نمبر ۳۵

روایت: ”إن الشاب المؤمن لو يقسم على الله تعالى لأبره“.

اگر مومن نوجوان اللہ تعالیٰ پر کسی بات کی قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو ضرور پورا فرماتے ہیں۔

حکم: حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت کے مطابق یہ الفاظ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو الولید عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اس لئے اسے صرف انہی کی جانب منسوب کرنا چاہیے، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ ”علل الحديث“[1] میں فرماتے ہیں: ”وسألت أبي عن حديث رواه هشام بن عمار، عن ابن عياش، عن ضمضم بن زرعة، عن شريح بن عبيد، عن عتبة بن عبد، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الشاب المؤمن لو أقسم على الله، لأبره، قال أبي: إنما هو موقوف“.

میں نے اپنے والد سے اس سند ہشام بن عمار، عن عیاش، عن ضمضم، عن شریح بن عبید، عن عتبۃ بن عبد سے منقول روایت: ”اگر مومن نوجوان اللہ تعالی پر کسی بات کی قسم کھالے تو اللہ تعالی اس کی قسم کو ضرور پورا فرماتے ہیں“، کے بارے میں پوچھا، تو والد نے کہا کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

---

[1] علل الحديث لابن أبي حاتم:١٠٨/٥،رقم:١٨٤٢،ت:خالد بن عبدالرحمن،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ "علل الحدیث"[1] میں اسے مرفوعاً تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "إنما هو موقوف". یہ موقوف روایت ہے۔

اہم فائدہ:

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ یہ موقوف روایت ہے، یعنی سند میں موجود صحابی ابو الولید عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ (المتوفی ۸۷ھ) نے یہ بات کہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں ہے، اسی طرح امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الشامیین"[2] میں اور امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے "الزھد"[3] میں، اور امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے "الزھد"[4] میں اسے صحابی رسول ابو الولید عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر تخریج کیا ہے۔

روایت کا حکم

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت کے مطابق یہ الفاظ صحابئ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو الولید عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اس لئے اسے صرف انہی کی جانب

---

[1] علل الحديث لابن أبي حاتم:۱۰۸/۵،رقم:۱۸٤۲،ت:خالد بن عبدالرحمن،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[2] مسند الشاميين:٤٢٩/٢،رقم:١٦٢٩،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالةـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ..

[3] الزهد لابن المبارك:ص:١١٧،رقم:٣٤٨،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،مؤسسةالريان ـ بيروت .

[4] الزهد لأبي داؤد:ص:٣٣٩،رقم:٤١٠،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،دار المشكاة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

منسوب کرنا چاہیے، اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

اہم نوٹ:

زیرِ بحث روایت سے ملتا جلتا مضمون امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح''[1] میں تخریج کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''حدثني محمد بن سلام، أخبرنا الفزاري، عن حميد، عن أنس رضي الله عنه، قال: كسرت الرُبَيِّع وهي عمة أنس بن مالك ثنية جارية من الأنصار، فطلب القوم القصاص، فأتوا النبي صلى الله عليه وسلم، فأمر النبي صلى الله عليه وسلم بالقصاص، فقال أنس بن النضر عم أنس بن مالك: لا والله! لا تكسر سنها يا رسول الله! فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا أنس! كتاب الله القصاص، فرضي القوم وقبلوا الأرش، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن من عباد الله من لو أقسم على الله لأبره''.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ان کی پھوپھی رُبَیّع نے انصار کی ایک لڑکی کے سامنے والے دانت توڑ دیئے، تو اس لڑکی کی قوم نے قصاص کا مطالبہ کیا، لڑکی کی قوم نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آئی، چنانچہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قصاص کا حکم دیا، انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے جو کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا تھے عرض کیا: نہیں اللہ کی قسم، یارسول اللہ! اس (رُبَیّع) کے دانت نہیں توڑے جائیں گے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

---

[1] الصحيح للبخاري:٥٢/٦،ت:محمد زهير بن ناصر الناصر،دار طوق النجاة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

نے ارشاد فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب کا فیصلہ قصاص ہے، اسی دوران قوم راضی ہوگئی اور دیت قبول کرلی، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کے کچھ ایسے بندے بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالی پر کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ تعالی ان کی قسم کو ضرور پورا فرماتے ہیں۔

روایت نمبر ۳۶

روزانہ نمازِ ظہر کے بعد ۱۰۰ مرتبہ:
"أللّهم صل علی محمد وعلی آله وبارك وسلم"
پڑھنے پر غیب کے خزانوں سے قرض کی ادائیگی، اور گناہ پر عذاب کا نہ ہونا

روایت: جو روزانہ نماز ظہر کے بعد ۱۰۰ مرتبہ "أللّهم صل علی محمد وعلی آله وبارك وسلم" پڑھے گا، کبھی مقروض نہ ہو گا، غیب کے خزانوں سے اللہ تعالی اس کا قرض پورا کر دے گا، اس کے گناہ پر عذاب نہیں دیا جائے گا۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو۔

روایت نمبر ۴۷

روایت: کوئی جاندار کسی کو کھاتا دیکھے اور اس سے ہمدردی نہ کی جائے تو کھانے والا ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی کوئی دوا نہ ہوگی

روایت: ”من أكل وذو عينين ينظر اليه ولم يواسه ابتلي بداء لا دواء له“. جو شخص کھانا کھا رہا ہو اور کوئی ذو چشم جاندار اسے دیکھ رہا ہو، پھر وہ اس سے کوئی ہمدردی کا برتاؤ نہ کرے، تو اس شخص کو ایسے مرض میں مبتلا کردیا جائے گا، جس کی کوئی دوا نہ ہوگی۔

روایت کا مصدر

یہ روایت علامہ اسماعیل استنبولی حقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”روح البیان“[1] میں ان الفاظ سے لکھی ہے:

”واما إذا وجد أحدا فلم يشاركه فيما أكله فقد جاء الوعيد فى حقه كما قال عليه السلام: من أكل وذو عينين ينظر إليه، ولم يواسه ابتلي بداء لا دواء له“.

اگر کوئی شخص کسی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک نہ کرے تو اس کے بارے میں وعید آئی ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص کھانا کھا رہا ہو اور کوئی ذو چشم جاندار اسے دیکھ رہا ہو، پھر وہ اس سے کوئی ہمدردی کا برتاؤ نہ کرے، تو اس شخص کو ایسے مرض میں مبتلا کردیا جائے گا، جس کی کوئی دوا نہ ہوگی۔

---

[1] روح البيان:٦/ ١٨٢،دار إحياء التراث العربى ـبيروت.

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو۔

روایت نمبر ۳۸

روایت: "علامة إعراض الله تعالى عن العبد اشتغاله بما لا يعنيه". بندہ کا غیر ضروری باتوں میں مشغول ہونا بندہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے منہ پھیر لینے کی علامت ہے۔

حکم: یہ روایت ہمیں مرفوعاً سنداً نہیں مل سکی ہے، اس لئے سند ملنے تک آپ ﷺ کی جانب منسوب کرنا موقوف رکھا جائے، البتہ بعض حضرات نے اسے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۰ھ) اور حضرت غَرِیف یمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر نقل کیا ہے، اس لئے اسے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غَرِیف یمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۸ھ) کے قول کے طور پر نقل کرنا چاہیے۔

روایت کا مصدر

حجۃ الاسلام ابو حامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب رسالہ "خلاصة التصانيف في التصوف"[1] میں یہ روایت ان الفاظ سے موجود ہے:

"أيها الولد! كل نصائح الأولين والآخرين في مقالات سيد المرسلين مكتوبة للعالمين، وكل منها يفيد فائدة تامة، فمنها هذا الحديث وهو: علامة إعراض الله عن العبد اشتغاله بما لا يعنيه، وإن

[1] انظر مجموعة رسائل الإمام الغزالي:ص:۱۷۹،ت:إبراهيم أمين محمد،المكتبة التوفيقية ـ القاهرة.
یہی روایت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب رسالہ "أيها الولد" میں بھی موجود ہے، دیکھئے: مجموعہ رسائل امام غزالی:ص:۲۷۵۔

امرأ ذهبت ساعة من عمره في غير ما خلق له لجدير أن يطول عليه حسرته، ومن جاوز الأربعين ولم يغلب خيره شره فليتجهز إلى النار".

اے بیٹے! سید المرسلین کے مقالات میں اولین و آخرین کی تمام نصیحتیں جہان والوں کے لئے لکھی ہوئی ہیں، اور ان میں سے ہر ایک نصیحت مکمل فائدہ دیتی ہے، ان نصیحتوں میں سے ایک نصیحت یہ حدیث ہے: بندہ کا غیر ضروری باتوں میں مشغول ہونا بندہ کی طرف سے اللہ تعالی کے منہ پھیر لینے کی علامت ہے، اور کسی بھی شخص کی زندگی سے ایک گھڑی اس چیز کے علاوہ چلی جائے جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے تو یہ شخص اس بات کے لائق ہے کہ اس کی حسرت اس پر طویل ہو جائے، اور جس شخص کی عمر چالیس سال سے تجاوز کر جائے اور اس کی نیکیاں اس کی برائی پر غالب نہ ہوں تو وہ جہنم کی تیاری کر لے۔

یہی روایت علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۲۷ھ) نے بھی "روح البیان"[1] میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔

اہم فائدہ: بعض مصادر میں یہ الفاظ (علامة إعراض الله عن العبد اشتغاله بما لا يعنيه) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت غَرِیف یمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر نقل کئے گئے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۸ھ) کا قول

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۳ھ) "التمهيد"[2] میں فرماتے ہیں:

---

[1] روح البيان: ٣٦٣/١،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .

[2] التمهيد: ٣٢٨/٦،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

"وروى أبو عبيدة، عن الحسن، قال: من علامة إعراض الله عز وجل عن العبد أن يجعل شغله فيما لا يعنيه".

ابو عبیدہ حسن رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ بندہ کا غیر ضروری باتوں میں مشغول ہونا بندہ کی طرف سے اللہ تعالی کے منہ پھیر لینے کی علامت ہے۔

بعض دیگر مصادر

یہ روایت حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر علامہ ابو علی حسن بن احمد بن عبد اللہ بن بناء حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۷۱ھ) نے "الرسالة المغنية في السكوت ولزوم البيوت"[1] میں، فقیہ امام ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۰ھ) نے "الأحاديث المائة"[2] میں، حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۹۵ھ) نے "جامع العلوم والحكم"[3] میں، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۴ھ) نے "المعين على تفهم الأربعين"[4] میں، حافظ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۴ھ) نے "الفتح المبين"[5] میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الشفا"[6] میں، اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الموطا"[7] میں نقل کی ہے۔

---

[1] الرسالة المغنية: ص: ٦٢، ت: عبد الله بن يوسف الجديع، دار العاصمة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
[2] الأحاديث المائة: ص: ٧٠، مخطوط.
[3] جامع العلوم والحكم: ٢٩٤/١، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثامنة ١٤١٩هـ.
[4] المعين على تفهم الأربعين: ص: ١٩٦، ت: دغش بن شبيب العجمي، مكتبة أهل الأثر ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
[5] الفتح المبين: ص: ٣٠٢، ت: أحمد جاسم محمد المحمد، دار المنهاج ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
[6] شرح الشفا: ١٩٧/١، ت: عبد الله محمد الخليلي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
[7] شرح الموطا: ٩٤/٤، طبع بالمطبة الخيرية ـ بمصر.

حضرت غَرِیف یمانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابو الشیخ عبد اللہ بن محمد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۶۹ھ) نے "طبقات المحدثين بأصبهان" [1] میں اسے غَرِیف یمانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر تخریج کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا أحمد بن محمود، قال: ثنا أبو طالب بن سوادة، قال: ثني يوسف بن سعيد، قال: سمعت علي بن بكار، يقول: عن سيف اليماني، يقول: إن من علامة إعراض الله عن العبد، أن يشغله بما لا ينفعه".

سیف یمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بندہ کا غیر ضروری باتوں میں مشغول ہونا بندہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے منہ پھیر لینے کی علامت ہے۔

فائدہ: لفظ سیف تصحیف ہے، صحیح غریف ہے۔

حضرت غَرِیف یمانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۵۸ھ) نے "المؤتلف والمختلف" [2] میں اور حافظ ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۸۴۲ھ) نے "توضيح المشتبة" [3] میں تخریج کیا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۸ھ) کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "صفة الصفوة" [4] میں اسے حضرت جنید

---

[1] طبقات المحدثين بأصبهان:٢٩٢/٣،ت:عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[2] المؤتلف والمختلف:١٦٩١/٣،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

[3] توضيح المشتبة:٢٥٣/٦،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت .

[4] صفة الصفوة:٥١٩/١،ت:أحمد بن علي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٣٠هـ.

بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"وعن أبي الطيب بن الفرحان، قال: سمعت الجنيد يقول: علامة اعراض الله عن العبد أن يشغله بما لا يعنيه". جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بندہ کا غیر ضروری باتوں میں مشغول ہونا بندہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے منہ پھیر لینے کی علامت ہے۔

اسی طرح علامہ شہاب الدین محمد بن احمد ابشیہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) نے بھی اسے "المستطرف في كل فن مستظرف"[1] میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ذکر کیا ہے۔

روایت کا حکم

یہ روایت ہمیں مرفوعاً سنداً نہیں مل سکی ہے، اس لئے سند ملنے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا موقوف رکھا جائے، البتہ بعض حضرات نے اسے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۰ھ)، حضرت غَرِیْف یمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر نقل کیا ہے، اس لئے اسے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت غَرِیْف یمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۸ھ) کے قول کے طور پر نقل کرنا چاہیے۔

[1] المستطرف في كل فن مستظرف: ٢١٨/١، دار مكتبة الحياة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

روایت نمبر ۳۹

روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر تین سو غضب کے دروازوں کا بند ہونا

روایت: ”جو شخص روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھے گا اللہ رب العزت اس کے لئے تین سو دروازے غضب کے بند کر دے گا، مثلاً دشمنی، قہر، فتنہ وغیرہ“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ: واضح رہے کہ اس مضمون پر مشتمل ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات میں ملتی ہے، اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کرکے بیان کرسکتے ہیں، ملاحظہ ہو:

”حدثنا يوسف بن عمر، ثنا أبو علي محمد بن الحسن، ثنا أبو بكر البَرْدِيْجِي، ثنا أبو زرعة وأبو حاتم، قالا: ثنا عيسى بن أبي فاطمة ـ رازي ثقة ـ قال: سمعت مالك بن أنس، يقول: إذا نقس بالناقوس اشتد غضب الرحمن عز وجل، فتنزل الملائكة فيأخذون بأقطار

الأرض، فلا يزالون يقرءون قل هو الله أحد، حتى يسكن غضبه عز وجل"[1].

مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ناقوس بجایا جاتا ہے تو رحمن عزوجل کا غصہ بڑھ جاتا ہے، ملائکہ زمین پر اتر کر زمین میں پھیل جاتے ہیں، اور مسلسل "قل هو الله أحد" پڑھتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ رحمٰن عزوجل کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔

[1] من فضائل سورة الإخلاص:ص:٩٤،رقم:٤٩،ت:محمد بن رزق بن طرهوني،مكتبة لينة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

روایت نمبر ۴۰

روایت: "من تقدم قدمه الله".
جو آگے بڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے آگے بڑھا دیتے ہیں۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت سنداً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ: امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح"[1] میں ایک روایت تخریج کی ہے جو متعلقہ باب میں اہم مضمون ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا شيبان بن فروخ، حدثنا أبو الأشهب، عن أبي نضرة العبدي، عن أبي سعيد الخدري، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى في أصحابه تأخرا، فقال لهم: تقدموا فأتموا بي، وليأتم بكم من بعدكم، لا يزال قوم يتأخرون حتى يؤخرهم الله".

حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے صحابہ میں پیچھے ہٹنے کو دیکھا تو فرمایا کہ آگے بڑھو، تم میری اقتداء کرو، اور تمہارے بعد والے تمہاری اتباع کریں، کچھ لوگ پیچھے ہوتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کو پیچھے کر دیتے ہیں۔

---

[1] الصحيح لمسلم: ٣٢٥/١،رقم:٤٣٨،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،دار إحياء الكتب العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

روایات کا مختصر حکم

فصل اول (مفصل نوع)

مختصر حکم	روایت
اس روایت کو محدثین کی ایک جماعت نے مختلف سندوں کے ساتھ صاف من گھڑت کہا ہے، جیسے: حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نیز حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کے ثبوت کی نفی کی ہے، حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی درج بالا ائمہ کے اقوال پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔	① روایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تعزیتی خط۔
پہلی روایت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محتاجِ دلیل، بے سند، اور قطعی طور پر باطل ہے، دوسری روایت علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محض اٹکل سے کہی گئی ہے، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ روایت صحیح نقل اور صاف دلیل کی محتاج ہے، اس لئے	② روایت: ① جمعہ کے دن یا رات کے علاوہ انتقال کرنے والے گناہ گار مسلمان سے جمعہ کے دن اور رات کے آنے پر عذاب اٹھا لیا جاتا ہے، پھر یہ عذاب قیامت تک نہیں لوٹتا ② جمعہ کے دن اور رات میں کافر سے بھی عذاب اٹھا لیا جاتا ہے، مگر اس کے بعد لوٹا دیا جاتا ہے۔

	اسے بھی رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، بعض دیگر روایات تفصیلی تحقیق میں ضرور ملاحظہ فرمائیں۔
③ روایت: ”ما خاب من استخار، ولا ندم من استشار، ولا عال من اقتصد“. جو استخارہ کرے گا وہ نامراد نہیں ہو گا، اور جو مشورہ کرے گا اسے ندامت نہیں ہوگی، اور جو میانہ روی اختیار کرے گا وہ محتاج نہیں ہو گا۔	ابتدائی دو اجزاء یعنی ”ما خاب من استخار، ولا ندم من استشار“ شدید ضعیف ہیں، بیان نہیں کرسکتے، تاہم تیسرا حصہ ”ولا عال من اقتصد“ دیگر ایسی سندوں سے ثابت ہے، جسے فضائل کے باب میں بیان کرسکتے ہیں۔
④ روایت: ”جس نے جنازے کو چاروں جانب سے اٹھایا (کندھا دیا) تو اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹادیں گے“۔	منکر، شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کرسکتے۔
⑤ روایت: ”جب تم کسی شہر جاؤ تو وہاں کی پیاز کھاؤ، بیماریاں تم سے دور کر دی جائیں گی“۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کرسکتے۔
⑥ روایت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک عورت کا زنا، پھر ولدِ زنا کے قتل کا اقرار کرنا، بالآخر اس کی توبہ کا قبول ہونا۔	یہ منکر روایت ہے، اسے محدثین کی ایک جماعت نے من گھڑت تک کہا ہے، بہر صورت آپ ﷺ کی جانب منسوب نہیں کرسکتے۔
⑦ روایت: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! کیا میرا کالا رنگ اور میرے چہرے کی بد صورتی میرے جنت میں داخلے سے مانع ہے“، اس قصہ میں یہ بھی ہے کہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ اپنے نکاح کا سامان خریدنے بازار گئے، جہاں جہاد فی سبیل اللہ کی آواز لگی تو یہ نکاح کا سامان لینے کے بجائے سامانِ جہاد خرید کر جہاد میں شریک ہوئے اور وہاں شہید ہوگئے، اس قصہ کے آخر میں	یہ من گھڑت قصہ ہے، البتہ صحابی رسول ﷺ حضرت جُلَیبِیب رضی اللہ عنہ کا اسی سے ملتا جلتا مشہور واقعہ درست ہے، تفصیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہے کہ ان کی شہادت کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا اس سے چہرا پھیرنا اس وجہ سے تھا کہ میں نے حور عین بیویوں کو دیکھا جو کھلی پنڈلیوں اور آشکارہ پازیب کے ساتھ تیزی سے اس کی جانب آرہی تھیں، چنانچہ میں نے حیاء کی وجہ سے ان سے چہرا پھیر لیا“۔	
⑧ روایت: عبد اللہ بن قلابہ کا شداد کی عجیب و غریب جنت دیکھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کے احوال سنانا، پھر کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کا اُن کی تصدیق کرنا۔	من گھڑت
⑨ روایت: شداد کی جنت کا تفصیلی حال	یہ من گھڑت حکایت ہے۔
⑩ روایت: ”أول من يصلي علي الرب عزوجل...“. ”آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے رب تعالیٰ میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔۔۔“۔ (اردو زبان میں اس کا اسی طرح ترجمہ کیا جاتا ہے، خود راقم الحروف اس سے بری ہے)۔	یہ روایت من گھڑت ہے، واضح رہے کہ ہماری تحقیق روایت کے خاص ٹکڑے ”أول من يصلي علي الرب عزوجل....“. (سب سے پہلے رب تعالی میری نماز جنازہ پڑھیں گے) کی حیثیت سے ہے۔
⑪ روایت: غار ثور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ کا ڈسنا۔	یہ منکر روایت ہے، حتی کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قصہ گو صوفیوں کی گھڑی ہوئی چیز کے مشابہ قرار دیا ہے، اس لئے غار ثور میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ کے ڈسنے کا مشہور واقعہ درست نہیں ہے، البتہ یہ بات درست ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار میں موجود سوراخوں میں اپنا پاؤں داخل کیا تھا تاکہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی موذی جانور نقصان

	نہ پہنچائے۔
⑫ روایت:"لكل شيء عَرُوْس و عَرُوْس القرآن الرحمن". ہر شئی کی دلہن ہوتی ہے، قرآن کی دلہن الرحمن (سورت) ہے۔	شدید ضعیف ہے، نیز علامہ مجد الدین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر قرار دیا ہے، چنانچہ اسے بیان نہیں کر سکتے۔
⑬ روایت: ایک کفن چور کا مردہ عورت سے زنا کرنا، پھر توبہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنا۔	یہ روایت حافظ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثابت نہیں ہے، اور بعض حفاظ نے اسے من گھڑت تک کہا ہے، الحاصل اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔
⑭ روایت: مسنون دعا:"اللّٰهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه، وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه". اے اللہ! ہمیں حق کا حق ہونا دکھا کر اس کی پیروی کی توفیق عطاء کر، اور باطل کا باطل ہونا دکھا کر اس سے بچنے کی توفیق عطاء کر۔	حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں اس روایت کی کسی اصل پر مطلع نہیں ہو سکا ہوں" انتہی، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، البتہ بعض مقامات پر اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر بھی نقل کیا گیا ہے، چنانچہ ان حضرات کی جانب ان کے ذکر کردہ الفاظ سے اسے منسوب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
⑮ روایت: مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قبر کا چین میں ہونا۔	یہ بات درست نہیں، درست بات یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال مدینہ یا اس کے قریب کسی مقام پر ہوا، مدینہ میں ان کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی، پھر وہیں اور بعض روایات کے مطابق بقیع میں ان کو دفن کیا گیا۔

⑯ روایت: صحابی رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر سن کر دعا کرنا: "أللّهم أعمني حتى لا أرى شيئا بعده". اے اللہ! میری بینائی لے لیجئے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد میں کچھ بھی نہ دیکھ سکوں	واضح رہے کہ یہ قصہ عام وخاص کے نزدیک مشہور صحابی عبد اللہ بن زید بن عبدربہ انصاری رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب ہے، یہ وہی صحابی ہیں جنہیں خواب میں اذان دکھائی گئی تھی، پھر انہوں نے کلماتِ اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر عرض کئے تھے، اور یہ حکایت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے فوراً بعد کی ہے، جس میں حضرت عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے مذکورہ کلمات کہے ہیں، لیکن یہ حکایت ہمیں سنداً نہیں ملی، اس لئے اسے سند ملنے تک بیان نہ کریں۔
⑰ روایت: "لكل شيء آفة، وللعلم آفات". ہر چیز کی آفت ہوتی ہے، اور علم کی بہت سی آفتیں ہیں۔	ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ اعلام (بڑے علماء) کا قول ہے، اس لئے اسے علماء کا قول کہہ کر نقل کرنا چاہیے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
⑱ روایت: "المؤمن في المسجد كالسمك في الماء، والمنافق في المسجد كالطير في القفص". مؤمن مسجد میں ایسا ہے جیسے مچھلی پانی میں، اور منافق مسجد میں ایسا ہے جیسے پرندہ پنجرہ میں۔	علامہ نجم الدین غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انتہائی تلاش کے باوجود مجھے یہ روایت حدیث کی کتابوں میں نہیں ملی، اور علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق انہیں اس حدیث کی معرفت نہیں ہے، اور یہ روایت

	مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مشابہ ہے، الحاصل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، البتہ اسے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر بیان کرسکتے ہیں۔
⑲ روایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے سال ہر حاملہ عورت کے گھر لڑکے کا پیدا ہونا۔	اس روایت کو علامہ مَقرِیزِی رحمۃ اللہ علیہ نے قصہ گو لوگوں کی مزین کردہ روایت کہا ہے، اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس میں شدید نکارت ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
⑳ روایت: نیند اچاٹ ہونے کی مشہور دعا: "اللّٰهم غارت النجوم، وهدأت العيون....".	شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔
㉑ روایت: جس میں مختلف ملکوں اور قوموں کی تباہی کے مختلف اسباب بیان کئے گئے ہیں، اس میں یہ بھی ہے: "چین کی تباہی سندھ کی وجہ سے ہوگی"، بعض مقامات پر یہ الفاظ ہیں: "سندھ کی تباہی ہند سے ہوگی، اور ہند کی تباہی چین سے ہوگی"۔	حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت کہا ہے، نیز علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے، اس لئے اسے ذکر کردہ تفصیل کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کرسکتے۔
㉒ روایت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گہوارے میں چاند سے گفتگو کرنا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارے سے چاند کا حرکت کرنا۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کرسکتے۔
㉓ روایت: قبر کا حافظ قرآن کے بارے میں کہنا کہ میں حافظِ قرآن کا گوشت کیسے کھاسکتی ہوں جبکہ اس کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کرسکتے۔

㉔ روایت: ”الغناء رقية الزناء“. گانا زنا کا منتر ہے۔	یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قول نہیں ہے، بلکہ مشہور قول کے مطابق یہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔
㉕ روایت: ہر صبح دس مرتبہ درود شریف: ” أللّهم صل على محمد النبي.....“. پڑھنے پر تمام مخلوق کے درود کے برابر ثواب کا ملنا۔	من گھڑت
㉖ روایت: حافظ قرآن کے لئے جنت میں رَیَّان نہر پر مرجان سے بنا شہر۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔
㉗ روایت: ”جالسوا الكبراء، وخالطوا الحكماء، وسائلوا العلماء“. بڑوں کے ساتھ بیٹھا کرو، اور حکماء کے ساتھ میل جول رکھو، اور علماء سے پوچھ لیا کرو۔	محدثین کرام کی ایک جماعت نے اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قول قرار دینے کو منکر کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ وہب بن عبد اللہ ابو جُحَیفَہ سُوَائی کا قول ہے۔
㉘ روایت: ”حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹے! علماء کی مجالس کو لازم پکڑو، حکماء کے کلام کو سنو، اس لئے کہ اللہ تعالی مردہ دل کو حکمت کے نور سے ایسے زندہ کرتے ہیں جیسے بارش کے قطروں سے مردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں“۔	حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہ روایت مرفوعاً (آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قول کے طور پر) درست نہیں ہے، نیز مشہور قول کے مطابق یہ حکیم لقمان کا قول ہے، چنانچہ اسے حضرت لقمان کی جانب منسوب کرنا چاہیے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب اسے منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

⑳ روایت: زمزم پیتے وقت یہ دعاء پڑھنا: ”اللّهم إني أسألك علما نافعا، ورزقا واسعا، وشفاء من كل داء“.	زمزم پیتے وقت کی یہ دعا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے، البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھنا سنداً نہیں ملتا، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کرنا چاہیے۔
㉚ روایت: حضر موت کے وفد کے سامنے کنکریوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میں تسبیح پڑھنا۔	شدید ضعیف، بیان نہیں کرسکتے۔

فصلِ ثانی (مختصر نوع)

روایت	مختصر حکم
① روایت: ابو جہل کا آپ ﷺ کے لئے گھڑا کھودنا، اور خود اس میں گر جانا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
② روایت: "بدن کے جس حصہ پر استاد کی مار پڑتی ہے تو اس حصہ پر جہنم کی آگ حرام ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
③ روایت: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر جنت میں داخل ہونا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
④ روایت: آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "مجھے موت کا اتنا بھروسہ بھی نہیں ہے کہ ایک طرف سلام پھیروں، تو دوسری طرف بھی پھیر سکوں گا یا نہیں"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑤ روایت: ایک شخص کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آج یہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے، وہ ساری رات پریشان رہا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اس کی اس تکلیف کے بدلے اس کے ستر (۷۰) سال کے گناہ معاف کر دیئے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑥ روایت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا آپ ﷺ کی دعا کی وجہ سے ذبح کے بعد دوبارہ زندہ ہونا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑦ روایت: پانی دیکھ کر پینا آپ ﷺ کی سنت ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑧ روایت: آپ ﷺ کے فرمانے پر ابو جہل کے ہاتھوں میں کنکریوں کا آپ ﷺ کی شہادت دینا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑨ روایت: روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم، صبر اور سمجھ کا ملنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

⑩ روایت: "موت العالِم موت العالَم". عالِم کی موت عالَم کی موت ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑪ روایت: ابلیس کو ایسی دعا کا یاد ہونا جس سے اللہ تعالی تمام گناہ معاف کر دیں گے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑫ روایت: "رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ امام کے بالکل پیچھے والے کے لئے سو نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور دائیں جانب والے کے لئے پچھتّر (۷۵) نمازوں کا، اور بائیں جانب والے کے لئے پچاس (۵۰) نمازوں کا، اور باقی تمام صف والوں کے لئے پچیس (۲۵) نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑬ روایت: کھانا کھانے کے بعد میٹھا کھانا سنت ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑭ روایت: علم نجوم کی ماہر قوم کے ایک بچہ کا حساب کر کے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ کہنا کہ جبرائیل یا تو آپ ہیں یا میں ہوں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑮ روایت: ساری مخلوق کے نافرمان بن جانے کی صورت میں اللہ تعالی کے ایک جانور کا ان سب کو نگل جانا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑯ روایت: "خطبۃ الوداع میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابلیس تمھیں بت پرستی میں مشغول نہیں کرے گا، البتہ تمہیں ہزار معبودوں کی عبادت میں لگا دے گا، ایک آدمی اونٹ کی عبادت کرے گا، دوسرا آدمی عورت کی پوجا کرے گا۔۔۔ ایک شخص دوسرے سے پوچھے گا آپ کا کیا حال ہے؟ تو وہ کہے گا کہ اگر میری تجارت نہ ہوتی تو میرا کوئی حال نہ ہوتا۔۔۔"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑰ روایت: حضرت آدم علیہ السلام کا، حضرت حواء علیہا السلام کے مہر میں آپ ﷺ پر درود پڑھنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

⑱ روایت: حبیب بن مالک کا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے شق قمر کا معجزہ طلب کرنا اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی برکت سے اس کی بیٹی سطیحہ کا ٹھیک ہونا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑲ روایت: ہر فرض نماز کے بعد: "اللّهم أنت ربي لا إله إلا أنت عليك توكلت.... ". پڑھنے پر جنت الفردوس میں جگہ کا ملنا، اور ہر روز اللہ تعالی کا ستر مرتبہ نظر رحمت سے دیکھنا، اور ستر حاجتوں کا پورا ہونا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑳ روایت: "بسم اللہ پڑھ کے جو دعا مانگی جائے وہ رد نہیں کی جاتی"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉑ روایت: "جو شخص روزانہ ۲۰۰ مرتبہ سورۂ اخلاص باوضوء پڑھے گا تو جب وہ مرے گا تو اس کے جنازے میں ایک لاکھ دس ہزار فرشتے شمولیت کریں گے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉒ روایت: "آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب میری امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ پانچ چیزوں کو محبوب رکھیں گے اور پانچ چیزوں کو بھلا دیں گے۔۔۔"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉓ روایت: ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ چوتھا کلمہ پڑھنے سے ہر رکعت پر ایک سال کی عبادت کا ثواب۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉔ روایت: "من لم يتورع في تعلمه ابتلاه الله بأحد ثلاثة أشياء...". جو شخص علم سیکھنے کے زمانے میں پرہیز گاری اختیار نہیں کرتا تو اللہ تعالی اسے تین اشیاء میں سے کسی ایک مصیبت میں گرفتار کر دیتے ہیں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉕ روایت: روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر ہزار رکعات نفل کا ثواب۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉖ روایت: "أخي يوسف أصبح، وأنا أملح". آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: میرے بھائی یوسف زیادہ صباحت والے ہیں، اور میں زیادہ ملاحت والا ہوں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

㉗ روایت: روزانہ دو سو مرتبہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر تین سو رزق کے دروازوں کا کھلنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉘ روایت: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جنت کی سیر کرنا، اور جنت کی چار نہروں کو دیکھنا جو کہ "بسم الله الرحمن الرحيم" سے اس طرح نکل رہی ہیں کہ بسم اللہ کی "میم" سے پانی کی نہر، اور لفظِ اللہ کی "ھ" سے دودھ کی نہر، اور الرحمن کی "میم" سے شراب کی نہر، اور الرحیم کی "میم" سے شہد کی نہر نکل رہی ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉙ روایت: خاوند کی تابعدار بیوی کے لئے پرندوں کا ہواؤں میں، مچھلیوں کا پانی میں، فرشتوں اور شمس و قمر کا آسمان میں استغفار کرنا، اور خاوند کی نافرمان بیوی پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام انسانوں کا لعنت کرنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉚ روایت: روزانہ نمازِ فجر کے بعد دس مرتبہ درودِ ابراہیمی پڑھنے پر بندہ کی روح کا نبیوں اور صدیقین کی طرح نکلنا، پل صراط سے گزرنے میں آسانی، اور فرشتہ کا سجدہ میں سر رکھ کر اس کو جنت میں داخل کروانا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉛ روایت: روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر تین سو رحمت کے دروازوں کا کھلنا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉜ روایت: عید کے دن تین سو مرتبہ "سبحان الله وبحمده" پڑھ کر مسلمان مُردوں کو بخشنے پر ان کی قبروں میں ایک ہزار نور کا داخل ہونا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉝ روایت: "قلبك لي فلا تدخل فيه حب غيري، ولسانك لي فلا تذكر به أحدا غيري، وبدنك لي فلا تشغله بخدمة غيري، وإن أردت شيئا فلا تطلبه إلا مني". اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرا دل میرے لئے ہے تو میرے غیر کی محبت اس میں داخل نہ کر، اور تیری زبان میرے	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

لئے ہے تو اس سے میرے کسی غیر کو یاد نہ کر، اور تیرا بدن میرے لئے ہے تو اُسے میرے غیر کی خدمت میں مشغول نہ کر، اور جب تجھے کوئی چیز چاہیے ہو تو مجھ ہی سے مانگ۔	
㉞ روایت: "من لم يملك عينه فليس القلب عنده". جس شخص کی آنکھ اس کے قبضے میں نہیں ہے، اس کا دل بھی اس کے قابو میں نہیں ہے۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㉟ روایت: "إن الشاب المؤمن لو يقسم على الله تعالى لأبره". اگر مومن نوجوان اللہ تعالی پر کسی بات کی قسم کھالے تو اللہ تعالی اس کی قسم کو ضرور پورا فرماتے ہیں۔	حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت کے مطابق یہ الفاظ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو الولید عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اس لئے اسے صرف انہی کی جانب منسوب کرنا چاہیے، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
㊱ روایت: روزانہ نمازِ ظہر کے بعد ۱۰۰ مرتبہ: "أللّهم صل على محمد وعلى آله وبارك وسلم" پڑھنے پر غیب کے خزانوں سے قرض کی ادائیگی، اور گناہ پر عذاب کا نہ ہونا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㊲ روایت: "کوئی جاندار کسی کو کھاتا دیکھے اور اس سے ہمدردی نہ کی جائے تو کھانے والا ایسے مرض میں مبتلا ہو گا جس کی کوئی دوا نہ ہوگی"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
㊳ روایت: "علامة إعراض الله تعالى عن العبد اشتغاله بما لا يعنيه". بندہ کا غیر ضروری باتوں میں مشغول ہونا بندہ کی طرف سے اللہ تعالی کے منہ پھیر لینے کی علامت ہے۔	یہ روایت ہمیں مرفوعاً سنداً نہیں مل سکی ہے، اس لئے سند ملنے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا موقوف رکھا جائے، البتہ بعض حضرات نے اسے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۰ھ) اور حضرت غَرِیف یمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

	کے قول کے طور پر نقل کیا ہے، اس لئے اسے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غَرِیف یمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۹۸ھ) کے قول کے طور پر نقل کرنا چاہیے۔
۳۹ روایت: روزانہ دو سو دفعہ باوضوء سورۂ اخلاص پڑھنے پر تین سو غضب کے دروازوں کا بند ہونا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
۴۰ روایت: "من تقدم قدمه الله". جو آگے بڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے آگے بڑھا دیتے ہیں۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

فائدہ:

① "بیان نہیں کر سکتے" سے مراد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

② "بیان کرنا موقوف رکھا جائے" یعنی سندِ معتبر ملے بغیر ہرگز بیان نہ کریں، مزید تفصیل "مقدمہ حصہ دوم" میں ملاحظہ فرمائیں، اور کتاب کے اندر اس قسم کی روایات کے تحت اکثر ضمنی روایات لکھی گئی ہیں، جنہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

③ "بے اصل" اکثر من گھڑت کے معنی میں ہے۔

④ "اسرائیلی روایت" سے مراد وہ روایات ہیں جو بنی اسرائیل سے چلی آرہی ہیں، یہ روایات اگر ہماری شریعت کے مخالف نہ ہوں تو ان کو اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کیا جا سکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

⑤ بعض مقامات پر لکھا گیا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ کسی کا قول ہے، محدثین کرام کی تصریح کے مطابق صاحبِ قول کا نام بھی لکھا جاتا ہے، ممکن ہے کہ یہی قول ان کے علاوہ کسی اور کی جانب بھی منسوب ہو، یہ کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی قول ایک سے زائد افراد سے مشہور ہو سکتا ہے۔

فہارس

فہرست آیات

﴿وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ﴾ [الإسراء: ٨٦]	٣٤٦
﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ﴾ [النساء: ٦٩]	٢٥٤
﴿يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ﴾ [البقرة: ٣٥]	٣٨٦

فہرست احادیث وآثار

فہرست رُوات

نمبر شمار	وہ راوی جن کے بارے میں جرحاً یا تعدیلاً کلام نقل کیا گیا ہے	سن پیدائش / سن وفات	اقوال	صفحہ نمبر
١	إبراهيم بن عبد الله الكوفي		جرح	١١١
٢	إبراهيم بن مسلم الهَجَرِي		جرح	٩١
٣	ابن إبراهيم بن الحسن أبو إسماعيل		لم أجده	٥٦
٤	أحمد بن إبراهيم الحلبي		جرح	٢٨٨
٥	أحمد بن إسحاق بن إبراهيم بن نبيط بن شريط الأشجعي	توفي ٢٨٧هـ	جرح	٥٣
٦	أحمد بن حسن بن علي بن حسين المقري أبو علي المعروف بدُبَيس		جرح	٢٢٧
٧	أحمد بن يعقوب البلخي		جرح	٢٩٣
٨	إسحاق بن نجيح المَلَطِي		جرح	٤٠
٩	أبو الحسين الجباري		لم أجده	٢٢٤
١٠	الحكم بن ظُهَيْر أبو محمد	توفي نحو ١٨٠هـ	جرح	٣٤٧
١١	خلف بن محمد بن إسماعيل خيّام البخاري أبو صالح	توفي ٣٦١هـ	جرح	١٢٥
١٢	سليمان بن الربيع النهدي الكوفي		جرح	٣٠٣
١٣	سليمان بن عمرو بن عبد الله بن وهب النخعي الفاسي الكوفي القاضي أبو داود		جرح	٤٦
١٤	سوار بن مصعب الهمداني الكوفي أبو عبد الله		جرح	١٠١

١٥	صالح بن فيص		لم أجده	٨٨
١٦	عبد الرحمن بن إبراهيم الراسِبي أبو علي		جرح	٢١٥
١٧	عبد الرحمن بن زيد بن اسلم	توفي ١٨٢هـ	جرح	١١٥
١٨	عبد السلام بن عبد القدوس الشامي		جرح	٧٨
١٩	عبد العظيم بن عبد الله الحسني		لم أجده	٨٨
٢٠	عبد القدوس بن حبيب الدمشقي أبو سعيد		جرح	٧٩
٢١	عبد الملك بن الحسين النخعي الكوفي يعرف بابن الدُر أبو مالك		جرح	٣١٤
٢٢	عبد المنعم بن إدريس بن سنان بن كليم أبو عبد الله	توفي ٢٢٨هـ	جرح	٢٠٦
٢٣	عبد الله بن إسحاق بن إسماعيل بن مسروق العذري		سكت عليه	١٠٦
٢٤	عبد الله بن قيس		جرح	١١١
٢٥	عبيد الله بن زَحْر الضَمْرِي الأفريقي الكناني		جرح	٣٢٩
٢٦	عبيد بن أبي عبيد		مجهول	١٣٥
٢٧	عمرو بن الحصين الكلابي البصري العقيلي		جرح	٢٧٢
٢٨	علي بن أبي سارة الأزدي البصري		جرح	٩٦
٢٩	علي بن حسن بن جعفر البغدادي المُخَرَّمِي الرُصَافِي أبو الحسين المعروف بابن الكرنيب وابن عطار	توفي ٣٧٦هـ	جرح	٢٢٨
٣٠	علي بن خالد المراغي أبو الحسن		لم أجده	٨٤
٣١	علي بن موسى الرضا		اختلف فيه	٨٨
٣٢	علي بن يزيد ألهَانِي الدمشقي أبو عبد الملك		جرح	٣٢٢
٣٣	عيسى بن شعيب بن ثوبان الدِيْلِي المدني		اختلف فيه	١٣٧

٣٤	عيسى بن موسى الغُنْجار البخاري أبو أحمد	توفي ١٨٦هـ	اختلف فيه	١٢٦
٣٥	فرات بن السائب الجزري أبو سليمان		جرح	٢١٧
٣٦	كادح بن رحمه الزاهد الكوفي العرفي أبو رحمة		جرح	٣٠١
٣٧	كثير بن سليم الضبي البصري المدائني	توفي ١٧٠هـ	جرح	٣٠٦
٣٨	مجاشع بن عمرو بن حسان الأسدي أبو يوسف		جرح	٣٥
٣٩	محمد بن إسحاق بن إسماعيل بن مسروق العذري		سكت عليه	١٠٦
٤٠	محمد بن سعيد بن أبي قيس الأزدي الشامي المصلوب أبو عبد الرحمن		جرح	١٩
٤١	محمد بن صالح بن الفيض		لم أجده	٨٨
٤٢	محمد بن عبد الله الشيباني أبو المفضل	توفي ٣٨٧هـ	جرح	٨٥
٤٣	محمد بن عبد الله بن عُلَاثَة العقيلي		اختلف فيه	٢٦٩
٤٤	محمد بن عمر بن صالح الكلاعي		جرح	١٥١
٤٥	مخلد بن عمر		لم أجده	١٢٨
٤٦	معروف بن عبد الله الخياط الدمشقي أبو الخطاب		جرح	١٠٦

مصادر اور مراجع

● - الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقاني (٥٤٣هـ)، الناشر إدارة المبعوث الإسلامية والدعوة والإفتاء بالجامعة السلفية بنارس، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - الأباطيل والمناكير والصِّحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقاني (٥٤٣هـ)، ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، المطبعة السلفية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

● - الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية: للحافظ أبي عبد الله بن محمد بن محمد العكبري (٣٨٧هـ)، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

● - البلدانيات: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:حسام بن محمد القطان، دار العطاء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الأبواب والتراجم لصحيح البخاري: للعلامة المحدث محمد زكريا بن يحيى الكاندهلوي (١٣١٥هـ/ ١٤٠٢هـ)، أيچ أيم سعيد ـ كراتشي.

● - إتحاف الخِيَرَةُ المَهـرَة بزوَائِد المسَانيد العَشْرَة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)، ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم، دار الوطن للنشر ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - إتحاف الخِيَرَةُ المَهـرَة بزوَائِد المسَانيد العَشْرَة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصِيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)، ت: للعلامة أبي عبد الرحمن عادل بن سعد و أبي إسحاق السيّد بن محمود بن إسماعيل، مكتبة الرُشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - إتحاف السَّادة المُتَّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلاّمة السيَّد محمّد بن محمّد الحُسَيْني الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى (١١٤٥هـ/ ١٢٠٥هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.

● - إتحاف السَّادة المُتَّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلاّمة السيَّد محمّد بن محمّد الحُسَيْني الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى (١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)، مؤسسة التاريخ العربي ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

● - اتحاف المهرة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبد القدوس محمد نذير، مجمع الملك فهد ـ المدينة المنوره، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - إتْقَان مايَحْسُنُ مِنَ الأَخْبَار الوَارِدَة على الأَلْسُن: للعلاّمة نجم الدين محمد بن محمد بن محمد الغَزِّي (٩٩٧هـ/١٠٦١هـ)، ت:الدكتور يحيى مُراد، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠٤ء.

● - التوسعة على العيال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)، مخطوط من الشاملة.

● - الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:محمدبن سعيدبيسوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

● - الآثار المروية في الأطعمة السرية: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوال(٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:أبو عمار محمد ياسر الشعيري،أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - إثبات صفة العلو: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:أحمد بن عطية بن علي الغامدي،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الأجوبة الفاضلة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)،ت:عبدالفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بحلب،الطبعة السابعة ١٤٣٧هـ.

● -الأجوبة المرضية: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - أحاديث الشيوخ الثقات: للقاضي أبي بكر محمد بن عبد الباقي بن محمد(٥٣٥هـ)،ت:الشريف حاتم بن عارف العوني،دار عالم الفوائد.

● - الأحاديث القدسية: للشيخ محمد عوامة حفظه الله،دار المنهاج ـ جده،الطبعة الخامسة ١٤٣٢هـ.

● - أحاديث القصاص: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

● -الأحاديث المائة: للعلامة تقي الدين أبي الفضل سليمان بن حمزة بن أحمد بن عمر بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي (٧١٥هـ)،مخطوط.

● -الأحاديث المختارة: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش،دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ.

● - أحاديث مسلسلات:للعلامة أبي بكر أحمد بن علي الطريثيثي المعروف بابن الزهراء (٤٩٧هـ)، مخطوط.

● - الآحاد والمثاني: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن الضحاك الشيباني(٢٠٦هـ/٢٨٧هـ)،ت:باسم فيصل أحمد الجوابرة،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

● - الأحكام الوسطى: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الاشبيلي (٥٨١هـ)،ت: حمدي السلفي و صبحي السامرائي مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة١٤١٦هـ.

● - أحوال الرجال: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن يعقوب السعدي الجوزجاني (٢٥٩هـ)،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد،باكستان.

● - إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.

● - إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

● - أخبارمكة: للإمام محمد بن إسحاق بن العباس الفاكهي،ت:عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

● - أخبارمكة: للإمام أبي الوليد محمد بن عبد الله الأزرقي،ت:رشدي الصالح ملحس،دار الأندلس ـ بيروت،الطبعةالثالثة١٤٠٣هـ.

● - أداء ما وجب: للإمام أبي الخطاب عمر بن حسن بن دحية الكلبي (٥٤٤هـ/٦٣٣هـ)،ت: محمد زهير الشاويش،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ.

● - أدب الدين والدنيا: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي (٤٥٠هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

● -أربع مجالس: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،مخطوط من الشاملة.

● -ارتياح الأكباد: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١ هـ/٩٠٢هـ)، مخطوط.

● - الإرشاد في معرفة علماء الحديث: للحافظ أبي يعلى الخليل بن عبد الله بن أحمد الخليلي القزويني (٤٤٦هـ)،ت:محمد سعيد بن عمرإدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الأسامي والكنى: للحافظ أبي أحمد محمد بن محمد بن أحمد الحاكم الكبير النيسابوري (٢٧٨هـ)، ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

● - الإستغناء في معرفة المشهورين: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:عبد الله مرحول السوالمة،دار ابن تيمية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

- الاستيعاب في معرفة الأصحاب: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:علي محمد البجاوي،دار الجيل ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٢هـ.
- أسد الغابة: للحافظ عز الدين أبي الحسن علي بن محمد الجزري(٥٥٥هـ/٦٣٠هـ)،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٤هـ.
- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.
- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:محمد الصباغ،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٣٩١هـ.
- أسماء شيوخ الإمام مالك بن أنس: للحافظ أبي بكر محمد بن إسماعيل بن محمد بن خلفون الأندلسي(٥٥٥هـ/٦٣٦هـ)،ت:محمد زينهم محمد عزب،مكتبة الثقافة الدينية ـ الظاهر.
- أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت (١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض ،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ
- الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبدالله بن عبدالمحسن ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:جابر بن عبدالله السريع،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- أطْرَافُ المُسْنِد المُعتَلِي بأطراف المسند الحنبلي: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: زهير بن ناصر،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- الإعجاز والإيجاز: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي(٤٣٠هـ)،ت:إسكندر آصاف، المطبعة العمومية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٨٩٧ء.
- الأعلام: للعلامة خير الدين الزركلي(١٣٩٦هـ)،دار العلم للملايين ـ بيروت.
- الإفصاح عن أحاديث النكاح: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:محمد شكور المياديني،دارعمان ـ عمان،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● -اقتضاء الصراط المستقيم: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: ناصر عبد الكريم العقل،مكتبة الرشد ـ الرياض .

● - إكمال تهذيب الكمال: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي (٦٨٩هـ/٧٦٢ هـ)،ت:أبوعبدالرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الإكمال في رفع الإرتياب: للحافظ علي بن هبة الله المعروف بابن ماكولا (نحو ٤٨٥هـ)، الفاروق الحديثية ـ القاهرة .

● - أمالي الصدوق: لأبي جعفر محمد بن علي بن الحسين الصدوق (٣٨١هـ)،موسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - الأمالي: للعلامة أبي القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشران الأموي (٤٣٠هـ)، ت:أحمد بن سليمان،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - الأمالي المطلقة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - إمتاع الأسماع: للعلامة تقي الدين أبي العباس أحمد بن علي بن عبد القادر المقريزي (٧٦٦هـ/ ٨٤٥هـ)،ت:محمد عبد الحميد النميسي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - أمثال الحديث: للقاضي أبي محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد الرامهرمزي الفارسي، ت:أحمدعبد الفتاح تمام،مؤسسة الكتب الثقافية . بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي (٦٨٩هـ/٧٦٢هـ)،ت:عزت المرسي و إبراهيم إسماعيل القاضي، مكتبة الرشد ـ الرياض .

● - الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٩٧هـ.

● - الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:محمد عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السَّمْعَاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:عبدالله عمر البارودي،دارالجنان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

- إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي (١٠٤٤هـ)،المطبعة العامرة الزاهرة ـ مصر،الطبعة ١٢٩٢هـ.

- إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي (١٠٤٤هـ)،مطبعة محمد علي صبيح ميدان الأزهر ـ مصر،الطبعة ١٣٥٣هـ.

- أوجز المسالك: لشيخ الحديث محمد زكريا بن محمد يحيى الكاندهلوي(١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)،ت: تقي الدين الندوي دارالقلم ـ دمشق الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

- البحرالرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)،مكتبة رشيدية ـ كوئتة .

- البَحْرُ الزَّخَّارالمعروف بمسند البزّار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عَمرو بن عبد الخالق العَتَكِي البزَّار (٢٩٢هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٤٠٩هـ.

- بحر الفوائد: للعلامة أبي بكر محمد بن إبراهيم بن يعقوب الكلاباذي البخاري(٣٨٠هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل وأحمد فريد المزيدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- بحر الكلام: للإمام أبي المعين ميمون بن محمد النسفي(٤١٨هـ/٥٠٨هـ)،ت:ولي الدين محمد صالح الفرفور،مكتبة دار الفرفور ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.

- البحر المحيط: للعلامة أبي حيان محمد بن يوسف بن علي بن حيان الأندلسي(٧٤٥هـ)،ت: صدقي محمد جميل،دارالفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤٣١هـ.

- البحور الزاخرة في علوم الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي(١١١٤هـ/١١٨٨هـ)، ت:عبد العزيز أحمد بن محمد،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دارهجر ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير(٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:رياض عبد الحميد مراد،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

- البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،مكتبة المعارف ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

- البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:مصطفى أبوالغيظ وعبدالله بن سليمان ويا سر بن كمال،دار الهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ .
- البُرهان في علوم القرآن: للإمام بدر الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن بهادر الزَرْكَشِي (٧٤٥هـ/ ٧٩٤هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دارالتراث ـ القاهرة .
- بستان الواعظين: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أيمن البحيري،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت .
- بصائر ذوي التمييز: للعلامة مجد الدين أبي طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٨١٧هـ)، ت:عبد الحليم الطحاوي،لجنة إحياء التراث الإسلامي ـ مصر، الطبعة الثالثة١٤١٦هـ.
- بغية الباحث: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)،ت:حسين أحمد صالح الباكري،مركز خدمة السنة ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- بغية الطلب في تاريخ حلب: للحافظ كمال الدين عمر بن أحمد بن هبة الله ابن العديم (٦٦٠هـ)، ت:سهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت .
- البناية: للحافظ بدر الدين العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أيمن صالح شعبان،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- تاريخ ابن يونس: للحافظ أبي سعيد عبد الرحمن بن أحمد بن يونس الصدفي المصري (٢٨١هـ /٣٤٧هـ)،ت:عبد الفتاح فتحي عبد الفتاح ،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- تاريخ أبي زرعة الدمشقي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بنيزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبي زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:خليل المنصور،دار الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى٢٠٠٣ء .
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.
- تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٥ء .

● - تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - تاريخ أسماء الثقات: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:صبحي السامرائي الدار السلفية ـ الكويت الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - تاريخ أصبهان: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:سيد كسروي حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

● - تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: بشّار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - تاريخ الخلفاء: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة الصحابة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

● - تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري(٩٦٦هـ)،مؤسسة شعبان ـ بيروت .

● - تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري(٩٦٦هـ)،الطبعة الوهبية ـ مصر،الطبعة ١٢٨٣هـ.

● - تاريخ دِمَشْق: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:محبّ الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العَمروي،دارالفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.

● - التاريخ الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، ت:محمود إبراهيم زايد،دارالمعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - تاريخ الطبري: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دار المعارف ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣٨٧هـ.

● - التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت .

● - التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.

● - تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري المصري(٢٦٢هـ)،ت:فهيم محمد شلتوت،تم طبعه ونشره على نفقة حبيب محمود أحمد .

● - تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)، ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت .

● - تأويل مختلف الحديث: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(٢٧٦هـ)، ت:محمد محيي الدين الأصفر،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.

● - تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ /٨٥٢هـ)،ت:محمد علي النجار،المؤسسة المصرية العامة .

● - تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي(٧٤٣هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر، الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.

● - تبيين العجب: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:أبو أسماء إبراهيم بن إسماعيل آل عصر،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

● - تجريد أسماء الصحابة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي(٦٧٣هـ /٧٤٨)،دار المعرفة ـ بيروت .

● - تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: للعلامة أبي العلي محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري (١٣٥٣هـ)،ت: عبدالوهاب عبداللّطيف،دارالفكر ـ بيروت .

● - تحفة الصديق: للعلامة أبي القاسم علي بن بلبان المقدسي(٦٨٤هـ)،ت:محيي الدين مستو،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - تحفة النبلاء من قصص الأنبياء: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ /٨٥٢هـ)،ت:غنيم بن عباس بن غنيم،مكتبة الصحابة ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف: للحافظ جمال الدين أبي محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي(٧٦٢هـ)،ت:سلطان بن فهد، دار ابن خزيمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ .

● - التدوين في أخبارقزوين: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني،ت: عزيز الله العطاردي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٤هـ.

● - تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:حمدي عبدالمجيد،دارالصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - التذكرة الحمدونية: للعلامة محمد بن حسن بن محمد بن علي بن حمدون(٥٦٢هـ)،ت: إحسان عباس وبسكر عباس،دار صادر ـ بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٦ء.

● - التذكرة في الاحاديث المُشْتَهِـرَة: للحافظ بدرالدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بهادر الزَرْكَشِي(٧٤٥هـ/٧٩٤هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٦هـ.

● - تذكرةالموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي فتني(٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

● - تذكرةالموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي فتني(٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،كتب خانه مجيديه ـ ملتان ـ باكستان.

● - تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:زكريا عميرات،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - الترجيح لحديث صلاة التسبيح: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمود سعيد ممدوح،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٩هـ.

● - الترغيب في الدعاء: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي (٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي دار ابن حزم ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - الترغيب والترهيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت: إبراهيم شمس الدين،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٤هـ.

● - الترغيب والترهيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري (٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الترغيب والترهيب: للحافظ عبد العظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة المعارف ـ رياض،الطبعة ١٤٢٤هـ.

● - الترغيب والترهيب: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني (٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:أيمن بن صالح بن شعبان دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - التسلي والاغتباط بثواب من تقدم من الأفراط: للحافظ عبد المؤمن بن خلف الدمياطي (٦١٣هـ/٧٠٥هـ)،ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن.

● - تعجيل المنفعة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إكرام الله إمدادالحق، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - تعظيم قدرالصلاة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن نصر المروزي(٢٠٢هـ/٢٩٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبدالجبار الفريوائي،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - التعليق الكبير: للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد البغدادي الحنبلي(٣٨٠هـ/٤٥٨هـ)، ت:محمد بن فهد بن عبد العزيز الفريح،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.

● - التَعليقات الحافلة على الأجْوِبَة الفاضلة: للشيخ عبد الفتّاح أبي غُدَّة(١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة ١٤٢٦هـ.

● - تعليم المتعلم: للعلامة برهان الدين الزرنوجي،ت:مروان قباني المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعةالأولى ١٤٠١هـ.

● - تفسير ابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت:أسعد محمد الطيب،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:محمد حسين شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالأولى١٤١٩هـ.

● - تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ /٧٧٤هـ)،ت:سامي بن محمد سلامة،دار طيبة ـ الرياض،الطبعةالأولى ١٤٢٠هـ.

● - تفسير ابن منذر: للحافظ أبي بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري(٣١٨هـ)،ت:سعد بن محمد السعد،دار المآثر ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

● - تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

● - تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،مطبعة العثمانية ـ إستانبول،الطبعة ١٣٣١هـ.

● - تفسير سفيان ثوري: للإمام أبي عبد الله سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري(٩٧هـ/١٦١هـ)، دارالكتب العلمية ـ بيروت.

- تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي (٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،ت:علي محمدمعوض،عادل أحمدعبدالموجود،دارالكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- تفسير غرائب القرآن: للعلامة نظام الدين حسن بن محمد القمي النيسابوري(المتوفى بعد ٨٥٠هـ)، ت:زكريا عميرات،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- تفسيرمظهري: للعلامة محمد ثناء الله المظهري(١٢٢٥هـ)،ت:غلام نبي التونسوي،مكتبة الرشيد ـ الباكستان،الطبعة١٤١٢هـ.
- تقريب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.
- تكملة البحر الرائق: للعلامة محمد بن حسين بن علي طوري(١١٣٨هـ)،ت:زكريا عميرات، مكتبة رشيدية ـ كوئته ـ باكستان .
- التلخيص الحَبِيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- التلخيص الحَبِيرفي تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب،مؤسَّسَة قرطبة ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- تلخيص كتاب الموضوعات: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذَهَبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو تميم ياسربن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- تلخيص المتشابه في الرسم: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:سكينة الشهابي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٩٨٥ء .
- التمهيد: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري(٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ
- تمييز الطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الدِيْبَع(٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٨هـ.

- التنبيه على مشكلات الهداية: للعلامة صدر الدين ابن أبي العز(٧٩٢هـ)،ت:أنور صالح أبو زيد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢١هـ.
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،ت:عبد اللطيف حسن عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،مترجم:عبد المجيد أنور،مكتبة الحرمين ـ لاهور،باكستان.
- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة: للعلامة أبي الحسن علي بن محمد بن عَرّاق الكتاني (٩٠٧هـ/ ٩٦٣هـ)،ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.
- التنوير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد إسماعيل الأمير الصنعاني(١٠٩٩هـ/١١٨٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- تنوير الغبش في فضل السودان والحبش: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:مرزوق علي إبراهيم،دارالشريف ـ الرياض،الطبعةالثانية ١٤١٩هـ.
- التوضيح بشرح الجامع الصحيح: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:خالد محمود الرباط،دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- توضيح المشتبة: شمس الدين محمد بن عبد الله بن محمد القيسي الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.
- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد،موسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.
- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ

- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، مطبعة دائرة المعارف النظامية ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٢٦هـ.
- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي (٦٥٤هـ/ ٧٤٢هـ)،ت:الشيخ أحمد عليّ عبيد وحسن أحمد آغا،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي(٦٥٤هـ /٧٤٢هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.
- التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ.
- التَيسِير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،دار الطباعة الخديوية ـ مصر،الطبعة ١٢٨٦هـ.
- الثقات لابن حبان: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستِي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة١٣٩٣هـ.
- جامع الآثار في السير ومولد المختار: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:أبو يعقوب نشأت كمال،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- جامع الأحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير): للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عباس أحمد صقر و أحمد عبد الجواد،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- جامع الأصول من أحاديث الرسول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي(٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت: محمد حامد الفقي،إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٤هـ.
- جامع الأصول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَرِي(٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت:عبدالقادر الأرنوؤط،مكتبة دار البيان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.
- الجامع لأحكام القرآن (تفسير قرطبي): للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي (٦٧١هـ)،ت:عبدالله بن عبد المحسن،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

- جامع البيان: للعلامة لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي،دار هجر،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- جامع بيان العلم وفضله: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:أبي الأشبهال الزهيري،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- جامع العلوم والحكم: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي(٧٩٥هـ)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثامنة ١٤١٩هـ.
- الجامع في الأحكام: للإمام عبد الله بن وهب بن مسلم القرشي المصري(١٢٥هـ/١٩٧هـ)، ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار الوفاء ـ منصورة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الجامع الكبير: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة،الطبعة ١٤٢٦هـ.
- جامع المضمرات: للعلامة يوسف بن عمر بن يوسف الكادوري(٨٣٢هـ)،ت:عمر عبد الرزاق حمد الفياض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.
- جامع المعجزات: للشيخ محمد رَهَاوِي واعظ،مطبعة نبات المصري.
- الجَدُّ الحَثِيث في بيان ما ليس بحديث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري (١١٤٣هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت.
- الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
- جزء أبي الجهم: للحافظ أبي الجهم العلاء بن موسى الباهلي(٢٢٨هـ)،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- الجزء العشرون من المشيخة البغدادية: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،مخطوط.
- جزء في فضل رجب:تحت كتاب أداء ماوجب لابن دحية الكلبي: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر(٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:جمال عزون.

- جزء فيه حديث المصيصي لوين: للعلامة أبي جعفر محمد بن سليمان المصيصي(٢٤٦هـ)، ت:أبو عبد الرحمن مسعد بن عبد الحميد السعدني،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- الجزء من فوائد حديث أبي ذر الهروي: للحافظ أبي ذر عبد بن محمد بن أحمد الهروي المعروف بابن السماك(٤٣٤هـ)،ت:أبي الحسن سمير بن حسين،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- الجليس الصالح الكافي: للحافظ أبي الفرج المعافى بن زكريا بن يحيى المعروف بابن طرار الجريري النهرواني(٣٩٠هـ)،ت:عبد الكريم سامي الجندي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- جمع الجوامع: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة ـ الأزهر،الطبعة١٤٢٦هـ.
- الجواب الكافي: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عمرو عبد المنعم بن سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.
- الجوهرة النيرة: للعلامة أبي بكر بن علي الحداد(٨٠٠هـ)،ت:إلياس قبلان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- حاشية ابن عابدين: للعلامة محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الدمشقي الحنفي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب ـ الرياض،الطبعة١٤٢٣هـ.
- حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، المطبعة المصرية ـ القاهرة،الطبعة ١٢٥٤هـ.
- حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، مكتبة رشيدية ـ كوئتة .
- حاشية الطحطاوي علي مراقي الفلاح: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٧هـ.
- الحاوي الكبير: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي(٤٥٠هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

- الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيُوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، ت:عبد اللطيف حسن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢١هـ.
- الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيُوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، ت:خالد طرطوسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- حسن الظن بالله: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:مخلص محمد، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:عبدالرؤف الكمايى، مكتبة غراس ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- حلبة المجلي: للعلامة ابن الأمير الحاج (٨٧٩ هـ)، ت:أحمد بن محمد الغلاييني الحنفي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.
- حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- حياة الحيوان الكبرى: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)، ت:أحمد حسن بسج، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- خزينة الأسرار: للعلامة محمد حقي بن علي بن إبراهيم النازلي (١٣٠١هـ)، المطبعة الخيرية، الطبعة ١٣٠٩هـ.
- الخصائص الكبرى: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٨هـ.
- الخلافيات بين الإمامين: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)، الروضة للنشر والتوزيع ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- درة الناصحين: للعلامة عثمان بن حسن بن أحمد الشكر الخوبوي الرومي الحنفي (١٢٤١هـ)، فيضي كتب خانه ـ كوئته.
- الدراية: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، ت:عبدالله هاشم اليماني، دار المعرفة ـ بيروت.

- الدر الثمين والمورد المعين: للعلامة محمد بن أحمد ميارة المالكي،ت:عبدالله المنشاوي، دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٩هـ.
- درر الحكام: للعلامة ملا خسرو(٨٨٥هـ)،مير محمد كتب خانة ـ كراتشي ـ باكستان.
- الدر المختار: للعلامة علاء الدين محمد بن علي بن محمد الحصكفي(١٠٨٨هـ)،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- الدُرَرُ المُنْتثرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- الدُرَرُ المُنْتثرة في الأحاديث المُشْتَهَرَة: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هجر ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٢٤هـ.
- الدر النظيم في خواص القرآن العظيم: للعلامة أبي محمد عبد الله بن أسعد اليمني اليافعي،المكتبة العلامية ـ مصر.
- دقائق الأخبار: للعلامة عبد الرحيم بن أحمد،المطبعة الميمنية ـ مصر،الطبعة ١٣٠٦هـ.
- دلائل النبوة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد رواس قلعه جي،دار النفائس ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.
- دلائل النبوة: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، ت:محمد بن فارس السلوم دار النوادر ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- دلائل النبوة: للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:الدكتور عبد المعطي قلعجي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- دلائل النبوة: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ /٥٣٥هـ)،ت:محمد بن محمد الحداد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- الديباج: للحافظ أبي القاسم إسحاق بن إبراهيم الختلي(٢٨٣هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.
- ديوان الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة،الطبعة ١٣٨٧هـ.

● - الذخيرة: للعلامة شهاب الدين أحمد بن إدريس القرافي(٦٨٢هـ)،ت:محمد حجي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.

● - ذخيرة الحفاظ: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عبدالرحمن الفريوائي،دارالسلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - ذكر الأقران: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني(٣٦٩هـ)،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - ذم الملاهي: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:عمرو عبد المنعم سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - ذيل ديوان الضعفاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة.

● - ذيل اللآلئ المصنوعة: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:زياد نقشبندي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - ذَيل اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،المكتبة الأثرية ـ شيخو بوره،الطبعة ١٣٠٣هـ.

● - ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/ ٨٠٦هـ)،ت:عبد القيوم عبد رب النبي،إحياء التراث الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:أبو رضا الرفاعي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - ربيع الأبرار: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري(٤٦٧هـ/٥٣٨هـ)،ت:عبد الأمير مهنا، مؤسسة العلمي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - الرحمة في الطب والحكمة: ينسب الى الإمام السيوطي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.

● - الرد علي البَكْرِي: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبد الله دحين، دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - ردُّ المُحْتَار علي الدُرّ المُخْتَار يعرف بحا شية ابن عابدين: للإمام محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدِمَشْقِي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،دارعالم الكتب ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٣هـ.

- الرسالة القشيرية: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،ت:عبد الحليم محمود ومحمود بن الشريف،المكتبة التوقيفية ـ القاهرة.
- الرسالة المغنية في السكوت ولزوم البيوت: للعلامة أبو علي حسن بن أحمد بن عبد الله الحنبلي (٤٧١هـ)،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- رسائل البركوي: للعلامة محمد بن بير علي بن إسكندر الرومي البركوي(٩٨٠هـ)،ت:أحمد هادي القصار،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠١١ء.
- رسائل: للشاه ولي الله الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:محمد فاروق القادري،تصوف فاؤنديشن ـ لاهور ـ باكستان،الطبعة ١٤٢٠هـ.
- الرقة والبكاء: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي(٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:محمد خير رمضان يوسف،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- روح المعاني في تفسير قرآن العظيم والسبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي(١٢١٧هـ/١٢٧٠هـ)،ت:علي عبد الباري عطية،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- روح المعاني في تفسير قرآن العظيم و السبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي (١٢١٧هـ/ ١٢٧٠هـ)،إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- روض الرياحين في حكايات الصالحين: للإمام عفيف الدين عبد الله بن أسعد اليافعي(٧٦٨هـ)، ت:محمد عزت،المكتبة التوقيفية.
- الروض المعطار: للمؤرخ محمد بن عبد المنعم الحميري(٧٢٧هـ)،ت:إحسان عباس،مكتبة لبنان.
- روضة العقلاء: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستِي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، ت:محمد محيي الدين عبد الحميد،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- روضة المحبين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- زاد المَعَاد في هَدْيِ خير العباد : للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت: شعيب الأرنؤوط وعبدالقادر الأرنؤوط،مؤسَّسَة الرسالة ـ بيروت،الطبعة السابعة وعشرون ١٤١٥هـ.
- الزواجر عن اقتراف الكبائر: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،مطبعة حجازي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥٦هـ.

● - الزهد: للإمام عبد الله بن المبارك (١٨١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،مؤسسة الرسالة- بيروت.

● - الزهد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:محمد عبد السلام شاهين،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - الزهد: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،دار المشكاة -القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - الزيادات على الموضوعات: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف -الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

● - سبل الهدي والرشاد: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي (٩٤٢هـ)،دار الكتب العلمية - بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

● - سفر السعادة: للعلامة أبو طاهر مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي (٧٢٩هـ/٨١٦أو ٨١٧ هـ) ت: احمدعبدالكريم السايح و عمر يوسف حمزه، مركز الكتاب -مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة: للشيخ أبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني (١٣٤٤هـ/١٤٢٠هـ)،دار المعارف -الرياض.

● - سنن ابن ماجه: للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه (٢٠٩هـ/٢٧٣هـ)، ت:محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية -حلب.

● - سنن أبي داود: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،دارالرسالة العالمية -دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير (٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفي البابي - القاهرة،الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.

● - سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير (٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي -بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - سنن الدار قطني: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة-بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - سنن الدارمي: للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل السمرقندي التيمي الدارمي (١٨١هـ/٢٥٥هـ)،ت:حسين سليم أسد الداراني،دار المغني -الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

- السنن الكبرى للبيهقي: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- السنن الواردة في الفتن: للحافظ أبي عمرو عثمان بن سعيد بن عثمان الأموي الداني (٣٧١هـ/٤٤٤هـ)، ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض.
- سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله بن الجنيد الختلي،ت:أحمد محمد نور سيف،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٣٩٩.
- سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- سؤالات البرذعي: للحافظ أبي عثمان سعيد بن عمرو بن عمار البرذعي (٢٩٢هـ)،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- سؤالات البرقاني للدارقطني: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد الخوارزمي البرقاني (٣٣٦هـ/٤٢٥)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،كتب خانه جميلي ـ لاهور ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- سؤالات السلمي للدارقطني: لأبي عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي الصوفي (٣٢٥هـ/٤١٢)، ت:سعد بن عبدالله الحميد وخالد بن عبدالرحمن الجريسى،مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- سؤالات ابن أبي شيبة لعلي بن المديني: لأبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة (٢٩٧هـ)،ت:موفق بن عبد الله مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- سؤالات مسعود بن علي: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)،ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- سير أعلام النبلاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي (٦٧٣هـ/ ٧٤٨)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٥هـ.
- السيرةالنبوية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:مصطفى عبد الواحد، دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٣٩٦هـ.
- سير سلف الصالحين: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني (٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:كرم بن حلمي بن فرحات بن أحمد،دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - شرح الأربعين النووية: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:محمد عبد الكريم حسن الإسحاقي،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة .

● - شرح أسماء الله الحسنى: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،دار آزال ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - شرح أصول اعتقاد أهل السنةوالجماعة: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي (٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعدبن حمدان الغامدي،دارطيبة .

● - شرح الخَرْبُوتِي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوْتي (١٢٩٩هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي باكستان .

● - شرح الزرقاني على الموطا: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)، طبع بالمطبع الخيرية.

● - شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - شرح سنن أبي داود: للعلامة شهاب الدين أحمد بن حسين المعروف بابن رسلان(٤٤هـ)، ت:ياسر كمال و أحمد سليمان،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣٧هـ.

● - شرح الشفاء: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:الحاج أحمد طاهر القنوي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣١٩هـ.

● - شرح الشِّفاء: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري(١٠١٤هـ)،ت:عبد الله محمد الخليلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

● - شرح صحيح البخارى لابن بطال: للإمام أبي الحسن علي بن خلف بن بطال البكري القرطبي(٤٤٩هـ)، ت:أبو تميم ياسر،مكتبة الرشد ـ الرياض .

● - شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة المدني ـ القاهرة .

● - شرح الكرماني: للإمام شمس الدين محمد بن يوسف بن علي بن سعيد الكِرْماني(٧١٧هـ/٧٨٦هـ) ت:محمد عثمان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء .

● - شرح مذاهب أهل السنة: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:عادل بن محمد،مؤسسة قرطبة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

- شرح منتهي الإرادات: للعلامة أبي السعادات منصور بن يونس البهوتي (١٠٥١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- شرح المولد النبوي: للعلامة جعفر البرزنجي،المطبعة الميمنية ـ مصر.
- شعب الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- شُعَبُ الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- شفاء السقام في زيارة خير الأنام: للحافظ تقي الدين علي بن عبد الكافي بن علي بن تمام السبكي (٦٨٣هـ/٧٥٦هـ)،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- شمائل ترمذي مع اردو شرح خصائل نبوي: للحافظ محمد زكريا المهاجر المدني (١٣١٥هـ/ ١٤٠٢هـ)،دار الإشاعت ـ كراتشي،الطبعة ١٤١١هـ.
- شواهد النبوة: للعلامة عبد الرحمن بن أحمد الجامي (٨٩٨هـ)،مكتبة الحقيقة ـ إستنبول.
- الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي (٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي (٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،ت:أبو عبد الرحمن السلفي عقيل بن محمد بن زيد المقطري،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- صب الخمول: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد (٩٠٩هـ)،ت:نور الدين طالب،دار النوادر ـ لبنان،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.
- صحيح ابن حبان: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستِي (بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت: شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- صحيح ابن خزيمة: للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري (٢٢٣هـ/٣١١هـ)، ت: محمد مصطفى الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.
- الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت:محمد زهير بن ناصر الناصر،دار طوق النجاة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،قديمي كتب خانه ـ كراتشي.

● - الصحيح لمسلم: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)،ت: محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - صفة الصفوة: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ /٥٩٧هـ)،ت:أحمد بن علي،دار الحديث_القاهرة،الطبعة ١٤٣٠هـ.

● - الصمت وآداب اللسان: للحافظ أبي بكرعبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨١هـ)،ت:أبو إسحاق الحويني، دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - الصواعق المحرقة: للعلامةأبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/ ٩٧٤هـ)،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.

● - الصواعق المحرقة: للعلامةأبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/ ٩٧٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد الله التركي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - الضعفاء الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ /٢٥٦هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفةـ بيروت،الطبعةالأولى١٤٠٦هـ.

● - الضعفاءوأجوبة أبي زرعة الرازي على سؤالات البرذعي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبو زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:سعدي الهاشمي الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

● - الضعفاء والمتروكون: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:محمد إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي(٢١٥هـ /٣٠٣هـ)،ت:كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسي بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، ت:عبدالمعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

- طبقات الشافعية الكبري: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي (٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- طبقات الشافعية الكبري: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُبكي (٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:محمود محمد الطناحي،عبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.
- طبقات علماء الحديث: للحافظ أحمد بن عبد الهادي الدمشقي (٧٣٣هـ)،ت:أكرم البوشي وإبراهيم الزيبق،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.
- الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري (١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.
- الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري (١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، دار صادر ـ بيروت.
- طبقات المحدثين بأصبهان: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني (٣٦٩هـ)،ت: عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- طرح التثريب في شرح التقريب: للحافظ ولي الدين أبي زرعة العراقي بن أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي (٧٦٢هـ/٨٢٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.
- طوق الحمامة: للإمام ابن حزم الأندلسي (٤٥٦هـ)،مؤسسة هنداوي ـ مصر،الطبعة الأولى ٢٠١٦ء.
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي (٥٧٦هـ)،ت: دسمان يحيي معالي،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي (٥٧٦هـ)،مخطوط.
- العجاب في بيان الأسباب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عبد الحكيم محمد الأنيس،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- العجالة في أحاديث المسلسلة: للعلامة أبي الفيض محمد ياسين بن محمد عيسى الفاداني المكي (١٤١١هـ)،دار البصائر ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.
- العرف الشذي: للعلامة أنور الشاه الكشميري،ت:محمود شاكر،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- عصيدة الشهدة المعروف بشرح الخربوتي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوتي (١٢٩٩هـ)،مكتبة المدينة ـ كراتشي،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.
- علل الترمذي الكبير: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمي الترمذي الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:السيدصبيحي السامرائي وغيره،عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:خالد بن عبدالرحمن،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:سعد بن عبد الله عبد الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجُريسي،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٧هـ.
- العلل المتناهية: للعلامة الحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجَوزِي القُرَشِي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:خليل الميس،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.
- العلل المتناهية: للعلامة الحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.
- العِلَل الواردة في الأحاديث النبوية: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدَارَقُطْنِي الشافعي(٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،دار طيبة ـ رياض،الطبعة ١٤٠٥هـ .
- العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)، ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- العلو للعلي الغفار: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبةأضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- عمدة التحقيق في بشائر آل الصديق: للعلامة إبراهيم بن عامر العبيدي المالكي(١٠٩١هـ)، مطبعة جمعية المعارف .
- عمدة الرعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،مكتبة إمدادية ـ ملتان .
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)، ت:محمد أحمد الحلاق،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)، دار الفكر.
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)، ت: عبد الله محمود محمد عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- عمل اليوم والليلة: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد بن إسحاق الدينوري المعروف بابن السني (٣٦٤هـ)، ت: عبد الرحمن كوثر، شركة دار أرقم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- عيون الأخبار: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (٢٧٦هـ)، دار الكتاب العربي ـ بيروت.
- غاية النهاية في طبقات القراء: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت: أبو إبراهيم عمرو بن عبد الله، دار اللؤلؤة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٨هـ.
- الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، ت: خسيري حسيني جميل، جميعة دار البر ـ دبئي.
- الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، مخطوط من الشاملة.
- الغنية فهرست شيوخ القاضي عياض: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي (٤٧٦هـ/٥٤٤هـ)، ت: ماهر زهير الجرار، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.
- الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل: للشيخ محيى الدين أبي محمد عبد القادر بن موسى بن عبد الله الجيلاني (٥٦١هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- غنية المتملي: للعلانة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي (٩٥٦ هـ)، مخطوط.
- غنية المستملي: للعلامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي (٩٥٦ هـ)، ت: نديم الواجدي، مكتبة نعمانية كانسي رود ـ كوئيته.
- الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية: للعلامة محمد بن محمد بن شهاب الكردي البزازي (٨٢٧هـ)، المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر، الطبعة الثانية ١٣١٠هـ.
- الفتاوى التاتارخانية: للعلامة فريد الدين عالم بن العلاء الدهلوي الهندي (٧٨٦هـ)، ت: شبير أحمد القاسمي، مكتبة زكريا ديوبند ـ هند، الطبعة ١٤٣١هـ.
- الفتاوى الحديثية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)، دار المعرفة ـ بيروت.

- الفتاوى الفقهية الكبرى: للعلامة أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ /٩٧٤هـ)،دار الفكر ـ بيروت.

- الفتاوى الولوالجية: للعلامة أبي الفتح ظهير الدين عبد الرشيد بن أبي حنيفة الوَلْوَالِجِي (المتوفى بعد ٥٤٠هـ)،ت:مقداد بن موسى فريوي،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

- فتح باب العناية: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:محمد نزار تميم وهيثم نزار تميم شركة دار الأرقم ـبيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

- فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،المكتبة السلفية.

- فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،إشراف: الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز،دار المعرفة ـبيروت،الطبعة ١٣٧٩هـ.

- الفتح السماوي: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:أحمد مجتبى السلفي،دار العاصمة ـالرياض،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.

- فتح القدير: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،دار الكلم الطيب ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٩هـ.

- الفتح المبين: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/ ٩٧٤هـ)،ت:أحمد جاسم محمد المحمد،دار المنهاج ـبيروت،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.

- الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي (٩٩٦هـ/١٠٥٧هـ)،دارإحياء التراث العربي ـبيروت.

- الفتوحات المكية: للعلامة أبي بكر محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العربي(٥٦٠هـ/٦٣٨هـ)، ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- الفردوس بمأثور الخطاب: للحافظ أبي شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي(٤٤٥هـ/ ٥٠٩هـ)،ت:السعيد بن بسيوني زغلول،دارالكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

- الفصول في سيرة الرسول: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:محمد العيد الخطراوي ومحيي الدين مستو،مؤسسة علوم القرآن ـ بيروت، الطبعة الثالثة١٤٠٣هـ.

- فضائل الأوقات: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي،مكتبة المنارة ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- فضائل الخلفاء الأربعة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:صالح بن محمد العقيل،دار البخاري ـ المدينة المنورة.
- فضائل شهر رجب: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال (٣٥٢هـ/٤٣٩هـ)،،ت:أبو يوسف عبد الرحمن بن يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- فضائل الصحابة: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: وصي الله بن محمد عباس،إحياء التراث الإسلامي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الفضل المبين في الصبر عند فقد البنات والبنين: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي (٩٤٢هـ)، مخطوط.
- الفوائد: للحافظ أبي القاسم تمام بن محمد الرازي البجلي (٣٣٠هـ/٤١٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- الفوائد: للحافظ عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني (٤٧٥هـ)،ت:خلاف محمود عبد السميع،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- فوائد ابن نصر: للعلامة أبي القاسم عبد الرحمن بن عمر بن نصر بن محمد الشيباني البزاز (٤١٠هـ)، ت:أبو عبد الله حمزة الجزائري،دار النصيحة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- الفوائد الجليلة في مسلسلات ابن عقيلة: للعلامة محمد بن أحمد بن سعيد الحنفي المكي (١١٥٠هـ)، ت:محمد رضا القهوجي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- الفوائد البَهِيَّة في تراجم الحنفية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،المطبع المصطفائي.
- الفوائد المجموعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:رضوان جامع رضوان،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَانِي (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.
- الفوائد الموضوعة: للعلامة مرعي بن يوسف الكرمي المقدسي (١٠٣٣هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،دار الوراق ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٩هـ.

● - الفهرست: لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي (٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)، المكتبة المرتضوية ـ النجف.

● - فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي (٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

● - فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي (٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت: أحمد نصر الله، دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

● - قبول الأخبار ومعرفة الرجال: للحافظ أبي القاسم عبد الله بن أحمد البلخي (٣١٩هـ)، ت: أبي عمرو الحسيني بن عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - قوت القلوب في معاملة المحبوب: للعلامة أبي طالب محمد بن علي بن عطية المكي (٣٨٦هـ)، ت: محمود إبراهيم محمد الرضواني، مكتبة دار التراث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - قيمة الزمن عند العلماء: للشيخ عبد الفتّاح أبي غُدّة (١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، دار عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

● - الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: محمد عوامه، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: عزت علي عيد عطية وموسي محمد علي الموشي، دار الكتب الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

● - الكافي الشاف: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني (٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

● - الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني (٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)، ت: يحيي مختار غزاوي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.

● - الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني (٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)، ت: محمد أنس مصطفى الخن، دار الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - الكامل في اللغة والأدب: للعلامة أبي العباس محمد بن يزيد المعروف بالمبرد (٢٨٥هـ)، ت: محمد أبو الفضل إبراهيم، دار الفكر العربي ـ القاهرة، الطبعة الثالثة ١٤١٧هـ.

● - كتاب الأمالي: لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي(٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،دار الثقافة ـ قم، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - كتاب الأمالي: للعلامة يحيى بن الحسين بن إسماعيل الحسني الشجري(٤١٢هـ/٤٩٩هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - كتاب تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري البصري(١٧٣هـ/٢٦٢هـ)، ت:فهيم محمد شلتوت .

● - كتاب التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي(٦٧١هـ)،ت:الصادق بن محمد بن إبراهيم،دار المنهاج ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - كتاب الدعاء: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ..

● - كتاب الزهرة: للعلامة أبوبكر محمد بن داؤد الأصبهاني(٢٩٧هـ)،ت:إبراهيم السامرائي،مكتبة المنار ـ أردن،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.

● - كتاب الشريعة: للعلامة أبي بكر محمد الحسين الآجرِي(٣٦٠هـ)،ت:عبدالله بن عمربن سليمان الدميجي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - كتاب الضعفاء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:فاروق حمادة، دار الثقافة ـ قاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - كتاب العرش: للحافظ أبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة(٢٩٧هـ)،ت:محمد بن خليفة التميمي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - كتاب المبسوط للسرخسي: للإمام شمس الأئمة أبو بكر محمد بن أحمد السرخسي(٤٨٨هـ)،دار المعرفة ـ بيروت .

● - الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي(١٥٩هـ/٢٣٥هـ)،ت:كمال يوسف الحوف،دار التاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - كتاب الطب: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، مخطوط .

● - كتاب العدة للكرب والشدة: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي(٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:ياسر بن إبراهيم بن محمد دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

- كتاب العظمة: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأصبهاني(٢٧٤هـ/٣٦٩هـ)،ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض .
- كتاب العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:وصي الله بن محمدعباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،دار الندوة الجديدة ـ بيروت .
- كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة الفرقان،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- كتاب المسلسلات: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،مخطوط .
- كتاب المعجم: للإمام أبي سعيد أحمد بن محمد ابن الأعرابي(٢٤٦هـ/٣٤٠هـ)،ت:عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- كتاب من عاش بعد الموت: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت:محمد حسام بيضون،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن عليبن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)،ت:عبدالرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدنية المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.
- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزِي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:نورالدين بن شكري بن علي بوياجيلار،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- كتاب المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البستي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
- كرامات أولياء الله: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي (٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعد بن حمدان الغامدي دار طيبة ـ السعودية،الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.
- الكشف الحثيث عمن رمي بوضعِ الحديث: للعلامةأبي الوفاءإبراهيم بن محمد بن خليل الطرابلسي(٧٥٣هـ/٨٤١هـ)،صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٧هـ.

- كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهرمن الأحاديث علي ألسنة الناس: للعلامة أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت:عبد الحميد هنداوي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٢٧هـ.
- كشف الخفاء: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلونيالجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت: يوسف بن محمود،مكتبة العلم الحديث ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- كشف الخفاء: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،مكتبة القدسي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥١هـ.
- الكشف والبيان: للعلامة أبو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي النيسابوري (٤٢٧هـ)،ت: أبومحمد بن عاشور،دار إحياء التراث العربي ـ بيرت،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.
- كفاية الأتقياء ومنهاج الأصفياء: للعلامة أبوبكر بن محمد شطا الدِمْيَاطِي البَكْرِي(١٣١٠هـ)،المطبعة الخيرية ـ مصر،الطبعة١٣٠٣هـ.
- كنز العمال في سنن أقوال والأفعال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهِندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت:محمود عمر الدمياطي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- كنزالعمال: للعلامة علاء الدين عَلِي المتَّقي بن حسام الدين الهندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)،ت: بكر يحياني،صفوة السقا،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٠٥هـ.
- كنوز الذهب في تاريخ حلب: للعلامة أحمد بن إبراهيم المعروف سبط ابن العجمي(٨٨٤هـ)، ت:شوقي شعث وفالح البكور،دار القلم العربي ـ حلب،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.
- الكنى والأسماء: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- الكنى والأسماء: للحافظ أبي بشر محمد بن أحمد بن حماد الدولابي(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- كوثر النَّبِيّ وزُلَالُ حَوْضِهِ الرَّوِيّ (فنّ معرفة الموضوعات): للعلامة أبي عبد الرحمن عبد العزيز بن أبي حفص أحمد بن حامد القرشي (١٢٠٦هـ/١٢٣٩هـ)المخطوط،كتبه العلامة عبد الله الوَلْهَاري(١٢٨٣هـ).
- اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمدعبد المنعم رابح،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.

● - اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أبوعبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - لباب الآداب: لمؤيد الدولة أبي المظفر أسامة ابن منقذ الكناني (٥٧٤هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،مكتبة السنة ـ القاهرة،الطبعة ١٤٠٧هـ.

● - لسان العرب: للعلامة أبي الفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن المنظور الإفريقي (٦٣٠هـ/٧١١هـ)، دار صادر ـ بيروت .

● - لسان الميزان: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، ت:عبد الفتاح أبوغدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - لطائف المعارف: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٩٥هـ)،ت:ياسين محمد السواس،دار ابن كثير ـ دمشق،الطبعة الخامسة ١٤٢٠هـ.

● -لمحات الأنوار ونفحات الأزهار: للحافظ أبي القاسم محمد بن عبد الواحد الغافقي الملاحي (٥٤٩هـ)،ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو باصله موضوع: للعلامة أبي المحاسن محمد بن خليل بن إبراهيم القاؤقجي (١٢٢٤هـ/١٣٠٥هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ .

● - ما ثبت بالسنة: للعلامة عبد الحق بن سيف الدين الدهلوي (٩٥٩هـ/١٠٥٢هـ)، مطبع مجتبائي ـ دهلي .

● - المتفق والمفترق: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)، ت:محمد صادق آيدن الحامدي،دار القاري ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - مثنوي مولوي معنوي: للعارف بالله مولانا جلال الدين محمد رومي (٦٧٢هـ)،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد أيند كمبني ـ لاهور .

● - المجالسة وجواهر العلم: للعلامة أبي بكر أحمد بن مروان الدينوري (٣٣٣هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - مجابوالدعوة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - مجمع الأنهر: للعلامة عبد الرحمن بن محمد بن سلمان المعروف شيخي زاده (١٠٧٨هـ)، ت:خليل عمران المنصور،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، دار الكتاب العربي ـ بيروت.
- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت:عبد الله الدرويش،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- مجموعة رسائل اللكنوي: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن ـ كراتشي،الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.
- مجموعة رسائل: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمدالغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:إبراهيم أمين محمد،المكتبة التوفيقية ـ القاهرة.
- مجموعة رسائل: للحافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي المقدسي(٧٤٤هـ)، ت:أبو عبد الله حسين بن عكاشة،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- مجموع فتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبد الرحمن بن محمد بن قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- مجموع الفتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عامر الجزائر و أنور الباز،دار الوفاء،الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.
- مجموع فيه رسائل: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:أبي عبد الله مشعل بن باني الجبرين،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- المحاسن والأضداد: للعلامة عمرو بن بحر المعروف بالجاحظ(٢٥٥هـ)،ت:محمد سويد،دار إحياء العلوم ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.
- المحاسن والمساوي: للعلامة إبراهيم بن محمد البيهقي(٣٢٠هـ)،طبع بمطبعة السعادة ـ مصر، الطبعة ١٢٢٥هـ.
- المحبة لله سبحانه: للعلامة أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله الختلي(المتوفى نحو ٢٧٠هـ)،ت: عبد الله بدران،دار المكتبي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- المُحَلَّى بالآثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي(٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)، المنيرية ـ مصر،الطبعة ١٣٥٢هـ.
- مختصر المقاصد الحسنة: للعلامة أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي الزرقاني المصري المالكي (١٠٥٥هـ/١١٢٢هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ.

- مختصر منهاج القاصدين: للعلامة نجم الدين أحمد بن عبد الرحمن ابن قدامة المقدسي، (٦٨٩هـ)،ت:محمد أحمد دهمان،مكتبة دار البيان ـ دمشق،الطبعة١٣٩٨هـ.
- المخلصيات: للحافظ أبي طاهر محمد بن عبد الرحمن بن العباس المُخَلِّص البغدادي(٣٠٥هـ/٣٩٣هـ)،ت:نبيل سعد الدين جرار،دار النوادر ـ الكويت،الطبعة الثانية ١٤٣٢هـ.
- مدارج السالكين بين المنازل إياك نعبد وإياك نستعين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مدارج النبوة: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:مفتي غلام معين الدين نعيمي، ممتاز أكيدمي ـ لاهور.
- المداوي: للعلامة أبي الفيض أحمد بن محمد بن الصديق الغماري الحسني(١٣٨٠هـ)،دار الكتبي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.
- المدخل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري(٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.
- المدخل إلى السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت: محمد ضياء الرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت.
- المدخل إلى كتاب الإكليل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري،(٣٢١هـ/٤٠٥هـ)، ت:فؤاد عبد المنعم أحمد،دار الدعوة ـ الإسكندرية.
- مراقي الفلاح: للعلامة حسن بن عمار بن علي الشُرُنْبُلالي الحنفي(١٠٦٩هـ)،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.
- مُرشد الحائر لبيان وضع حديث جابر: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)، مكتبة طبرية ـ الرياض،الطبعة١٤٠٨هـ.
- مرقاة المفاتيح: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت: جمال عتناني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.
- مسائل الإمام أحمد بن حنبل: للحافظ أبي الفضل صالح بن أحمد بن حنبل الشيباني(٢٠٣هـ/٢٦٦هـ)، ت:فضل الرحمن دين محمد،الدار العلمية ـ الهند،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهوية برواية المروزي: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن منصور المروزي(٢٥١هـ)،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- المستدرك علي الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.
- المستدرك علي الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت.
- المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي (٨٥٢هـ)، دار مكتبة الحياة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.
- المستطرف في كل فن مستظرف:للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي (٨٥٢هـ)مكتبة الجمهورية العربية ـ مصر.
- المستغيثين بالله: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوَال (٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:مانويلا مارين،المجلس الأعلى للأبحاث العلمية.
- مسند أبي يعلى: للإمام أبي يعلى أحمد بن علي التيمي الموصلي (٢١٠هـ/٣٠٧هـ)،ت:حسين سليم أسد،دار المأمون للتراث ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- مسند الشاميين: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- مسند الشهاب: للقاضي أبي عبد الله محمد بن سلامة القُضَاعي (٤٥٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- المسند المستخرج على صحيح مسلم: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- مصباح الزجاجة: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري (١٣٨٠هـ)،مكتبة القاهرة ـ مصر،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

● - المصنف لعبد الرزاق: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت: حبيب الرحمن الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

● - المصنف لعبد الرزاق: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت: حبيب الرحمن الأعظمي،المجلس العلمي ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

● - المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبوغدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.

● - المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غده،ايچ ـ ايم ـ سعيد كمپني ـ كراتشي (باكستان).

● - المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:باسم بن طاهر خليل عناية،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت:محمد حَسَّه،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٣ء.

● - مطالع المسرات: للعلامة محمد مهدي بن أحمد بن علي فاسي(١٠٣٣هـ/١١٠٩هـ)،مطبعة وادي النيل ـ مصر،الطبعة ١٢٨٩هـ.

● - المعجم الأوسط: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ١٤١٥هـ .

● - معجم البلدان: للعلامة المؤرخ شهاب الدين أبي عبد الله ياقوت بن عبد الله الحموي (٦٢٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٩٧هـ.

● - معجم الشيوخ: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:وفاء تقي الدين،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - المعجم الكبير: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ القاهره،الطبعة ١٤٠٤هـ.

● - معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عماد الدين أحمد حيدر،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي .

- معرفة الرجال رواية ابن محرز: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت:محمد كامل القصار،مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة ١٤٠٥هـ.
- معرفة السنن والآثار: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار قتيبة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.
- معرفة الصحابة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق بن يحيى بن مندة الأصبهاني(٣١٠هـ/٣٩٥هـ)،ت:عامر حسن صبري،مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- معرفة الصحابة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن للنشر ـ الرياض.
- المعرفة والتاريخ: للحافظ أبي يوسف يعقوب بن سفيان الفارسي الفسوي(٢٧٧هـ)،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- المعين على تفهم الأربعين: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:دغش بن شبيب العجمي،مكتبة أهل الأثر ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- مغاني الأخيار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- المغني عن الحفظ والكتاب: للحافظ أبي حفص عمر بن بدر الدين الموصلي الحنفي(٦٦٣هـ)، جمعية نشر الكتب العربية ـ القاهرة،الطبعة ١٣٤٢هـ.
- المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.
- المغني عن حملِ الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبة دار طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:نور الدين عتر،إحياء التراث الإسلامي بدولة ـ قطر،الطبعة ١٤٠٧هـ.

- المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- المغير علي الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،دار العهد الجديد ـ بيروت.
- المغير علي الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)،دار الرائد العربي ـ بيروت.
- مفتاح الجنان: للعلامة يعقوب بن سيد علي البروسوي(٩٣١هـ)،المطبعة العثمانية،الطبعة١٣١٧هـ.
- مفاتيح الغيب المعروف بالتفسير الكبير: للعلامة فخر الدين أبي عبد الله محمد بن عمر الرازي (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة علي الأ لْسِنَة: للحافظ شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السَخَاوي (٨٣١ هـ/٩٠٢هـ)،ت:عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.
- المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة علي الأ لْسِنَة: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السَخَاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.
- المقتنى في سرد الكنى: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد صالح عبد العزيز المراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة١٤٠٨هـ.
- مقدمةابن خلدون: للعلامة ولي الدين عبد الرحمن بن محمد بن محمد ابن خلدون الحضرمي الإشبيلي(٨٠٨هـ)،ت:خليل شحادة وسهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:أيمن عبد الجبار البحيري،دار الآفاق العربية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:عبدالله بن بجاش الحميري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعةالأولى١٤٢٧هـ.
- مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: صلاح محمد عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

- مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:أحمد جاد دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- مكتوبات: للعلامة أحمد بن عبد الأحد الفاروقي السرهندي مجدد الألف الثاني (١٠٣٤هـ)، (مترجم)،زوار أكيدمي ـ كراتشي ٢٠١٤ء.
- المنار المنيف: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قَيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.
- مناهل الصفا: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:سمير القاضي،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.
- منبهات ابن حجر:در مطبع مصطفائي.
- المُنتَخب من العِلَل: للإمام أبي محمد موفق الدين عبد الله بن محمد بن قدامة المقدسي الحنبلي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)،ت:أبو معاذ طارق بن عوض الله،دار الرأية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المنتقى مِنْ منهاج الاعتدال في نقض كلام أهل الرفض والاعتزال وهو مختصر منهاج السنة : للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: محب الدين الخطيب،الرئاسة العامة ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٣هـ.
- منحة السلوك في شرح تحفة الملوك: للإمام بدر الدين أبي محمدمحمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أحمد عبد الرزاق الكبيسي،إدارة الشؤون الإسلامية ـ قطر،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المنح المكية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٣٧هـ.
- من فضائل سورة الإخلاص: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال(٤٣٩هـ)،ت: محمد بن رزق بن طرهوني،مكتبة لينة ـ القاهرة الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد رشاد سالم،جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: الدكتور محمد رشاد سالم،مؤسسة قرطبة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

- موافقة الخبر الخبر: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:حمدي السلفي وصبحي السيد جاسم ،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.
- المواهب اللدنية: للعلامة أحمد بن محمد القسطلاني(٨٥١ هـ/٩٢٣هـ)،ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الاسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.
- موسوعة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار إطلس الخضراء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- الموضوعات للصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصاغاني (٥٧٧هـ/ ٦٥٠هـ)،ت:نجم عبد الرحمن خلف،دار نافع،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.
- الموضوعات للصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدرالعدوي العمري الصاغاني (٥٧٧هـ/ ٦٥٠هـ)،دار المأمون للتراث ـ دمشق .
- موطا إمام مالك: للإمام أبي عبد الله مالك بن أنس(٩٣هـ/١٧٩هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة١٤٠٦هـ.
- المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- المهذب في اختصار السنن الكبير: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايَمَاز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبي تميم ياسر بن إبراهيم،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت: علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.
- ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:محمد رضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- النبراس: للعلامة محمد عبد العزيز الفرهاري(١٢٣٩هـ)،مكتبة رشيدية ـ كوئته .
- نتائج الأفكار: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي عبد المجيد السلفي،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

● - نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - النُخْبَة البَهِيَّة في الأحاديث المكذوبة علي خير البَرِيَّة: للعلامة محمد الأمير الكبير المالكي (١١٥٤هـ/١٢٣٢هـ)،المكتب الإسلامي ـ بيروت.

● - نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤هـ)،دار الفكر.

● - نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤ هـ)،المكتب الثقافي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي (٨٩٤ هـ)،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة ١٤٣٨هـ.

● - نزهة المجالس أردو: أيچ أيم سعيد كمبني ـ كراتشي.

● - نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري (٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة.

● - نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري(٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - نصاب الاحتساب: للعلامة ضياء الدين عمر بن محمد بن عوض السنامي(المتوفى قبل ٧٢٥هـ)، ت:مريزن سعيد مريزن عسيري،مكتبة الطالب الجامعي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - نصب الراية: للحافظ جمال الدين ابو محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي (٧٦٢هـ)،ت: محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده.

● - نظم الدرر في تناسب الآيات والسور: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر البِقَاعِي (٨٨٥هـ)،دار الكتاب الإسلامي ـ القاهرة.

● - نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت: إسماعيل إبراهيم،مكتبة الإمام البخاري ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت:توفيق محمود تكلة،دار النوادر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - نهاية الإقدام: للعلامة محمد بن عبد الكريم الشهرستاني (٥٤٨هـ)،أحمد فريد المزيدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادت المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،ت:طاهر أحمد الزاوي ومحمود محمد الطناحي، المكتبة الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٨٣هـ.

- النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادت المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار ابن الجوزي ـ الرياض،ت:علي بن حسن الحلبي، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

- النهاية في الفتن والملاحم: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت:عصام الدين الصبابطي،دارالحديث.

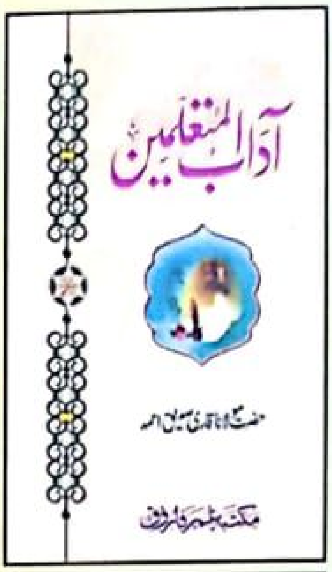
- وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: للعلامة نور الدين أبي الحسن علي بن عبد الله بن أحمد الحسني السمهودي(٨٤٤هـ/٩١١هـ)،ت:خالد عبد الغني محفوظ،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

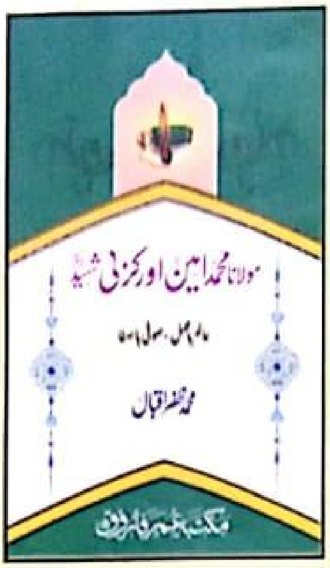
- الهداية: للإمام برهان الدين علي بن أبي بكر بن عبد الجليل المرغيناني الحنفي(٥٩٣هـ)، ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

- الهواتف: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا(٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

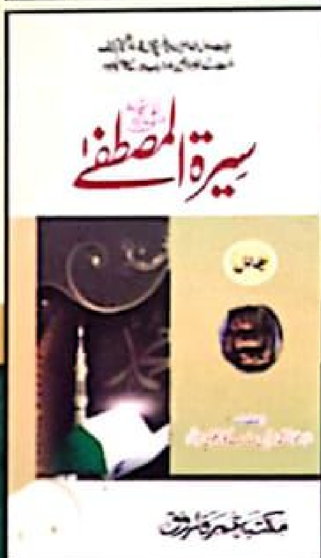
- اليواقيت الغالية: للعلامة محمد يونس الجونفوري(١٣٥٥هـ/١٤٣٨هـ)،ترتيب:محمد أيوب سورتي، مجلس دعوة الحق لستر،الطبعة ١٤٢٩هـ.

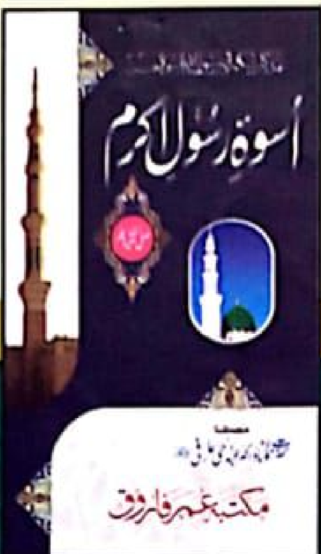


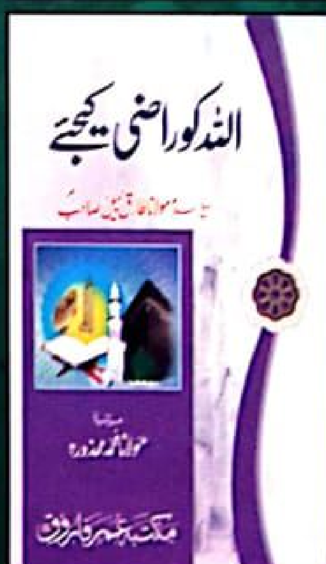


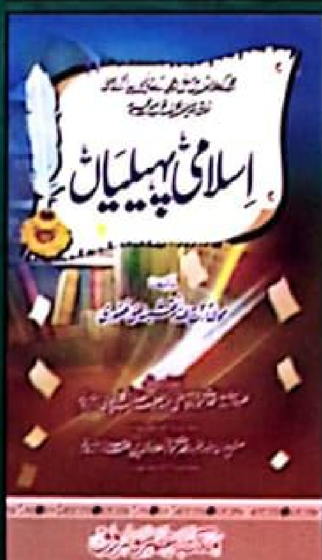


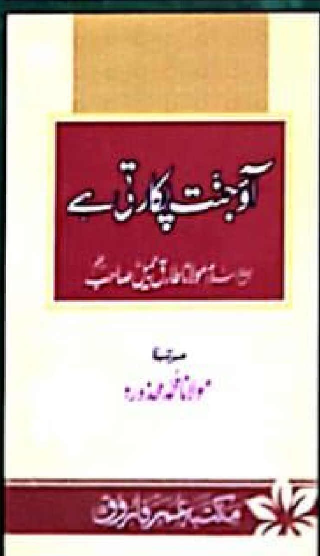












مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34594144 Cell: 0334-3432345